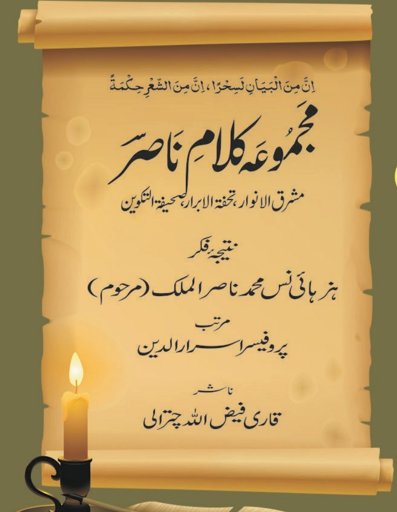
إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا ، إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

(الصحیح للبخاری)

مجموعہ کلامِ ناصر

مشرق الانوار، تحفۃ الابرار، صحیفۃ التکوین



نتیجۂ فکر

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک (مرحوم)

مرتب

پروفیسر اسرار الدین

ناشر

قاری فیض اللہ چترالی

مکتبہ امام محمد

مدرسہ امام محمد، فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر 22، کراچی

مجموعۂ کلامِ ناصر

مشرق الانوار، تحفۃ الابرار، صحیفۃ التکوین

نتیجۂ فکر

ہزہائی نس محمد ناصر الملک مرحوم

سابق والئِ چترال

مرتب : پروفیسر اسرار الدین

ناشر : قاری فیض اللہ چترالی

مکتبہ امام محمد، مدرسہ امام محمد، فیڈرل بی ایریا
بلاک ۔ 22، کراچی ۔ 38

نام کتاب: **مجموعۂ کلامِ ناصر**

(مشرق الانوار، تحفۃ الابرار، صحیفۃ التکوین)

مصنف: محمد ناصر الملک (مرحوم)

مرتب: پروفیسر اسرار الدین

مترجمین: تنظیم حسین (مرحوم) مولانا محمد انس (مرحوم)

نظرِ ثانی: ڈاکٹر عنایت اللہ فیضیؔ (ستارۂ امتیاز)،

مولانا نگاہ نگاؔہ، مولانا محمد شفیع چترالی۔

ناشر: قاری فیض اللہ چترالی

سن اشاعت: ذی القعدہ ۱۴۳۵ھ، ستمبر، 2014ء

کمپوزنگ: عبدالناصر جمال، خالد علوی، مولانا محمد علی،

مفتی کلیم اللہ چترالی، مفتی ولی اللہ چترالی

تعداد: گیارہ سو

ادارہ اشاعت: مکتبہ امام محمد و مدرسہ امام محمد، فیڈرل بی ایریا

بلاک 22، کراچی 38۔ پاکستان

ای میل ایڈریس: chitrali@hotmail.com

فہرست

تقریظ

از: ہز ہائی نس فاتح الملک علی ناصر

شمالی پاکستان کی تاریخ جنگجو بادشاہوں کی کہانیوں سے عبارت ہے۔ یہ بادشاہ خونریز جنگوں میں فتح یاب ہوکر اقتدار میں آتے تھے۔ اور اپنے مخالفین سے علاقے چھین کر حکومت کرتے تھے۔ اس خطے کا جغرافیائی ماحول اور اس کی آب وہوا بھی جارح قوتوں کو راس آتی تھی۔ ہز ہائی نس محمد ناصر الملک ایسے وقت پر پیدا ہوئے جب قرون وسطیٰ کا روایتی طریقہ جنگ اور اس سے وابستہ توہمات بھی زندگی کا حصہ تھے۔ ساتھ ساتھ انہیں علوم وفنون پر مہارت حاصل کرنے کے علاوہ حکمرانی اور جہانبانی میں بھی ایسی کامرانیاں حاصل کرنی تھیں جو خطے کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔

ہز ہائی نس ناصر الملک اپنے والد ہز ہائی نس مہتر شجاع الملک کی تخت نشینی کے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ 1892 میں ان کے دادا مہتر امان الملک کی وفات کے بعد پورا عشرہ بے چینی میں گزرا تھا۔ شجاع الملک کے عہد میں چترال نے دنیا کے جدید دور میں قدم میں رکھا ان کے عہد میں چترال نے موٹر گاڑیوں کی سواری، جدید تعلیم اور علاج معالجہ کے جدید انتظام کا تجربہ کیا اور بیسویں صدی میں ترقی کے ساتھ داخل ہوا۔ ہز ہائی نس ناصر الملک نے پنے والد کے ولی عہد کی حیثیت سے برطانوی ہند کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم وتربیت حاصل کی۔ اس زمانے میں

دوسرے شہزادوں نے بھی برطانوی ہند کے ایسے ہی اداروں سے تعلیم حاصل کی تھی اور اشرافیہ کے بچوں کو بھی یہ سہولت حاصل تھی۔ تعلیم وتربیت کے بعد ہز ہائی نس نے گورنمنٹ کے سول سروس میں کام کیا اور اس کے بعد مستوج کے گورنر کی حیثیت سے ریاستی نظم نسق میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ یہ عہدہ ان کے والد کی اچانک وفات تک ان کے پاس رہا۔

ہز ہائی نس ناصر الملک کی علمی سرگرمیوں کا بڑا حصہ والد کی زندگی میں تکمیل کو پہنچا۔ تاہم یہ سلسلہ ان کی تخت نشینی کے بعد بھی جاری رہا۔ انہوں نے اپنے درباریوں میں بھی علمی وادبی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ کٹور سلطنت میں خونریز جنگجوؤں کے ساتھ ساتھ علمی اور ادبی کاموں کو بھی وقعت دی جاتی تھی۔ سمرقند بخارا، کاشغر، یارقند اور ختن کیساتھ علمی مباحث کا تبادلہ ہوتا تھا۔ یہاں تک چترال میں شاہی خاندان کے صاحب سیف وقلم شہزادہ تجمل شاہ محوی کے مقالوں کو وسطی ایشیاء کے بڑے بڑے مدرسوں میں عشروں تک پڑھایا جاتا رہا۔ قصیدہ امالی کی شرح اس کی ایک مثال ہے۔ اب چونکہ جغرافیائی حالات نے پلٹا کھایا تھا۔ اس لیے ناصر الملک نے وسطی ایشیاء میں بخار، کاشغر اور یارقند کی جگہ جنوبی ایشیاء میں دہلی اور کلکتہ کیساتھ مغربی دنیا کے علمی مرکز لندن کی طرف دیکھا۔ پوری برطانوی سلطنت سے رسائل، جرائد اور کتابیں چترال کے قلعے میں آتی تھیں۔ جنہیں اشرافیہ کے ذریعے چترال کے دور دراز علاقوں میں پہنچایا جاتا تھا۔ اس علمی تبادلہ کی وجہ سے ناصر الملک کا فلسفہ ان کی شاعری اور ان کی تحریروں کی شہرت برطانوی ہند کے اندر اور باہر دور دور تک پھیل گئی۔ اور ان کا شمار برصغیر کی آزاد ریاستوں کے حکمرانوں میں عالم وفاضل حکمران کے طور پر ہونے لگا۔

جیسا کہ اس مجموعے سے ظاہر ہے کہ ناصر الملک بڑے پائے کا فلاسفر، ادیب، شاعر اور تخلیق کار تھا۔ نیز اپنے عوام کے ساتھ محبت اور سماجی امور میں دلچسپی ان کو ریاستی حکمرانوں میں ایک اور امتیاز دیتی ہے۔ انہوں نے ریاستی عوام کے لیے جدید تعلیم کے لیے جو اسکول قائم کئے وہ ان کی یاد کو فراموش ہونے نہیں دیتے۔ انہوں نے اپنے دربار سے پرانے اور فرسودہ رسموں کو ختم کر کے مساوات اور بھائی چارے کی فضاء قائم کی، آج چترال میں سیاسی آزادی اور قومی بیداری کی جو فضاء قائم ہے۔ اس کی بنیاد ہز ہائی نس ناصر الملک کے عہد میں

رکھی گئی۔ اگر چہ بعض عناصر نے ان کی طرف سے دی گئی آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ریاستی اداروں کے خلاف مہم چلانے سے گریز نہیں کیا۔ تاہم ہز ہائی نس ناصر الملک کی محبت آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہے۔ اوراس کتاب کی اشاعت میں چترال کے عوام اور علماء کرام کی دلچسپی اس بات کا ثبوت ہے۔

آخر میں میں قاری فیض اللہ چترالی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مجموعے کی اشاعت ثانیہ کے لیے محنت کی اور سرمایہ فراہم کیا اور اسے لوگوں تک پہنچایا اور ان کے رفقاء کار کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس مجموعے کو فارسی سے اردو میں ترجمہ کرنے کا اہتمام کیا۔ ہز ہائی نس ناصر الملک میرے مرحوم والد ہز ہائی نس سیف الملوک ناصر کے تایا تھے۔ اس لیے یہ میرے لیے اعزاز ہے کہ ان کے نام کو زندہ رکھنے اور ان کے کارناموں کی یادوں کو تازہ کرنے کے اہم کام کا حصہ بن رہا ہوں۔

ہز ہائی نس فاتح الملک علی ناصر

مہتر چترال شاہی قلعہ چترال

خدمت مہتر چترال

The Office of Mehtar-e-Chitral

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی تصنیفات

از: پروفیسر اسرارالدین (مرتب)

زیرِ نظر کتاب ''مجموعۂ کلامِ ناصر'' ہز ہائی نس محمد ناصر الملک (مرحوم) سابق والئ ریاست چترال کی کتابوں ''صحیفۃ التکوین، مشرق الانوار اور تحفۃ الابرار کا مجموعہ ہے، اپنی ان تصنیفات کی بدولت موصوف ایک طرف فارسی کے ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے سامنے آجاتے ہیں، دوسری طرف قرآن فہمی، عربی دانی اور بعض سائنسی موضوعات پر وسیع معلومات رکھنے کی وجہ سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ یقیناً آپ ان کی وجہ سے تادیر یاد رکھے جائینگے۔

ہز ہائنس نے شائع شدہ تین تصنیفات چھوڑی ہیں۔ ''صحیفۃ التکوین''۔ ''مشرق الانوار'' اور ''تحفۃ الابرار''۔ ان کے علاوہ انہوں نے 1921ء میں ''حروف تہجی کھوار'' کے نام سے کھوار زبان کا قاعدہ تحریر کر کے چھپوادیا تھا۔ جو اگرچہ مختصر اور آٹھ صفحات پر مشتمل تھا، پھر بھی کھوار زبان کو تحریر میں لانے کی ایک بنیاد انہوں نے فراہم کی اور خاص طور پر اس میں کھوار زبان کے چند مخصوص حروف کے لیے نئے حروف بھی وضع کیے گئے تھے، جو کہ اب بھی استعمال ہو رہے ہیں۔ رومن میں کھوار لکھنے کے لیے ان مخصوص حروف کے لیے رومن طریقہ کار بھی تجویز کیا تھا۔

ان چھاپ شدہ تخلیقات کے علاوہ ہز ہائنس کے کچھ اور کام بھی منظر عام پر آئے ہیں جو مسودوں کی شکل میں ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تاریخ چترال کے قدیم ادوار پر نوٹس۔ (۲) چترال کی بعض اقوام اور قبیلوں کا شجرہ نسب۔

(۳) چترال کا جغرافیائی خاکہ۔ (۴۹ فارسی غزلیات کا مجموعہ (مصنف کے نام کے بغیر)

اب ذیل میں طبع شدہ کتابوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) تحفۃ الابرار:

اس کتاب کے بارے میں مصنف خود لکھتے ہیں کہ:

''این یادگار افکار شباب است،اولاً در 1923 حلیۂ طبع پوشیدہ بود۔حالاً برائے تجدید یادگزشتہ بار چہارم طبع کردہ شدکہ یادگار ماند۔

(تحفۃ الابرار)

آخری بار اس کتاب کا 1938 میں چوتھا ایڈیشن چھپا تھا۔یہ کتاب 32 صفحات پر مشتمل ہے۔مصنف نے کتاب کا انتساب حضرت سید احمد شہید بریلویؒ اور ان کی معیت میں شہید ہونے والے جانثاروں کے نام کیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:

''این رسالہ از عقیدت بہ ارواح طیبہ شہدائی راہ حق پیش کش می نمائم،کہ بہ معیت دودمان مصطفوی،وارث کمالات مرتضوی،غوث صمدانی،محبوب سبحانی حضرت سید احمد شہید بریلوی کہ درمعرکہ باجنود رنجیت سنگھ درعلاقہ ہزارہ جام شہادت نوشیدند''

اس انتساب سے حضرت سید احمد بریلویؒ اور دینِ اسلام کے لیے ان کی جدوجہد کے ساتھ ان کی عقیدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔یہ کتاب اس وقت لکھی گئی تھی جبکہ مصنف کالج کے طالب علم تھے اور ان کی عمر 22,20 برس تھی،اس کم عمری میں دینی امور سے ان کی نسبت اور دین اسلام پر قربان ہونے والے ہمارے اسلاف سے ان کی عقیدت اور مودّت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

کتاب میں حمد و نعت کے بعد جن موضوعات پر مصنف نے قلم اٹھایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) درصفت مقتدایانِ اسلام:

اس میں مصنف نے خوبصورت انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار صحابۂ کبار یعنی حضرت ابوبکر صدیق،حضرت عمر فاروق،حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے مناقب بیان کیے ہیں۔اس کے علاوہ جو موضوعات ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۲) دریادِمولانا شاہ اسماعیل شہید۔(۳) دربیانِ بدعات۔(۴) بدعات اہل تشیع۔(۵) در بحث مذہب مرزائی۔(۶) حکیم ناصر خسرو کے عقائد کے بارے میں۔(۷) درشکایات بعض عالمان۔(۸) درمذمت درویشانِ ظاہری۔(۹) خطاب بہ سرمایہ داران امت۔(۱۰) خطاب بہ غربائے امت۔(۱۱) خطاب بہ شیفتگان مغرب۔(۱۲) نصائح قرآنی۔(۱۳) دعا

(۲) مشرق الانوار:

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی دوسری تصنیف مشرق الانوار ہے۔ یہ چالیس صفحات پر مشتمل مختصر رسالہ ہے جس میں خوبصورت پیرائے میں مندرجہ ذیل موضوعات کو منظوم کیا گیا ہے۔

مثلاً کلمہ، نماز، حج بیت اللہ جن میں ان اہم عبادات کی فضیلتیں اور فلسفہ بیان کیا گیا ہے، ان کے علاوہ حضرت علیؓ کے کوفہ میں خطاب، نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے نام بھی منظوم طور پر پیش کی گئی ہے۔ نصیحت اور معذرت کے ذیل میں عامۃ المسلمین کی خدمت میں صحیح اور مکمل طور پر اسلامی زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی ہے۔

دیگر موضوعات یہ ہیں: حمد باری تعالیٰ، بعثت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دربیانِ قرآن، درصفت حدیث، دربیان تفسیر، درمعنی کلمہ طیبہ، دربیان مسجد، دربیان اذان، درتوصیف اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، درذکر خلفائے راشدین، آخر میں بادشاہ (یعنی اپنے والد صاحب) کے لیے قصیدہ۔

(۳) صحیفۃ التکوین:

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی اہم ترین کتاب ''صحیفۃ التکوین'' ہے، جس کے بارے میں تاریخ چترال میں یوں ذکر ہے ''یہ دو ہزار اشعار فارسی مثنوی میں شہرہ آفاق تصنیف ہے، علمی دنیا میں اس کی بہت قدر تھی، یہ کتاب مؤثر اور مدلل الفاظ میں اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہے کہ سائنس اور فلسفہ کی جدید ترین معلومات تیرہ سو سال پہلے خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعے ظاہر فرما دی تھیں، جو تخلیق عالم اور نظام شمسی کے بارے میں معلومات کا خزانہ ہے۔

(غلام مرتضیٰ، ص: ۲۳۴)

اس کتاب کے بارے میں شہزادہ محمد حسام الملک (مرحوم) نے جمہور اسلام (کہوار) کے شمارہ جلد 7 شمارہ 4-5 نومبر و دسمبر 1928 میں اپنے ایک مضمون ''ڈاکٹر اقبالو سوم ای مشقو لگی'' میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جس کا ترجمہ اور خلاصہ ذیل میں پیش ہے۔

1928ء میں ہز ہائنس محمد ناصر الملک اپنی ولی عہدی کے زمانے میں جب دہلی میں فوجی تربیت حاصل کر رہے تھے، تو براہ مہربانی مجھ سے ملنے لاہور آئے، ہم دنوں ایک دن مل کر ڈاکٹر علامہ اقبال کی ملاقات کے لیے گئے، ملاقات میں ناصر الملک نے اپنی کتاب کے بارے میں ان سے بات کی، علامہ نے مسودے پر نظر ڈالی اور کہنے لگے کہ آپ نے بہت مشکل کام میں ہاتھ ڈالا ہے، ایک یہ کہ آج کے زمانے میں فارسی کا رواج بہت کم ہو گیا ہے بلکہ ایران کی فارسی بھی اب کافی بدل گئی ہے دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے ڈاروِن کے مسئلہ ارتقاء اور آئن سٹائن کے نظریہ اضافت کو قرآن کی آیات کے ساتھ تطبیق دینے کی جو کوشش کی ہے یہ مشکل کام ہے کیا آپ میں اس کو پورا کرنے کی ہمت ہے؟ ناصر الملک نے کہا کہ فارسی ایرانیوں کی زبان ہی نہیں بلکہ شمالی ہندوستان اور وسطی ایشیا کے بہت سارے لوگ اس زبان کو اپنی زبان سمجھتے ہیں، ناصر الملک کے اس جواب پر علامہ صاحب نے کتاب کے مسودے کو جگہ جگہ سے پڑھنا شروع کر دیا، بعد میں فرمایا کہ تمہاری کتاب میں مجھے کوئی نقص نظر نہیں آتا ہے، البتہ دو قسم کے اعتراض میرے ذہن میں آرہے ہیں، ایک یہ کہ آپ نے جگہ جگہ ''جان پدر'' اور ''جان عمّ'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں، اس قسم کا طریقہ اظہار آج کے زمانے میں متروک ہے۔ ناصر الملک نے یہ غلطی مان لی۔ پھر علامہ نے فرمایا ''قرآن پاک کی آیتوں کو موجودہ فلسفوں کے ساتھ تطبیق دینے کا میں مخالف ہوں کیونکہ فلسفے بدلتے رہتے ہیں ان کو قرآن کی آیتوں کے ساتھ تطبیق دینے سے قرآن شریف کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے'' ناصر الملک نے جواباً کہا کہ امام غزالی اور امام فخر الدین رازی اور دوسرے مفسرین نے بھی ایسا کیا ہے، علامہ نے فرمایا کہ کب کہتا ہوں کہ انھوں نے اچھا کیا ہے، انھوں نے یونانی فلسفے کے مطابق قرآنی آیات کی تشریح کی تھی اب وہ غلط ثابت ہوئی کل ڈارون اور آئن اسٹائن کے نظریات غلط ثابت ہوں گے تو پھر کیا کرو گے؟ ناصر الملک نے جواباً عرض کیا ''اگر

میں ایسی بڑی ہستیوں کی غلطیوں میں ان کے ساتھ شامل ہوا تو مجھے فخر ہوگا'' اس پر دونوں ہنس پڑے۔

اس کتاب پر ڈاکٹر اسماعیل ولی اخگر جو انگریزی ادب کے پروفیسر اور خود بھی شاہی خاندان کے خوشوقتے شاخ سے تعلق رکھتے ہیں، نے اچھا کام کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں ایک حکمران ایسا بھی گذرا ہے جس نے با مقصد تصانیف چھوڑی ہیں کیونکہ حکمرانی کسی دردسری جگر سوزی کے لیے مہلت نہیں دیتی، تاہم ناصر الملک نے ''خسروی'' کے ساتھ کوہ کنی بھی کی ہے، یہ کوہ کنی سائنس کے کوہ بیستون میں کی گئی ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو سائنسی شاعری سے منسوب کیا ہے اور شاعر کو سائنسی شاعر کا لقب دیا ہے۔ آگے نہایت درد سے اس غم کا اظہار کرتے ہیں کہ صحیفۃ التکوین کے شاعر جیسے بہت کم شاعر ہوئے ہیں، بدقسمتی یہ ہے کہ وہ برصغیر کے ایک ایسے گمنام گوشے میں پیدا ہوئے جہاں تعلیم ایک دیومالائی تصور تھا اور نرینہ اولاد سے محرومی بھی اس کی گمنامی کا سبب بنی۔ اپنوں کے ہاتھوں ''سقراطی شراب'' پینے والا یہ شاعر گمنامی کے پردے میں اس لیے بھی رہا کہ اس کے جانشینوں کے پاس اتنا وقت کہاں تھا کہ ایسے قابل انسان کی تصانیف کی تشہیر کرتے اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کراتے، کاش یہ شاعر ایران یا مغرب کے کسی ملک میں پیدا ہوتے تو قومی شاعر کہلانے کا حقدار ٹھہرتے۔ (بزم کہوار، رسالہ ص: 168-159)۔

یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ دیر آید درست آید کے مصداق چترال کے اہم فرزند (قاری فیض اللہ چترالی صاحب) نے اللہ کی توفیق سے ہز ہائنس مرحوم کے اس شہرہ آفاق تصنیف کو (بشمول دوسری تصنیفات) کے اردو ترجمے کے ساتھ دنیا کے سامنے لانے کا بیڑہ اٹھایا اور اب یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔

کتاب صحیفۃ التکوین دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ 8 فصول اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے، حصہ دوم میں چار فصول اور ایک تتمہ ہیں اور آخر میں دو فصول ضمیمے کے طور پر ہیں۔ اس طرح تمام کتاب 12 فصول پر مشتمل ہے جن میں فلکیات، ارضیات، حیاتیات اور جنیات کے مختلف نظریات پر قرآن پاک کی آیات شریفہ کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

موجودہ سائنس اگرچہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی منکر ہے لیکن مصنف نے جگہ جگہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ جہاں بھی جو کچھ ہوا ہے اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے کار فرما ہیں۔

اسی طرح انہوں نے سیکولر سائنس کو مذہبی رخ دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ ڈارون اور دوسرے سائنسدانوں کی نظریات پر بحث کرتے ہوئے اگرچہ کائنات کے رازوں کے اکتشافات کے سلسلے میں ان کی کاوشوں کو سراہتے ہیں لیکن ان کے نتائج کو پوری طرح قبول کرنے کے لیے تیار نظر نہیں آتے اور جہاں تک ہوسکا ہے سائنسی نظریات کی تشریح دین اسلام کے اصولوں کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان کے بعض افکار علامہ عنایت اللہ مشرقی سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں علامہ موصوف جرمنی سے نئے نئے سائنس میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے آئے تھے اور پورے برصغیر میں ان کی دھوم تھی۔ جن دنوں محمد ناصر الملک اسلامیہ کالج میں زیر تعلیم تھے، علامہ موصوف بھی وہیں پر پروفیسر اور بعد میں پرنسپل کی حیثیت سے متمکن تھے۔ اس طرح ان کو موصوف سے ذاتی طور پر استفادہ کرنے کے بڑے مواقع میسر آتے تھے نیز ان کی کتاب ''تذکرہ'' بھی ان کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر ناصر الملک کا مسلک عام ڈگر سے انحراف کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس طرح ان سے کچھ چوک بھی ہوگئی ہوگی۔ لیکن جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کی کبریائی، خالقیت اور دیگر صفات کو واضح کر کے سیکولر سائنس کو دوبارہ اللہ کی ذات کے قریب لانے کی جو کوشش انہوں نے کی ہے، ان کے اس عمل کو اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ قبولیت بخشیں گے۔

عرضِ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا قاضی محمد انس (مرحوم)

کچھ لوگ اپنی بعض اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں، بلند کردار، علمی تفوق اور بلند اخلاق کی وجہ سے ممتاز نظر آتے ہیں اور تاریخ کے دھاروں کا رخ موڑ دیتے ہیں۔ ایسی عبقری اور ممتاز شخصیات میں سے سابق والیِ چترال ہز ہائی نس سر محمد ناصر الملک بھی ہیں جو اپنی اعلیٰ علمی صلاحیت، دینی پختگی اور عوام کی فلاح و بہود کے اقدامات کی بناء پر اپنے پیش رو والیانِ چترال سے منفرد ہیں اور اہلِ چترال کی ہر دل عزیز ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''مجموعۂ کلام ناصر'' انہی ہز ہائی نس محمد ناصر الملک مہتر چترال (14 اکتوبر 1936 تا 29 جولائی 1943) کی تین نایاب کتابوں صحیفہ التکوین، مشرق الانوار اور تحفۃ الابرار کا اردو ترجمہ ہے۔ راقم نے اپنے مخدوم مکرم حضرت قاری فیض اللہ چترالی کے حکم سے ''صحیفۃ التکوین'' کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ تحفۃ الابرار اور مشرق الانوار کا ترجمہ محترم قاری صاحب کئی سال قبل جناب تنظیم حسین (مرحوم) سے کروا چکے تھے۔ ان تینوں ترجموں کو ''کلام ناصر'' کے نام سے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ سے کتاب کا حق ادا نہیں ہوسکتا جب تک اس کی مکمل شرح نہ لکھی جائے۔ شرح بھی ایسا آدمی لکھ سکتا ہے جو قرآن و حدیث پر مکمل مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ قدیم و جدید فلسفہ اور علوم فلکیات و طبعیات پر کامل دسترس رکھتا ہو۔ کیوں کہ ان میں سے اول الذکر کتاب ''صحیفہ التکوین'' انتہائی علمی مواد پر مشتمل ہے۔ جس میں فاضل مولف نے تخلیقِ ذرات، مادۂ ظہور ہیولیٰ، ارتقائے نظام کہکشان، بحثِ نظامِ شمسی کے ساتھ بحر و بر، حجر و شجر کی تخلیق کو بیان کرنے کے بعد سطحِ زمین پر آغاز زندگی اور اس کے قوانین کو ذکر کیا ہے، بعد ازاں ان مباحث کو قرآن پاک کی آیات سے ثابت کرنے اور محسوسات کو معقولات سے سمجھانے کی سعی بلیغ کی ہے۔ بعض

مقامات پر مصنف کے ذکر کردہ مضامین سے احقر کو اتفاق نہیں ہے بلکہ شاید بعض علماء کو بھی اتفاق نہ ہو لیکن کتاب چونکہ انتہائی علمی تحقیقات پر مبنی ہے اس لیے اس کا ترجمہ کر دیا گیا۔ اصحاب علم اس سے مستفید ہو کر خود تحقیق کر لیں۔ ترجمہ میں اپنی بساط کے مطابق کوشش کی گئی ہے کہ آسان ہو اور تحت اللفظ نہ ہو۔

حسنِ اتفاق:

چترال میں دینی وعصری علوم کو منظم طریقے سے ابتدا کرنے کا شرف بھی ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کو حاصل ہے چنانچہ چترال میں سکول کا اجراء کر کے چترال کے سب سے پہلے اعلی تعلیم یافتہ باصلاحیت شخصیت جناب محترم الحاج جناب شاہ (مرحوم) کو اس کا سربراہ مقرر فرمایا۔ چترال میں تعلیم کو عام کرنے میں آپ اعلی حضرت کے دست راست اور معاون ثابت ہوئے۔ بعد میں ریاست چترال کے وزیر تعلیم کے نام سے جانے پہچانے جانے لگے۔ گویا اہل چترال کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کا ابتدائی شرف ان دونوں حضرات کو حاصل ہے۔ اور یہ حسن اتفاق ہے کہ محمد ناصر الملک کی اس عظیم کتاب ''صحیفۃ التکوین'' کے ترجمہ کا شرف ثانی الذکر شخصیت (جناب شاہ) کے بھتیجے احقر (محمد انس) کو حاصل ہو گیا۔ فللہ الحمد۔

مولانا قاضی محمد انس (مرحوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

(از: قاری فیض اللہ چترالی)

چند سال پہلے یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھی کہ ریاست چترال کے مرحوم فرمانروا ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی تصنیفات میں سے ایک اہم تصنیف میری نظر سے گزرے گی، پھر کچھ دیگر تصنیفات سے خوشہ چینی کا موقع ملے گا اور اس میں ان کی تصنیفات کو اردو ترجمہ کے ساتھ چھاپنے کا اعزاز مجھے حاصل ہوگا اور عرض ناشر کے طور پر ایک آدھ صفحہ بھی مجھے ضبط تحریر میں لانا پڑے گا۔ یہ اللہ پاک کا کرم ہے کہ رب العزت نے مجھے یہ سعادت بخشی۔

میرے لئے ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی شخصیت ان کے علمی مقام اور ان کی عدل وانصاف کی وجہ سے ہی باعث کشش رہی ہے۔ ڈیرہ دھون اور دیگر اداروں میں برطانوی آفیسروں کی تربیت میں رہنے کے باوجود انہوں نے ابتدائی عمر میں قرآن، حدیث، فقہ، منطق اور دیگر علوم نقلی وعقلی کا مطالعہ کیا تھا اور ان علوم میں کامل دسترس بہم پہنچائی تھی۔ یوں ان کی ذات میں مشرقی اور مغربی علوم کا امتزاج پایا جاتا تھا۔ ابتداء میں انہوں نے گیلیلو، ڈارون (Darwin) اور دیگر سائنسدانوں کے بعض نظریات میں دلچسپی لی، جانوروں کی انواع اور انسانی تاریخ پر ڈارون کے نظریات کا چرچا سن کر کچھ متاثر بھی ہوئے۔ مگر قرآنی علوم کے مطالعے کے بعد انہوں نے ڈارون اور دیگر مغربی سائنسدانوں کے نظریات کو رد کر دیا۔ اپنے بابا اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک کی طرح ان کے ولی عہد اور جانشین محمد ناصر الملک بھی علماء کے قدر دان تھے اور انہوں نے اپنی ریاست کے اندر اسلام کی ابدی تعلیمات کی ترویج اور شریعت مطہرہ کے اجراء کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اس سلسلے میں ان کا پایہ برصغیر پاک وہند میں مغل دور کے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے برابر تھا۔ اس حوالے سے ان کی

شخصیت پر تحقیقی کام ہونا ابھی باقی ہے۔

چترال کی نئی نسل کو تین دیگر حوالوں سے ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی شخصیت سے باخبر کرنا وقت کی ضرورت ہے۔انہوں نے شاہی خاندان کی پشت پناہی کرنے پر علوم کی سرپرستی کو ترجیح دی اور عوام کی فلاح و بہبود کے کئی منصوبوں کی بنیاد رکھی۔ چترال کا پہلا سینٹنیل ہائی اسکول ان کی سب سے بڑی یادگار ہے، اس اسکول کی بنیاد رکھنے کے بعد انہوں نے کہا تھا کہ میں نے شاہی قلعے کے سامنے بم نصب کر دیا ہے، میرا وجدان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تعلیم کے ساتھ ریاست میں سیاسی بیداری کی لہر آئے گی اور شخصی حکومت مطلق العنان نہیں رہ سکے گی۔انہوں نے شاہی قلعے میں توسیع کر کے اس کے صدر دروازے پر چاند تارے کا نشان کا نصب کرایا اور 1942ء میں پیش گوئی کی کہ پاکستان بنے گا تو یہ اس کا پرچم ہوگا ۔ہماری نسل کو ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی شخصیت کے بارے میں یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ انہوں نے ریاستی بیت المال اور اپنی آمدن کو الگ الگ رکھا۔انہوں نے اپنے رضاعی بھائیوں، مصاحبوں، دوستوں اور اہلکاروں کو ذاتی آمدن سے انعامات دیے۔جائیدادیں بھی ذاتی آمدنی سے خرید کر عطا کیں۔ریاستی بیت المال سے تنخواہ کے علاوہ ایک پائی نہیں لی اور ناحق جائیداد لے کر کسی کو انعام اور بخشش میں نہیں دی۔ایک اور اہم حوالہ یہ ہے کہ وہ چترال کے قوم پرست حکمران تھے اور قوم پرستی کی سیاسی اصطلاح کے مفہوم پر پورے اترتے تھے۔انہوں نے انگریزوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ چترال کے لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں، چترال پر باہر سے آنے والوں کی عملداری بتدریج ختم ہو، اس مقصد کے لئے انہوں نے چترال سکاوٹس کو مستقل ملیشیا کا درجہ دلایا اور گورکھا رجمنٹ کے تمام یونٹوں کو چترال سے نکالا۔ چترال سکاوٹس 1942ء کے بعد لوگوں کی مستقل آمدن کا بڑا ذریعہ بن گئی۔آج تک چترال میں جو برسر آوردہ لوگ ہیں، ان کی تعلیم، ان کے کاروبار اور ان کے مرتبہ و مقام کا پس منظر کسی نہ کسی حوالے سے چترال سکاوٹس کے ذریعے آنے والی آمدنی سے جا ملتا ہے۔

یہ میرے لئے ایک اعزاز اور سعادت کی بات ہے کہ چترال کی ایسی نابغہء روزگار شخصیت کی تصنیفات کو فارسی متن اور اردو ترجمے کے ساتھ زیور طبع سے دوبارہ آراستہ کر کے منظر عام

پر لایا جا رہا ہے۔اس اہم کام میں مجھے جن ہستیوں کا تعاون رہا،ان میں سرفہرست شہزادہ فخر الملک مرحوم کا نام آتا ہے۔مرحوم کے ساتھ ملاقاتوں میں یہ تجویز پروان چڑھی اور اس منصوبے کے ابتدائی خدوخال مرحوم کی تجاویز کی روشنی میں طے ہوئے۔میری خوش قسمتی ہے کہ اس اہم کام میں مجھے پروفیسر اسرار الدین کی مشاورت بھی حاصل رہی۔میرے لئے یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ مولانا محمد انس رحمۃ اللہ علیہ نے اس علمی کام میں میری معاونت کا بیڑا اٹھایا اور اس اہم کام کو اپنی علمی اور انتظامی صلاحیتوں سے نکھار کر منظر عام پر لے آئے،صحیفۃ التکوین کا اردو ترجمہ کیا،کتاب کے شروع سے لیکر آخر تک ہر مرحلے میں میرا بھرپور ساتھ دیا،کتاب ابھی پروف ریڈنگ کے آخری مراحل میں تھی کہ گزشتہ سال شوال المکرم ۱۴۳۳ھ کو وہ اپنے آبائی گاؤں زوندنگرام تریچ میں انتقال کر گئے (انا للہ انا الیہ راجعون) مجھے اس بات کا بے حد افسوس ہے کہ ان کی زندگی میں یہ کتاب نہ چھپ سکی، اللہ تعالی ان کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔جن دیگر احباب نے اس سلسلے میں میری معاونت کے لئے کسی نہ کسی مرحلے پر قدم اٹھانے کی زحمت کی ان میں حضرت مولانا پیر محمد چشتی ،ڈاکٹر عنایت اللہ فیضیؔ،مولانگاہ نگاہ،مولانا شفیع چترالی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مختصر وقت میں مسودہ کو دیکھا اور مفید مشوروں سے نوازا اور آخر میں حضرت الاستاذ مولانا محمد ظاہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بہت بہت ممنون ہوں کہ انہوں نے مشرق الانوار اور تحفۃ الابرار کے نسخے عنایت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور بھائی شیرین پاچا آف ایون چترال کا بھی شکر گزار ہوں انہوں نے نایاب کتاب صحیفۃ التکوین عنایت فرمائی۔اور جناب مکرم شاہ صاحب موڑکھو نے ناصر الملک کی زندگی کے متعلق مفید معلومات فراہم کیں،اسی طرح کتاب کی چھپائی کے مختلف مراحل میں میرے برادرِ نسبتی مفتی کلیم اللہ سلمہٗ نے بھی بہت ساتھ دیا،اللہ تعالی ان کی سعی جمیلہ کو بھی قبول فرمائے۔اس کتاب کی چھپائی کا مقصد اس علمی ذخیرہ کو تا دیر محفوظ رکھنا ہے،کوئی تجارتی مقصد پیش نظر نہیں۔اس لئے اس کتاب کی کوئی قیمت نہیں رکھی گئی۔ یہ کتاب اصحاب علم ودانش کے لئے ھدیۃً پیش کی جارہی ہے۔ یہ کتاب آخری بار 1936ء میں چھپی تھی اور اتنے طویل عرصے بعد ایک بار پھر 2014ء میں منظر عام پر آرہی ہے۔

مقدمہ

(حضرت مولانا پیر محمد چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

اپنے بزرگوں کی یادگاروں اور ان کے کارناموں کو زندہ رکھنا وفا شعار لوگوں کا عمل ہوتا ہے۔محمد ناصر الملک سابق والیٔ چترال مرحوم کی کچھ علمی کاوشوں کو منظر عام پر لانے کے لیے پیشِ نظر کوشش بھی اسی سلسلۂ وفا کی ایک کڑی ہے۔ ہز ہائنس محمد ناصر الملک مرحوم کی پوری عمر جمیلہ باشندگانِ چترال کے لیے ہمدردی سے عبارت تھی،ان کی حکمرانی عدل وانصاف کی اچھی مثال تھی اور ان کے دل میں اس کوہستانی خطہ کے لیے بہت کچھ کرنے کے ارمان تھے لیکن ان کی عمر نے وفا نہ کی۔چترال کے شاہی خاندان کی طرف سے رعایا پر ڈھائے جانے والے مظالم کے برعکس ان کی عادلانہ حکومت اپنی مثال آپ تھی۔والیان چترال میں انہیں اگر حضرت عمر بن عبدالعزیز یا معاویہ بن یزید سے مثال دی جائے تو غلط نہ ہوگا کہ خلافتِ راشدہ کے مبارک دور کے بعد حکمرانانِ بنوامیہ کی طویل فہرست میں ان جیسا کوئی اور پیدا نہیں ہوا،اسی طرح والیانِ چترال میں بھی محمد ناصر الملک مرحوم رحمدل،عوام دوست اور عادل حکمران رہے یہی نہیں بلکہ پورے خاندان میں عالم باعمل اور اکلوتے درویش باصفا ہونے کے ساتھ اہل علم کے بھی بے حد قدردان تھے (فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ) مرحوم کی علمی کاوشوں کے سلسلے میں زیر نظر مجموعہ کلام سے ان کی فکری وسعت کا پتہ چلنے کے ساتھ عقیدے کی پختگی بھی معلوم ہوتی ہے۔شانِ باری تعالیٰ سے متعلق ان کے کلام ؎

آن خداندی کہ از صبح ازل
خالق است ورزاق است ولم یزل

پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کے قدوم وحدوث سے متعلق علم کلام کی عمیق مباحث پر انہیں کامل دسترس حاصل تھی اور اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی جانب وجود اور

جانب ظہور دونوں پر ان کی نظر تھی جو توفیق والوں کو ہی میسر ہوسکتا ہے۔ نیز حقیقی اولیاء اللہ اور ان کے واقعی متبعین کے ساتھ حسنِ عقیدت رکھنے کے ساتھ ناقص و دنیا دار مشائخ سوء اور ان سے مربوط طبقہ جہلاء اور ان کی بدعات سے شدید متنفر تھے جو کسی بھی صحیح مسلمان کے لیے ضروری ہے جیسا کہ ان کے مندرجہ ذیل کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔

شاہ چشتی سید الابرار بود
او ز شرک وکفر تو بے زار بود
شیئًا للہ شیخ عبدالقادر را
گشت وردِ قسم نادان برملا
شاہ جیلانی امام المتقین
ہست بیزار او ز مشرک بالیقین
در غُنیہ تو بخوان اقوال اُو
منکشف گردد بہ تو احوال اُو
فاتحہ مسنون بود نزد قبور
گرز بدعت خویش را دارید دور
ورنہ گر غرقِ محیط بدعتی
بہرِ ملت باعث صد ذلتی

واہ واہ کیا کمال کیا ہے! اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مرحوم کی ان جامع و پر مغز نصائح کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ اور اسلام کو چند مخصوص احکام پر منحصر سمجھنے والے نادان دوست داران اسلام جو مزاج اسلام سے بیگانہ ہوتے ہیں، ان پر ماتم کرتے ہوئے موصوف کا یہ کلام کہ۔

وائے تو صوم صلوٰۃ آموختی
لیک قصر دین احمد ﷺ سوختی

مزاج اسلام کی وسعتِ نظر پران کی گہری نظر اور مسلمانوں کے جمود و پسماندگی کے اسباب کے پیش نظر رکھنے کا اشارہ دے رہا ہے کہ اسلام کے نادان دوستوں نے اس کے سیاسی، معاشی و معاشرتی پہلوؤں کو نظر انداز کرنے کے ساتھ اقوام عالم پر سبقت لے جانے اور ترقی و عروج کے اوجِ کمال تک پہنچنے کے لیے اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں کو بھی بالائے طاق رکھ دیا جس کا منطقی نتیجہ ایسا ہی ہونا تھا جو دیکھنے کو مل رہا ہے۔ مسلمانوں کے اس المیہ سے متعلقہ کچھ مضمرات سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھا ہے۔ ؎

ہست کم تعداد حق بین، بندگان
درمیان مابہ ہر دورِ زمان
مردم خود بین ونادانِ قدیم
غَرّہ تقلید شیطان رجیم

موصوف کے یہ اشعار بتا رہے ہیں کہ زوال امت کے اسباب پران کی گہری نظر تھی۔ کاش عمر ان کے ساتھ وفا کرتی تو غفلت کی نیند سوئی ہوئی امت کو جگانے، اسلام کے نادان دوستوں کو سمجھانے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے قدم بڑھانے کی ان میں بڑی صلاحیتیں موجود تھیں لیکن ہائے افسوس کہ بسا آرزو خاک شدہ۔

کلمہ طیبہ کی جامعیت اور پڑھنے والوں کے حوالہ سے اس کے مقصد کے متعلق لکھا ہے۔ ؎

درین جملہ ہمہ اسلام مخفی است
درین ذکر اوامر ہم نواہی است

اسمیں کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کے حوالہ سے واضح اشارہ ہے کہ انسان جب بھی صدقِ دل سے یہ کلمہ پڑھ لیتا ہے گویا اس کے جملہ مندرجات پر عمل کرنے کا اللہ تعالیٰ کے

ساتھ عہد و پیمان کر لیتا ہے جبکہ اس کے مندرجات میں اسلام کے تمام اوامرونواہی شامل ہیں جنہیں یہی ایک جملہ محیط ہے۔اس حوالہ سے موصوف کا یہ کلام علامہ اقبال کے اس کلام کے عین مطابق ہے جس میں مقصد کلمہ کے حوالے سے انہوں نے لکھا ہے۔ ؎

اگر گویم مسلمانم بترسم
کہ دانم مشکلات لاالہ را

کلام ناصر اور کلام اقبال کے اس مضمون میں الفاظ اور انداز بیان کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے۔اس مابہ الاشتراک کے علاوہ کلامِ ناصر کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ اس میں متصلا بعد ناصر الملک نے ایمان کے لوازمات خمسہ کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ؎

زمحض خواندن نہ بود تُرا سود
بود قول تو تار و فعل تو پود
اَلا اے منکر شرع محمد
ترا این طیبہ کے سودے نہ بخشد

ان اشعار کی معنویت پر غور کرنے والے حضرات بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ اس سے مصنف کی مراد ایمان کے لوازمات خمسہ کے بغیر محض کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو نا قابلِ اعتبار کہنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو شرعی ایمان سے متعلق علم کلام کے دقیق وعمیق مباحث کا خلاصہ ہے جس تک رسائی سے بسا اوقات الٰہیات کے متخصصین بھی قاصر رہتے ہیں، وہ یہ کہ قرآن وسنت کے مطابق ایمان جملہ ضروریات دین کے ساتھ تصدیق بالقلب واقرار باللسان سے عبارت ہے جو آپس میں بالترتیب ظاہر ومظہر کی نسبت رکھتے ہیں اور ایمان کی یہ حقیقت عنداللہ اُس وقت تک قابل قبول اور قابل اعتبار نہیں ہوسکتی جب تک اس کے ضروری لوازمات نہ پائے جائیں جو مندرجہ ذیل پانچ ہیں:

(۱) مومن کے ساتھ محبت (۲) تعظیم (۳) رضا (۴) جذبہ عمل (۵) اس کی ضد اور نقیض سے کراہت و نفرت۔

نتیجہ یہ کہ اگر کوئی شخص زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کی اپنی زبان و دل میں موجودگی کا دعویٰ بھی کرے مگر یہ چیزیں اس میں موجود نہ ہوں تو شریعت کی زبان میں سے مومن نہیں کہا جاتا، اس کا دعویٰ ایمان قبول نہیں کیا جاتا اور اس کے کلمہ پڑھنے کو معتبر نہیں سمجھا جاتا کیونکہ فطرت کا ناقابل انکار اُصول ہے کہ لازم کی نفی ملزوم کی نفی کی قطعی دلیل ہوتی ہے جس کے بعد کوئی اور دلیل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو عام حالات میں منافق کہا جاتا ہے جبکہ بعض صورتوں میں کچھ اور ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ بہر تقدیر محض کلمہ پڑھنے اور دعویٰ ایمان کرنے کی بنا پر اسے ہرگز مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔

شرح عقائد و خیالی میں ایمان سے متعلق پیچ در پیچ اور اُلجھی ہوئی مباحث کو سمجھنے کے خواہاں حضرات کو چاہیے کہ کلامِ ناصر کے ان اشعار سے استفادہ کریں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ہر دل عزیز والیٔ چترال محمد ناصر الملک مرحوم کے اس مجموعۂ منظومات کی خوبیوں کو مزید واضح کروں لیکن کرنے کے قابل کاموں میں صرف یہی ایک نہیں بلکہ ایک انار سو بیمار والی بات ہے، لہٰذا اسی جھلک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

با این ہمہ، موصوف کے جملہ خیالات کے ساتھ اتفاق بھی نہیں کیا جا سکتا بالخصوص صحیفۃ التکوین کے ان حصوں سے جو آفرینش خلق سے لے کر متنوع اقسام خلائق کے منازل ارتقاء سے متعلق ہیں، ہم ان کے ساتھ کیا اتفاق کریں جبکہ مصنف کے اپنے کلام سے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ وہ خود بھی اس کے مطابق عقیدہ نہ رکھتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ ؎

آنچہ با علم قلیل و فہم کم
از کتب فہمیدہ ام کردم رقم

جس سے واضح مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ سائنس دانوں کی کتابوں میں جو پڑھا ہے اُسے یہاں نقل کیا ہے، اس کی تائید مصنف کے دوسرے کلام سے بھی ہوتی ہے جس میں کہا ہے۔ ؎

رائے دانایان بخواں اندر کتاب

بازگو واللہ اعلم بالصواب

اس کتاب میں سائنس دانوں کی رائے پڑھنے کے بعد واللہ اعلم بالصواب کہا کرو۔ سخن شناس حضرات جانتے ہیں کہ کسی کلام یا اُس مضمون بیان کرنے کے بعد واللہ اعلم بالصواب تب ہی کہا جاتا ہے جب اس پر یقین نہ ہو ورنہ اس کی کوئی مناسبت نہیں رہتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ صرف اس مضمون کر بہتر جانتا ہے بلکہ اُس وحدہٗ لاشریک کے محیط علم ہر چیز کے متعلق اور ہر وقت لاثانی و بے مثال ہے۔ ایسے میں یہ کہنا کہ مصنف ان مضامین کو درست سمجھتا تھا یا اس کا عقیدہ رکھتا تھا انصاف سے بعید ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ مصنف کے ایام جوانی اور فکری ناپختگی کے دور میں لکھے گئے وہ تصورات ہیں جنہیں مختلف سائنس دانوں کی کتابوں میں پڑھ کر نظم کا لباس پہنایا ہوا ہے جیسا کہ شعر نمبر ۱۱۰ سے۔

اخذ کردم این مضامین قشنگ

از تصانیف حکیمان فرنگ

سے مفہوم ہو رہا ہے۔ اہل قلم جانتے ہیں کہ فکری ناپختگی کے ایام میں مختلف کتابوں سے اخذ کردہ ہر بات کو تحریر میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے جس پر مصنف کا عقیدہ ہونا ضروری نہیں ہوتا بلکہ علم برائے علم کتابوں میں پائے جانے والی باتوں کو دوسری زبان میں ظاہر کرنے کے سوا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا۔ صحیفۃ التکوین کے بعض اشعار میں کلام ناصر کا بھی یہی حال ہے کہ مرحوم نے ان میں انسان سمیت متنوع اقسام خلائق کے تخلیقی اور ارتقائی حالات سے متعلق کچھ سائنس دانوں کے خیالات کو نقل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ باقی رہا یہ تصور کہ انہوں نے ڈارِون جیسے گمراہ شخص کی تقلید کی ہے یا اس کے نظریۂ ارتقاء سے متاثر تھے سراسر غلط ہے جو مرحوم کے کلام کو گہری نظر سے نہ دیکھنے کا نتیجہ ہے جبکہ مرحوم نے مختلف سائنس دانوں کے خیالات کو اپنے اشعار میں ظاہر کرنے کے بعد ڈارِون سے اظہارِ نفرت کرتے ہوئے اس کے نظریۂ ارتقاء پر صراحتاً رد کیا ہے جو اُن مندرجہ ذیل کلام سے ظاہر ہے۔

اندرین جاگشت لازم بہرِ من
درمیانِ انس ردِ یک سخن
در آروپا ڈارِون فرزانہ
لیک از دین خدا بیگانہ
کرد او انکار ذات کبریا
گفت از خود کرد عالم ارتقا
در خیالش قردہ بود انس جلیل
مرتقی شد یافت این شکل جمیل
گفتۂ او رانسازی حرز جان
نیست انسان ہرگز از بوزینہ گان
قربتِ انسان بابو زینہ نیست
بَین این دورشتۂ دیرینہ نیست

اور بعض حضرات کا یہ کہنا کہ مرحوم پہلے ڈارِون سے متاثر تھے بعد میں رجوع کیا ہے رجم بالغیب سے مختلف نہیں ہے چہ جائیکہ قرین انصاف ہو۔اس لیے کلامِ مصنف کے کسی بھی حصہ سے ڈارِون جیسے گمراہ شخص کے نظریات کی تائید یااس سے متاثر ہونے کا قطعاً کوئی اشارہ نہیں ملتا جبکہ خلائق کی آفرینش اوران کے مختلف مراحل سے متعلق تاریخ کی کچھ کتابوں میں پائے جانے والی باتوں سے لے کر قدیم سائنس دانوں کے کچھ فرسودہ نظریات تک بہت کچھ بیان کیاہے اس کے باوجود مرحوم کو ڈارِون نظریات سے متاثر کہنے کا مصرف قطعاً نہیں رہتا۔

ہز ہائی نس سر محمد ناصر الملک مرحوم فرمانروائے چترال کا مختصر تعارف

از: شہزادہ فخر الملک فخر (مرحوم)

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک والیِ چترال 1897ء کو شاہی قلعہ چترال میں پیدا ہوئے' آپ اعلیٰ حضرت ہز ہائنس سر محمد شجاع الملک والی چترال کے فرزند اکبر تھے' ابتدائی چند سال شاہی قلعہ چترال ہی میں مختلف اساتذہ کرام سے مروجہ علوم حاصل کرتے رہے' اسی ابتدائی تعلیم کے نتیجے میں موصوف کو علوم شرقیہ فارسی اور عربی میں کامل دسترس حاصل ہوئی' نیز علوم اور دیگر مروجہ علوم کے حصول کے خاطر پہلے اسلامیہ کالجیٹ سکول پشاور اور پھر اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لیا' دوران تعلیم وہ اپنی قابلیت اور وسعت فکر و نظر کی بنا پر اپنے ساتھی طلباء میں ممتاز مقام کے حامل رہے۔ موصوف اسلامیہ کالج میں طلباء کی تنظیم خیبر یونین کے صدر بھی رہے' اور اسی کالج سے انھوں نے بی۔اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا' انھوں نے صوبہ سرحد میں اول پوزیشن پا کر چمسفورڈ گولڈ میڈل حاصل کیا۔ سر ناصر الملک موصوف نے کچھ عرصہ بعد رموزِ جہانبانی کے جمہوری انداز فکر اپنانے اور تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے انڈین سول سروس میں شمولیت اختیار کی' حکومت برطانیہ نے اعلیٰ حضرت کی ملٹری ٹریننگ کا آغاز انڈین سول سروس میں شمولیت سے قبل ہی لیفٹننٹ کے منصب سے کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے سکول سول ٹریننگ کے دوران اور اسٹنٹ کمشنر کی ذمہ دارانہ پوزیشن میں اپنے فرائض منصبی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ کوہاٹ اور مردان کے اہم مقامات میں پانچ سال تک سرانجام دیے۔

1923ء میں جب اعلیٰ حضرت سر محمد شجاع الملک حج بیت اللہ کی غرض سے عازمِ سر زمین حجاز ہونے لگے تو سر ناصر الملک کو ولی عہدی کی خلعت عطا کی۔ 13 اکتوبر 1936ء کو اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک فرمانروائے چترال راہی عدم ہوئے' اور 17 اکتوبر 1936ء کو اعلیٰ

حضرت ہز ہائنس سر محمد ناصر الملک چترال کے تخت شاہی پر متمکن ہوئے' یکم جنوری 1941ء کو انھیں تاج برطانیہ کی طرف سے۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب دیا گیا اور 1943ء کو برٹش آرمی میں کرنل کا اعزازی عہدہ ملا۔

ہز ہائی نس سر ناصر الملک ایک درویش صفت، جمہوریت پسند، بیدار مغز اور صوم و صلوٰۃ کے پابند حکمران تھے۔ شاہی روایات کے برعکس انہیں شکار' پولو، موسیقی اور دوسرے مشاغل شاہانہ پسند نہ تھے' وہ حکمرانی کے تزک و احتشام کے بھی قائل نہ تھے۔ موصوف سادگی کے دلدادہ اور علماء کے قدردان تھے' علماء و مشائخ سے اکثر ان کی صحبتیں رہتی تھی۔ ان علمی مجالس میں علماء فضلا کی آپس میں نوک جھونک' معاصرانہ چشمک اور نکتہ آفرینیاں پیش آتی رہتی تھیں۔ وہ ایک عالم دین ہونے کے علاوہ فارسی' عربی اور انگریزی علومِ جدیدہ سے پوری طرح واقف تھے۔ فارسی زبان کے قادرالکلام شاعر تھے۔ ان کی تصانیف حسب ذیل ہیں: (۱) صحیفۃ التکوین (۲) مثنوی تحفۃ الابرار (۳) مثنوی مشرق الانوار (۴) نصائح دینیات۔ ان میں سے دونوں مثنویاں بار بار شائع ہو چکی ہیں اور اب اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں۔ صحیفۃ التکوین ان کے اشعار کا مجموعہ ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ سائنس و فلسفہ کی جدید ترین معلومات قرآن پاک کے ذریعہ پہلے ہی آشکارا تھیں۔ تخلیقِ عالم اور نظام کائنات سے متعلق یہ ایک گنجینۂ معلومات ہے۔ نصائح دینیات' کا عنوان ہی نفس مضمون ظاہر کر رہا ہے' آپ کی فارسی زبان میں یہ تصانیف آپ کے تبحر علمی کی دلیل ہیں اور یہ بھی ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو قدیم و جدید دونوں علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔

فخرالملک فخرؔ (مرحوم)

صحیفۃ التکوین کا پس منظر

(ڈاکٹر عنایت اللہ فیضیؔ بالیم چترال)

مرحوم مہتر چترال ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی کتاب صحیفۃ التکوین کا ذکر جب لاہور اور کراچی کے علمی اور ادبی حلقوں میں آتا ہے تو پہلا سوال یہ اُٹھتا ہے کہ بیسویں صدی میں ایک پہاڑی علاقے کی ریاست کے فرمان روا کو تکوینی مسائل اور جدید سائنسی نظریات پر صنف نظم میں جامع کتاب لکھنے کی تحریک کیسے ہوئی؟ انہوں نے ایسی معرکۃ الاراء کتاب کیونکر لکھی؟ اشفاق احمد اور مشتق خواجہ نے یہ نکتہ اُٹھایا۔ شہزادا احمد اور زاہدہ حنا نے بھی یہی سوال پوچھا۔ ایسے نکات اور سوالات کے جواب میں پس منظر کا تھوڑا سا بیان ضروری اور لازمی ہوجاتا ہے۔ ناصر الملک صرف ایک ریاست کے فرمان روا نہیں تھے۔ وہ ایک علمی میراث کے وارث بھی تھے۔ اُن کے اجداد میں سے تجمل شاہ محوی نے انیسویں صدی میں علم وادب کی دنیا میں نام پیدا کیا۔ انہوں نے نثر میں قصیدہ امالی کی شرح لکھی اور نظم میں فارسی اور کھوار کی پوری کلیات اُن کی یادگار ہے۔ جس کے معیار کو ہندوستان اور ایران کے اساتذہ نے دادوتحسین سے نوازا۔ چترال کی قدیم ریاست میں اگرچہ وڈیرا شاہی اور جاگیردارانہ نظام سندھ، پنجاب، بلوچستان اور دیگر علاقوں کی طرح مضبوط تھا۔ خان، سردار، چوہدری اور وڈیرہ کے ساتھ آنے والے نقائص اور اس نظام سے وابستہ خامیاں بھی موجود تھیں جو شخص حکمرانی کا خاصہ ہوتی ہے تاہم ان خامیوں کیساتھ اودھ، دکن، بیجاپور اور لکھنو کی طرح علم وادب کی آبیاری کا سلسلہ بھی چلتا رہتا تھا۔ علماء اور فضلاء پیدا ہوتے تھے۔ محمد شکور غریب، میرزا محمد سیر، محمد مظفر خان لال، میرزا محمد غفران اور محمد اعظم خان لال جیسے نابغۂ روزگار شعراء اور فضلاء بھی پیدا ہوئے۔ علمی اور اسلامی حوالے سے ریاست چترال کے فرمان رواؤں کی چند خصوصیات قابل ذکر ہیں جو صحیفۃ التکوین کے پس منظر کا کام دیتی ہیں۔

ریاست چترال میں شریعت کا نظام نافذ العمل تھا۔ تمام فیصلے قاضیوں کی عدالت میں قرآن وسنت کے مطابق ہوتے تھے۔ پندرھویں صدی میں قاضیوں کی سندات حکمرانوں کے

مہروں کیساتھ موجود ہیں۔شرعی نظام کی وجہ سے اسلامی علوم کی ضرورت سب کی پہلی ترجیح تھی۔ثمر قند، بخارا، کاشغر، یارقند اور ختن سے بھی لوگ تحصیل علم کر کے آتے تھے دہلی، آگرہ اور دیوبند سے بھی دستار فضیلت سر پر سجا کر آتے تھے۔چترال کے اندر بھی اسلامی مدارس اور کتب خانے قائم تھے۔ناصر الملک کے والد گرامی ہز ہائی نس شجاع الملک علماء کے بڑے قدردان اور دعوت وتبلیغ کے دلدادہ تھے۔ان کی مجلس میں علماء کے درمیان قدیم اور جدید علوم کے نکات زیر بحث آتے تھے۔آئن سٹائن، ڈارون اور دیگر سائنسدانوں کے نظریات پر نقد وجرح ہوتی تھی۔ناصر الملک جوانی میں ان مباحث سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔اس وجہ سے انہوں نے ڈیرہ دھوں اور پشاور میں تعلیم کے دوران انگریزی کے ساتھ عربی اور فارسی علوم میں بھی کامل دسترس حاصل کی۔جدید نظریات کے ساتھ قرآنی علوم، احادیث، آثار صحابہ اور مسلمان فلاسفہ کے عقلی اور نقلی علوم کا بھی مطالعہ کیا۔

ایک اور اہم خصوصیت یہ تھی کہ ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود اعظم گڑھ، بستی نظام الدین، دیوبند، لاہور اور علی گڑھ سے علمی اور ادبی جرائد ورسائل چترال آتے تھے۔مولانا شبلی نعمانی، سرسید احمد خان اور خواجہ حسن نظامی کی تحریریں شوق وذوق کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں۔علامہ اقبال کا کلام چترال میں بہت مقبول ہو چکا تھا۔اس علمی اور ادبی فضا میں صحیفۃ التکوین کی تصنیف کے لئے تحریک کا پیدا ہونا لازمی اور فطری امر تھا۔چنانچہ ناصر الملک نے یہ معرکۃ الآراء کتاب صنف نظم میں لکھی اور علامہ اقبال سمیت ممتاز علمی وادبی شخصیات کی خدمت میں پیش کر کے داد حاصل کی۔دور حاضر میں صحیفۃ التکوین کو اردو ترجمہ کے ساتھ از سر نو منظر عام پر لانا بہت ضروری تھا۔چترال کی معروف علمی شخصیت قاری فیض اللہ چترالی مدّ ظلہّ نے یہ کارنامہ انجام دے کر چترال کے ایک نابغۂ روزگار فرمان روا، عالم، فاضل اور شاعر ناصر الملک کے علمی کارنامے سے نئی نسل کو روشناس کرنے کا فریضہ ادا کیا ہے۔اللہ کریم ناصر الملک کی روح پُرفتوح کو غریق رحمت کرے اور قاری صاحب کو اجر عظیم عطاء فرمائے (آمین)

کلامِ ناصر پر ایک نظر

مولانگاہ نگآہ

تہی دستانِ قسمت را چہ سُود از رہبرِ کامل
کہ خِضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ہز ہائی نس سر ناصر الملک مرحوم سریر چترال پر متمکن تاجدار ہونے کے ساتھ ساتھ دنیائے علم وادب کے بھی تاجور تھے، وہ ریاست چترال کو ہر اعتبار سے ترقی پر گامزن کرنا چاہتے تھے مگر بدقسمتی سے زندگی نے وفانہ کی اور جواں عمر میں ہی انتقال کر گئے۔ ان کی عملی زندگی بھی عوامِ چترال کے لیے سادگی، خلوص اور انصاف پسندی کی بناء پر ایک قابل تقلید نمونہ تھی۔ انہوں نے شاہی خاندان کی روایتی ناز برداری سے ہٹ کر عوام کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا جس پر تاریخ گواہ ہے۔ وہ چترال کے وہ واحد حکمران تھے جنہوں نے تحریک پاکستان کے بانی رہنماؤں سے مثبت روابط رکھے۔

1941ء کے اوائل میں جب وہ تحریک آزادی اور تقسیم ہند کے نمایاں لیڈروں سے ملنے گئے تھے تو اس وقت محمد سعید خان لال المعروف بلبل لال ساکن سنوغر بھی ان کے ساتھ گئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب ہم ایک عالیشان بنگلے کے پاس سے گذر رہے تھے تو مہتر صاحب مجھے دروازے سے باہر انتظار کرنے کو کہہ کر اندر چلے گئے کافی دیر لگائی، میں انتظار سے تھک کر عجلت سے اَدھ کھلے دروازے کے شگاف سے اندر جھانکا تو ایک سفید سوٹ اور ہیٹ والا لمبا آدمی اندر ایک لان میں مہتر کے ساتھ کھڑا تھا۔ کرسی ایک تھی اور دونوں کھڑے کھڑے گفتگو میں مشغول تھے، کافی دیر بعد وہ اس آدمی کے پاس سے رخصت ہوئے تو میں نے (بلبل لال) ان سے پوچھا کہ یہ بے ادب شخص آخر کون ہے جو مہتر چترال سے کھڑے ہو کر گفتگو کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ مہتر نے جواب دیا کہ اس کا نام مسٹر جناح ہے اور یہ ہمارے لیے ایک آزاد ملک پاکستان بنانا چاہتا ہے جس میں میں بھی اس کے ساتھ متفق ہوں، مگر دوسری ریاستوں کے

نواب موقع شناس نہیں ہیں، اس لیے ذاتی مفاد کی خاطر اس کے ساتھ متفق نہیں ہیں۔

برصغیر کی ۵۶۵ ریاستوں میں سے چترال کا سب سے پہلے تحریک پاکستان میں شامل ہونا انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے، ان کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بھائی محمد مظفر الملک نے بھی ان کے نقشِ قدم کو اپنایا اور تحریک پاکستان میں شامل ہو کر چالیس ہزار روپے کا چندہ قائد اعظم کو قاضی محمد وزیر خان کے ہاتھوں بھیج دیا۔ یہ صرف محمد ناصر الملک کی نیک نیتی اور خلوص کا انجام تھا۔

ان کی کتابیں صحیفۃ التکوین، مشرق الانوار اور تحفۃ الابرار ہیں جو منظوم فارسی میں لکھی گئی ہیں، میں نے ہوش سنبھالنے اور اَدب سے منسلک ہونے کے بعد بمشکل دستیابی پر تینوں کا مطالعہ کیا اور امید کرتا تھا کہ چترال کے شاہی خاندان کے مردُم شناس اور تعلیم یافتہ حضرات ان کے کلام سے باسیانِ چترال کو باخبر کرنے کی خاطر ان کی کتابوں کو از سرِ نو اشاعت کرائیں گے یا ان کا ترجمہ کرا کر منظرِ عام پر لائیں گے مگر طویل انتظار کے باوجود یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

میں اپنی جانب سے اور عوام چترال کی جانب سے جناب قاری فیض اللہ صاحب کو تہہ دل سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھایا اور اس نابغۂ روزگار مہتر چترال کے فارسی کلام کا ترجمہ کروا کر شائع کرانے کی پُرخلوص کوشش کی، تعجب کی بات نہیں قاری فیض اللہ کا تعلق قدیم سے چلنے والے ایک علمی اور اسلامی خاندان سے ہے اور انہوں نے اس کتاب کی ترویج و اشاعت کا جو بیڑا اٹھایا ہے وہ:

قدرِ زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری

کے مصداق سر ناصر الملک کے کلام کی بروقت قدر شناسی کی نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی ایک احسن مستزاد کوشش ہے کہ انہوں نے محمد ناصر الملک کی تینوں کتابوں کی یکجا شیرازہ بندی کی یہ ان کا عموماً چترالی قوم کے ساتھ اور خصوصاً شاہی خاندان کے ساتھ ایک عظیم احسان اور خاندان شاہی کی قدر شناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قاری فیض اللہ طویل مدت سے چترالی قوم کے محسن ہیں انہوں نے نہ صرف چترال کی عظیم دینی خدمت کی ہے بلکہ تعلیم کی روشنی قریہ قریہ پھیلانے کی خاطر بلا امتیاز سالانہ جوہر قابل کی قدر دانی انعاماتِ نقد سے کر رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ انہیں عمرِ نوح اور کامل دینی کامیابیوں سے نوازے (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانح حیات ہز ہائی نس محمد ناصر الملک

تحریر: مفتی ولی اللہ بن قاری فیض اللہ چترالی

آپ کی ولادت یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ بمطابق 29 ستمبر 1897ء کو چترال کے شاہی قلعے میں ہوئی۔ درباری روایت کے مطابق نومولود شہزادے کی رضاعی اخوت کا اعزاز دو جڑواں بھائیوں قربان محمد اور نیاز محمد قوم بوشے کشم تحصیل موڑ کھو کے حصہ میں آیا۔ آپ کی والدہ محترمہ غلام محی الدین المعروف پہلوان خوشوقتے کی صاحبزادی تھیں جو اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک کی بیگمات میں پہلی بیگم تھیں۔ انہی کے بطن سے ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کا تولّد ہوا۔ محمد ناصر الملک اپنے دیگر پندرہ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز قلعہ چترال کے اندر موجود اس غیر رسمی درسگاہ سے ہوا جس کا قیام سر شجاع الملک کے حکم سے شہزادوں اور خواص کے بچوں کے لئے 1904ء کو عمل میں لایا گیا تھا، ان کے اسباق کی شیڈول (غالباً) مرزا محمد غفران کے لکھے ہوئے خط کے مطابق درج ذیل ترتیب سے طے تھی۔ واضح رہے یہی تقسیم کار علیگڑھ اسکول میں بھی مروج تھی جو چترال کے شہزادوں کے لئے ترتیب دی گئی تھی اور عجیب حسن اتفاق ہے کہ موجودہ دور کے دینی مدارس میں اسباق کی تقسیم کا طریقہ کار بھی تقریباً اسی سے ملتا ہے، علماء اور مدارس کے ماحول سے واقفیت رکھنے والے احباب بخوبی اس بات کے مشاہد ہیں۔

تقسیم اوقات برائے موسم سرما (از اکتوبر تا مارچ)	
صبح کی نماز اس کے بعد تلاوت قرآن مجید	1
تقریباً ۸:۱۵ سے ۹:۱۵ برائے تیاری سبق آئندہ	2

3	ناشتہ ۹:۱۵ سے ۹:۴۵	
4	سبق روزمرہ سکول ۹:۴۵ سے ۱۲:۵۵ (ہر گھنٹے بعد ۵ منٹ کا وقفہ)	
5	نماز وکھانے کا وقفہ	۱۲:۵۵ سے ۱:۵۵
6	سبق امروزہ سکول ۱:۵۵ سے ۴:۰۰ ہر گھنٹے بعد ۵ منٹ کا وقفہ)	
7	نماز عصر	۴:۳۰
8	تفریح وہواخوری	۴:۳۰ تا ۶:۳۰
9	نماز مغرب ودیگر ضروریات	۶:۳۰ تا ۷:۰۰
10	طعام (رات)	۸:۰۰
11	نماز عشاء	۸:۳۰ تا ۹:۰۰
12	روزمرہ سبق کو یاد کرنا	۹:۰۰ تا ۱۰:۰۰

رات دس بجے تک سونے کا عمل شروع ہوتا، اگر کوئی سبق یاد کرنا چاہتا تو زیادہ سے زیادہ گیارہ بجے تک کی مہلت ہوتی اس کے بعد یہ سلسلہ لازمی طور پر منقطع ہوجاتا۔(بحوالہ سرمحمد ناصرالملک، تصنیف پروفیسر اسرارالدین صاحب)

16 اکتوبر 1916ء کو مزید تعلیم کی حصول کے لئے آپ کو اسلامیہ کالجیٹ اسکول پشاور میں داخل کیا گیا۔ وہاں سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد محمد ناصرالملک نے اسلامیہ کالج پشاور سے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور بی۔اے کا امتحان نہ صرف امتیاری نمبروں سے پاس کیا بلکہ صوبہ بھر میں اول آئے اور چیمسفورڈ گولڈ میڈل کا حقدار بنے اور ساتھ ساتھ ضلع چترال کی تاریخ میں گریجویشن کی سند حاصل کرنے والے پہلے فرد ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ کالج کے زمانے میں اسلامیہ کالج پشاور کی طلباء تنظیم ''خیبر یونین'' کی تاسیس ہوئی اور آپ کی خداداد صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے آپ کو اس نوزائیدہ تنظیم کا صدر منتخب کیا گیا۔ تحصیل

علم سے شاندار انداز میں فراغت کے بعد آپ ہندوستان کی برطانوی فوج میں لفٹننٹ بھرتی ہوئے اور جلد ہی اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے بل بوتے پر کپتان کے عہدے پر فائز ہوئے۔ کچھ عرصہ اس عہدے پر فائز رہنے کے بعد فوجی خدمات کے ''نازک مزاج شاہاں'' کو راس نہ آنے کی وجہ سے چھوڑ کر انڈین سول سروس جوائن کی اور آپ کی تعیناتی بحیثیت اسسٹنٹ کمشنر کوہاٹ کی گئی۔ کچھ عرصہ بعد اسی عہدے پر مردان منتقل ہوئے۔

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک فطری طور پر سادہ مزاج کے حامل تھے۔ یہی وجہ ہے وہ شخصی حکومت کے کرّ و فر، جاہ و شکوہ اور ضابطے کو پسند نہیں کیا کرتے تھے۔ ان کے دل و دماغ میں آزادی و حریت، غرباء کی دستگیری اور جمہوری اقدار کا فروغ جاگزین تھا۔ اسی وجہ سے آپ کا یہ رویہ نہ صرف آپ کے والد ماجد کو ناپسند تھا بلکہ درباری مقربین بھی آپ کے اس رویے کو تخت شاہی کے زوال کا ایک فال تصور کیا کرتے تھے۔ نتیجتاً مہتر چترال اور مشیران خاص محمد ناصر الملک کو تخت شاہی کا ولی عہد مقرر کرنے کے حق میں نہ تھے۔ لیکن تدبیر کند بندہ، تقدیر زند خندہ کے مصداق آخر کار وہی ہوا جو قدرت کو منظور تھا۔ حکومت برطانیہ ہند کے نمائندے جو پولیٹکل ایجنٹ اور اسسٹنٹ پولیٹکل کے عہدے پر مالاکنڈ اور چترال میں مامور تھے، آپ کی خداداد صلاحیت اور اعلیٰ تعلیمی اہلیت کے پیش نظر آپ کے ولی عہدی کے حق میں تھے۔ چنانچہ ان کی خواہش اور کوششوں سے آپ اپنے والد کے ولی عہد بنے۔ تخت شاہی کا آئینی وارث بننے کے بعد آپ امور سیاست اور امور ریاست کی انجام دہی میں والد کی معاونت کے خاطر اور جہان بانی کا تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے سرکاری ملازمت سے استعفاء دے کر چترال واپس لوٹے۔

انڈین فوج میں آپ کے کپتان کے عہدے پر فائز رہنے، سول سروس میں اسسٹنٹ کے عہدے پر مامور ہونے اور مہتر چترال کے ولی عہد ہونے میں جہاں آپ کی خداداد صلاحیتوں اور اعلیٰ تعلیمی قابلیتوں کا عمل دخل تھا، وہاں انگریز حکام کی کاوشیں بھی کارفرما تھیں۔ اس کے باوجود آپ فطری طور پر انگریزوں سے بیزار تھے کیونکہ ان انگریزوں نے نہ صرف چترال کی خودمختاری کو نقصان پہنچایا تھا بلکہ اس کی جغرافیائی حدود کا بھی بٹوارہ کر چکے تھے۔ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شہزادے کو ان کی ستم ظریفیوں کا شدت سے احساس تھا۔ ایک دفعہ کا

واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے کمرے میں بیٹھے یہ شعر گنگنا رہے تھے جس سے آپ کے انگریزوں سے بغض کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

شیطانو سری بویان مہ خدوک
مہ ہوستہ کہ بوئی موسیٰؑ ویتھوک

ترجمہ: شیطان مکار سے مجھے ڈر لگتا ہے اگر موسیٰؑ کے عصا کی قوت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اس شریر کو مار مار کے اس طرح بھگا دیتا کہ پھر واپسی کا نام تک نہ لیتا۔

مصاحبین میں سے کسی نے یہ شعر سن کر سر شجاع الملک کے سامنے تذکرہ کیا تو آپ نے ناصر الملک کو بلوا کر شعر کی تشریح پوچھی لیکن آپ نے ٹال مٹول سے جواب دے کر جان چھڑا لی۔

22 نومبر 1923ء کو سر شجاع الملک نے حج کی سعادت حاصل کرنے حجاز مقدس کے روحانی سفر پر روانہ ہونے سے چند دن قبل اعیان ریاست کی موجودگی میں آپ کو تخت شاہی کا ولی عہد بنا دیا اور بیٹوں میں اپنی جائیداد کا وصیت نامہ رقم کرا دیا۔ نیز ریاست کے جملہ امور نمٹانے کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ڈال دی۔ والد کی عدم موجودگی میں (23.11.22 سے 1924.08.21) تک آپ نے نظام حکومت بہترین طریقے سے سرانجام دے کے اپنے تابناک مستقبل کی نوید سنا دی۔ آپ کو 1925ء میں گورنر کے عہدے پر فائز کر کے مستوج بھیجا گیا اور سر شجاع الملک کی وفات تک آپ اس عہدے پر فائز رہے۔

14 اکتوبر 1936ء کو سر شجاع الملک وفات پا گئے اور اسی دن آپ تخت شاہی کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ پانچ دن بعد 19 اکتوبر 1936ء کو پولیٹکل ایجنٹ میجر جانسن نے چترال آ کر ایک دربار عام میں رسم تاج پوشی ادا کر کے حکومت انگلیشیہ کی طرف سے آپ کو مہتر چترال تسلیم کر لیا۔

آپ کے قابل ذکر کارناموں میں کالام (سوات) کو والی سوات عبد الودود کی دست درازی سے آزادی دلانا، جنگ بریکوٹ میں بحیثیت سپہ سالار بہترین کارکردگی اور فتح یابی، اپریل 1937ء اور اگست 1937ء کے درمیانی عرصے کے دوران بذریعہ وفد امیر

افغانستان کے ساتھ تجارتی مذکرات اوراس میں کامیابی، اسی سال پرائمری سکول چترال کو مڈل کا درجہ دے کر اس کا سنگ بنیاد رکھنا اور ستمبر 1940ء ڈائریکٹر تعلیمات صوبہ سرحد شاہ عالم خان کی موجودگی میں سکول کا باضابطہ افتتاح، اکتوبر 1942ء میں انڈین آرمی کی چترال سے واپسی اور چترال سکاوٹس کا قیام، عوام کو کسی حد تک ذہنی آزادی، پرانے منصب داروں کی جگہ نئے عہدہ داروں کی تقرری اور 1939ء میں دوسری جنگ عظیم کے موقع پر چترال کی حفاظت کے لئے دفاعی انتظامات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ کی سرشت میں غریب پروری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، اسی بنا پر چترال کی رعایا آپ کو''بادشاہ غریبان'' کے نام سے موسوم کرتی تھی۔آپ سادہ زندگی کے خوگر اور طبعاً انصاف پسند تھے۔تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ آپ نے اپنے عہد حکومت میں کسی کی زمین ضبط نہیں کی۔جب کسی کو زمین دینے کی ضرورت پیش آتی تو زمین خرید کر دیدیتے اور زمین کی قیمت اپنے ذاتی اخراجات کی مد سے ادا کرتے جو ریاستی خزانہ سے ایک ہزار روپے ماہانہ مقرر تھی۔

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک بلند پایہ سیاستدان تھے۔قیام پاکستان کے متعلق آپ کا یقین محکم تھا۔فروری 1941ء میں ہز ہائی نس وائسرے ہند سے ملنے دہلی گئے تو موقع سے فائدہ اٹھا کر مسلم لیگی اور کانگریسی سیاسی رہنماؤں سے بھی ملاقاتیں کی اور ہندوستان کے آئندہ سیاسی حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ان سیاسی رہنماؤں میں قائداعظم محمد علی جناح، سر ظفر اللہ خان، سر محمد یعقوب، نواب بہادر یار جنگ، مسٹر گاندھی، سر رضا علی اور ڈاکٹر کچلو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔اس کے علاوہ آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا ابو الکلام آزادؒ اور خواجہ حسن نظامی سے بھی ملاقات کی۔اس سفر سے واپسی پر آپ پیتل سے چاند تارے کے نشانات بنوا کر ساتھ لایے اور قلعہ کے دروازے پر لگا کر اس سے یوں مخاطب ہوئے۔

چون پاکستان شود حاصل تو نشان آن باشی

چاند تارے کے نشانات پر مشتمل کتبہ کے اوپر آپ نے اسلامی جھنڈا بھی لہرایا جو پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی نوید تھی۔ان میں سے ایک خواب کی تعبیر ان کی وفات کے چار سال بعد سامنے آئی لیکن دوسرا خواب تا حال شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کو نہ صرف علم و ادب سے دلی لگاؤ تھا بلکہ وہ خود بھی بلند پایہ ادیب اور شاعر تھے۔ان کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

(1)صحیفۃ التکوین (2)تحفۃ الابرار (3)مشرق الانوار (4)نصائح دینیات (5)ریاست چترال اور جغرافیہ از رشحات قلم ناصر الملک

کھوار کو قلم کی زبان بنانے میں آپ کا کارنامہ نہ صرف لائق تحسین ہے بلکہ تا قیامت اس زبان کے ماتھے کا جھومر ہے۔آپ نے کھوار زبان کی مخصوص زائد چھ حروف کی علامتیں لگائیں جس سے یہ زبان تقریر سے تحریر میں بدل گئی۔یقینا آج تک کھوار زبان نے ترقی کے جتنے مدارج طے کئے ہیں ان میں ہز ہائی نس کی کاوشوں کا تذکرہ نہ کرنا سراسر ناانصافی ہوگی۔ 1921ء میں آپ نے ''کھوراالف بے'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے خادم التعلیم اسٹیم پریس لاہور سے شائع کرائی جس میں کھوار کے زائد حروف سے الفاظ بنا کر آنے والی نسلوں کے لئے ایک نادر تحفہ مہیا کیا۔اس کتابچہ کو اگر کھوار رسم الخط کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی شاعری کا معیار بھی خاصا بلند تھا۔1932ء میں جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو آپ نے ایک طویل مناجات بدرگاہ رب ذُوالجلال منظوم فرمائی۔ طوالت سے بچنے کے خاطر اس کے صرف تین اشعار نذر قارئین ہیں۔

خداوندا بذات کبریایت
خداوندا بحق انبیایت
خداوندا بحق مصطافیت
بحق آن رسول با صفایت
بحق وحدت ذات قدیمت
بحق رتبت عرش عظیمت

آپ کے اشعار جہاں ایک طرف آپ کے اعلی اور باذوق شاعری کے عکاس ہیں تو وہاں دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد درجہ عشق و محبت کے جذبات سے بھی معمور

ہیں۔اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جب آپ 1939ء کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد چالیس ارکان حکومت سمیت مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ کے اعزاز میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ آپ کے لئے کھولا گیا۔اپنے محبوب کے در میں پہنچ کر ان کی محبت میں سرشار اس عاشق سے رہا نہ گیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بعد ازاں خلوص سے بھرپور یہ اشعار ان کی زبان سے بے ساختہ جاری ہوئے۔

یا رسول اللہ امین خالق اکبر توئی
رحمت للعلمین وشافع محشر توئی
غالب آمد برزمین تاریکی جور و جفا
اندرین ظلمت کدہ خورشید جانا نم توئی
دادہ پیغام حق را تو بہ اقوام امم
محسن اسودو احمر ناصرملت توئی

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر حاضری کے وقت آپ کا دل ان کے عشق سے کس قدر منور تھا۔این سعادت بزور بازو نیست کے مصداق عشق ومحبت کی یہ بے انتہاء سعادت اقتدار کے ایوانوں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے والے حکمرانوں کے حصہ میں بہت کم آتی ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے اپنے دور اقتدار میں عملی طور پر بھی دین حق کی اشاعت وترویج میں ہر ممکن طریقے بروئے کار لانے کی سعی پیہم کی تھی۔

شجاع الملک کے عہد حکمرانی میں دروش میں رہنے والے ہندوؤں نے مسجد سے متصل مندر بنانے کا منصوبہ بنا کر اس پر کام کا بھی آغاز کیا اور مسلمانوں کی نماز کے اوقات میں بھجن بجانے لگے، نیز دروش کے بازار میں شراب خانہ کھولا گیا اور گوشت کی فروخت میں بھی حرام وحلام کی تمیز اٹھ گئی اور علماء کرام نے اس کے خلاف آواز اٹھائی تو اپنے والد ماجد کے حکم پر محمد ناصر الملک نے دروش جا کر معاملہ کا تصفیہ نہایت حسن وخوبی سرانجام دے کر شراب خانہ بند کرایا اور نماز کے اوقات میں بھجن بجانے اور بازار میں حرام گوشت کی فروخت پر پابندی لگادی۔

1943ء میں شمسی سن اور مہینوں کی جگہ قمری سن اور مہینوں کے اجرأ کا حکم نافذ فرمایا اور اس پر عمل درآمد بھی شروع ہوا لیکن آپ کی وفات کے بعد وہی سابق جنتری روبہ عمل رہی۔ بہر کیف آپ کا پورا دورِ اقتدار مجموعی طور پر خوف خدا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دین حق کی اشاعت وترویج اور رعایا پر بے پناہ شفقت ومحبت سے عبارت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کو دنیا سے پردہ کئے نصف صدی سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے لیکن وہ آج بھی فرزندان چترال کے دلوں میں اپنی اعلیٰ صفات اور بے مثال کارناموں کی وجہ سے زندہ جاوداں ہیں اور ان کا بہترین طرز حکومت ہر دور اور زمانہ کے ارباب اقتدار کے لئے ایک خاموش پیغام ہے۔

29 جولائی 1943ء بروز پنجشبہ آپ چند خواص کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ اچانک آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور یوں جمعہ اور معراج کی مبارک شب یہ عظیم درویش صفت حکمران ابدی نیند سو گیا۔ آپ کی تدفین کے موقع پر یہ چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں کہ آپ کو زہر دیا گیا جس سے آپ جان بر نہ ہو سکے تاہم اصل حقیقت سے وہی ذات باخبر ہے جو ظاہر و باطن کا علیم ہے۔

راقم الحروف کے لئے ہز ہائی نس محمد ناصر الملک کی شخصیت، ان کے اعلی علمی مقام اور گوناگوں اوصاف وکمالات کے ساتھ ساتھ اس لحاظ سے بھی باعث کشش رہی ہے کہ میری قوم شغنیے اور کٹور خاندان کے درمیان صدیوں سے قریبی مراسم رہے ہیں۔ مہتر چترال محمد شفیع کے فرزند دنیار بیگ ہمارے شغنیے قوم کے جد امجد دولت بیگ کے رضاعی بھائی تھے اور جب دنیار بیگ 1696ء میں گورنر دراسن موڑکھو بنے تو دولت بیگ ان کے معتمد خاص رہے، اس کے بعد ادینہ بیگ مرحوم امان الملک کے رضاعی بھائی اور معتمد خاص رہے، بعد ازاں شجاع الملک، ناصر الملک ،مظفر الملک اور سیف الرحمن کے ادوار میں میرے دادا کے بھائی مرحوم ووری محمد ''مرزا'' کے عہدے پر فائز رہے، وہ گورنر موڑکھو خدیو الملک مرحوم کے سیکرٹری اور معتمد خاص تھے۔ مظفر الملک کے دور میں وہ محکمہ پولیس کے سربراہ بھی رہے، اسی طرح میرے دادا کے دوسرے بھائی محمد عجب خان بھی سر شجاع الملک کے عہد حکمرانی میں قلعہ چترال کے اندران کی ذاتی گارڈز کے سربراہ رہ چکے ہیں

جنہیں یہ عہدہ ان کے تایا مرزا محمد کے انتقال کے بعد سر شجاع الملک کے حکم پر سونپا گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ایمونیشن ڈپو کے انچارج اور ہز ہائی نس کے خاص مصاحبین اور مہر کہ داروں میں شمار ہوتے تھے۔ سر شجاع الملک کی وفات کے بعد سفر مینہ (موجودہ سی این ڈبلیو) کے تحت سڑکوں کی تعمیر شروع ہوئی تو ان کی نگرانی میر کھنی سے دروش اور سنوغر سے مستوج تک کی سڑکیں تعمیر ہوئیں جس میں ماضی کے خطرناک تصور کیا جانے والا وہ روڈ بھی شامل تھا جس کو اہل چترال (توو زوم) کے نام سے جانتے ہیں اور اس مقام پر ماضی قریب تک ان کے نام کی تختی نما کندہ نصب تھا۔ محمد عجب خان مرحوم اپنی تمام تر ذمہ داریوں کی باوجود صوم وصلوۃ اور نماز تہجد کے انتہائی پابند تھے، اکثر اوقات مسجد میں ہی گزارتے تھے۔ محمد عجب خان کے بعد ان کے بڑے بیٹے مرزا محمد اکبر خان ریاست کے آخری ادوار میں محکمہ جنگلات سے وابستہ رہے اور 1969ء میں جب ریاست کا خاتمہ ہوا تو مرزا محمد اکبر خان کونسل کے ممبر کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے، علاوہ ازیں میرے جد امجد حکیم پڑا خان تحصیل ارندو کے حاکم رہے، فطری طور پر سخت گیر طبیعت کے مالک اس شخصیت نے افغان بارڈر سے متصل اس حساس علاقے میں بڑی شان وشوکت سے حکیمی کی، قلعہ دمیڑ نسار سے پورے تحصیل کو کنٹرول کرتے تھے اور مہتر چترال کی طرف سے آنے والے احکامات کو روزانہ کی بنیاد پر نافذ کیا کرتے تھے، یہ وہ زمانہ تھا جب اس علاقے میں مسعود اسکاؤٹس ہوا کرتا تھا۔ مظفر الملک کے دور بادشاہت میں بھی ہماری قوم کے لوگ نمایاں عہدوں پر فائز تھے، مظفر الملک کے ہی دور میں سیف الرحمن (جو کہ بعد میں مہتر چترال بنے) علاقہ کوہ کے ہمارے قوم شغنیے کے ایک خاندان میں رضاعت کے رشتے میں منسلک ہوئے۔ اس دور میں علاقہ کوہ کی عملداری شغنیے قوم کے پاس رہی اور حاکم کوہ محمد ظفر خان، کمانڈنگ باڈی گارڈ امیر حمزہ، شاہ حسین لال، کوٹ صوبیدار اور شہزادہ دروش کے رضاعی بھائی محمد سلواتی خان (ایڈمنسٹریٹر کراچی لالہ فضل الرحمن کے والد ماجد) ریاست کی معزز شخصیات تھیں۔ ہماری برادری میں یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے کہ موجودہ مہتر چترال فاتح الملک علی ناصر کے سیکریٹری اور معتمد خاص ہماری ہی برادری کی ایک اہم شخصیت رشید احمد آف کجو ہیں۔

مشرق الاَنوار

نتیجۂ فکر

امیدوارِ رحمتِ خدا و شفاعتِ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہزہائی نس محمد ناصر الملک

سابق والئ چترال

ترجمہ: سید تنظیم حسین (مرحوم)

ناشر: قاری فیض اللہ چترالی

مکتبہ امام محمد و مدرسہ امام محمد ایف بی ایریا

بلاک ۲۲ کراچی پاکستان

حمدِ باری تعالیٰ

اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ

ترجمہ؛ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سدا زندہ ہے، جو پوری کائنات سنبھالے ہوئے ہے، جس کو نہ کبھی اونگھ لگتی ہے، نہ نیند۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے (وہ بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے (وہ بھی)، سب اسی کا ہے۔

(سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۵۵، پارہ نمبر: ۳)

خدائے ما کہ بیچون و چگون است
سما قایم ز حکمش بے ستون است

میرا اللہ بغیر کسی دلیل کے ہے اس کے حکم سے آسمان بے ستون قائم ہے

ز نار و نور او جن وملک ساخت
ز خاک و دود او ارض و فلک ساخت

اس نے آگ اور نور سے جن اور فرشتے پیدا کیے مٹی اور دھوئیں سے زمین اور آسمان پیدا کیے

برائے رہبری در آل آدم
رسولان را فرستاد است پیہم

بنی نوع انسان کی رہبری کے لیے مسلسل انبیا کو مبعوث کیا

گروہِ انبیاء پاکان مرسل
ز دیگر اہل عالم جملہ افضل

جملہ انبیا پاک اور مرسلین تمام انسانوں سے افضل ہیں

نظامِ دین سپردِ انبیاء شد
بہ اول آدم آخر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد

دین کا نظام انبیا کو سپرد ہوا، ان میں اول آدمؑ ہوئے اور آخری مصطفیٰ ہوئے

پیامِ آخرینش مصحفِ ماست
کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفی زان محفل آ را ست

ہمارا مصحف اللہ کا آخری پیغام ہے اسی سے احمد مصطفیٰ محفل آرا ہیں

نبی را داد قرآن المعظم
کہ بنماید رہِ حق رابہ عالم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے قرآن عظیم عطا کیا ہے جو دنیا کو حق کا راستہ دکھلاتا ہے

خداوندے کہ رب العالمین است
بحکمش آسمان وہم زمین است

اللہ تعالیٰ جو دونوں عالموں کو پالنے والا ہے جس کے حکم سے آسمان وزمین وجود میں آئے

خدائے آنچنان بے مثل و ہمتا
بَہ جسم تیرہ بگزیند چراجا

اللہ تعالیٰ اس حد تک بے مثال اور بے نظیر ہے کہ وہ اس تاریک جسم میں جگہ نہیں پا سکتا

بہ شکل خرشدن عاراست مارا
چہ زیبد شکل انسانی خدارا

جب ہمیں گدھے کی شکل اختیار کرنا برا معلوم ہوتا ہے تو اللہ کو انسانی شکل کب زیب دے سکتا ہے

ہمین عالم کہ ما ہستیم درآن
بود یک ذرّہ از صنع رحمان

یہ دنیا کہ جس میں ہم موجود ہیں اللہ تعالیٰ کی صنعت کا ایک ذرہ ہے

بہ پیش ہستیش عالم چہ باشد
بکن فکرے بنی آدم کہ باشد

اس کی ہستی کے سامنے دنیا کی کیا حقیقت ہے، بنی آدم! یہ سوچ کہ تو کیا ہے؟

عقیدہ این چنین دارند کفّار
مشو از کافر ان زنہار زنہار

تو کبھی بھی کافروں میں سے مت ہونا، کفار اسی طرح کے عقائد رکھتے ہیں

فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(الف) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۶، پارہ نمبر: ۲۲)

(ب) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

(سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۰، پارہ نمبر: ۲۲)

نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(الف) ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔

(ب) ترجمہ: (مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

رسولِ ما محمد مصطفی ہست
کہ ذاتش در جہان شمس الضحیٰ ہست

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رسول ہیں ان کی ذات دنیا میں چمکتے ہوئے سورج کی طرح ہے

به بعثت گر چه دَورش آخرین است
ولے در رتبه شاه اولین است

اگر چہ نبوت کے اعتبار سے ان کا زمانہ آخری ہے لیکن رتبہ کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں

خدایش رحمۃ للعالمین گفت
ورا پیغمبرِ روئے زمین گفت

اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمۃ للعالمین کہا اور ان کو تمام روئے زمین کا پیغمبر کہا

بروزِ بدر ایزد بہرِ امداد
بسے فوج ملک سویش فرستاد

۱۷۔ بدر کے دن ان کی مدد کے لیے اللہ نے اُن کی طرف بہت ساری فرشتوں کی فوج بھجی

ازو شد مسلک ِ توحید محکم
ازو شد مجمع کفُار بر ہم

اس سے توحید کا مسلک مستحکم ہوا اور اس سے کفار منتشر ہو گئے

زا اسرارِ خدا مارا خبر کرد
زیک انگشت او شق القمر کرد

انھوں نے اللہ کی باتوں سے ہمیں مطلع کر دیا انھوں نے ایک انگلی کے اشارے سے چاند کے دوٹکڑے کر دیے

برین قرآ ن که حق دا دا ست اورا
بیار ایمان و بشنو آمِنو را

اسی قرآن پر جو اللہ نے ان پر نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور آمِنو کما آمن الناس کی پیروی کرو

احادیثش همہ تفسیر قرآن
همہ چون حرزِ جانِ اہل ایمان

ان کی تمام احادیث قرآن کی تفسیر ہیں یہ سب کی سب اہل ایمان کے لیے حرز جان ہیں

ز قرآن وحدیثش دین قوی شد
ازین بستہ زبان ہر غوی شد

قرآن اوراحادیث سے دین کوتقویت ملی اس سے ہر گمراہ کی زبان بند ہوگئی

بہ جز راہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گر راہ جوئی
بپائے خود سوئے دوزخ پپوئی

اگرتو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے راستہ کے علاوہ کوئی راستہ تلاش کرے گا تو اپنے قدم دوزخ کے راستے پر بڑھائیگا

بہ دنیا نیست بعد از وئے رسالت
دگر رہبر بود جستن ضلالت

دنیا میں ان کے بعد رسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا لہذا ان کے علاوہ کسی اور رہبر کی تلاش گمراہی ہے

در بیانِ قرآن

(الف) لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

(سورۃ الحشر، آیت:۲۱، پارہ نمبر ۲۸)

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

(سورۃ الاسراء، آیت:۸۸، پارہ نمبر:۱۵)

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾

(سورۃ الاحقاف، آیت:۱۲، پارہ نمبر:۲۶)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

(سورۃ الحجر، آیت:۹، پارہ نمبر:۱۴)

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

(سورۃ العنکبوت، آیت:۴۷، پارہ:۲۱)

قرآن پاک کے بیان میں

(الف) ترجمہ: اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے رعب سے جھکا جارہا ہے، اور پھٹا پڑتا ہے۔

(ب) ترجمہ: کہہ دو کہ: ''اگر تمام انسان اور جنات اس کام پر اکھٹے بھی ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام بنا کر لے آئیں، تب بھی وہ اس جیسا نہیں لاسکیں گے، چاہے وہ ایک دوسرے کی کتنی

مدد کرلیں‘‘۔

(ج) ترجمہ: اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے۔ اور یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جو عربی زبان میں ہوتے ہوئے اس کو سچا بتارہی ہے، تاکہ ان ظالموں کو خبردار کرے، اور نیک کام کرنے والوں کے لئے خوشخبری بن جائے۔

(د) (ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)

(ر) اور ہماری آیتوں سے بجز (مندی) کافروں کے اور کوئی منکر نہیں ہوتا۔

امامِ ما کلامِ حق تعالیٰ است
کہ پاک از غیب ونقصان و خطا ہا ست

ہمارا امام حق تعالیٰ کا کلام ہے جو ہر قسم کے عیب اور اغلاط سے پاک ہے

خدا گوید کہ قبل از سرور ما
کہ شدزان بعد قرآن راہبر ما

اللہ نے کہا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن پاک ہمارا رہبر ہوا

کتاب موسوی را بُد امامت
بہ آن بود اقتدا و ہم انابت

موسیٰؑ کی کتاب ہمارا امام تھی اقتدا اور توبہ کا وہی ذریعہ تھی

کنون قرآن امامِ بر حق ماست
ہمین فرمانِ خاص حق تعالیٰ ہست

اب ہمارا امامِ برحق قرآن ہے یہی اللہ تعالیٰ کا خصوصی حکم ہے

خدا خود ہست ضامن اے برادر

که نتواند کسے تا یوم محشر

اے بھائی خدا خود اس کا ضامن ہے کہ قیامت تک کوئی نہ کر سکے گا

کند تحریف در قرآن گاہی

که این است آخرین حکم الٰہی

قرآن پاک میں تحریف ذرا بھی کیونکہ یہ اللہ کا آخری حکم ہے

بحکمش سر نہادن شد عبادت

خلاف این بود جملہ ضلالت

اس کے حکم پر سر جھکانا عبادت ہے اور اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے

بہ دنیا نوریز دان این کلام است

ازین قائم بہ عالم این نظام است

یہ کلام دنیا میں اللہ کا کلام ہے اسی سے دنیا میں یہ نظام قائم ہے

امام جملہ عالم غیر ازین نیست

بجز ملحد نگوید این چنین نیست

تمام دنیا کا امام اسکے سوا کوئی اور نہیں سوائے ملحدوں کے کوئی اور اس سے انکار نہیں کرتا

اگر گوید کسے از اہل عالم

کہ حکمم ہست بر قرآن مقدم

اگر دنیا والوں میں سے کوئی کہتا ہے کہ اس کا حکم قرآن کے حکم پر مقدم ہے

مسلمانش نخوانند اہل ایمان

کہ سر پیچید او از حکمِ یزدان

اس کو اہل ایمان مسلمان نہیں کہتے کہ وہ اللہ کے حکم کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہا ہے

چو مہدی آید اوہم اے برادر

چراغ شرع راسازد منوّر

جب مہدی آئینگے تو وہ بھی اے بھائی! شریعت کے چراغ کو منور کریں گے

ز اولادِ حسن آن شاہ باشد

شہے احتشام و جاہ باشد

وہ (مہدی) حضرت حسنؑ کی اولاد سے ہوں گے وہ بہت شان وشوکت والے ہوں گے

بود او پیروِ قرآن اعظم

زند او مجمع کفار برہم

جو قرآن عظیم کا پیرو ہوگا وہ کفار کے مجمع کو منتشر کر دیگا

برین قولم گواہ است قول حیدر

تو خود اندر ابوداوٗد بنگر

یہ قول حضرت علیؓ کا ہے تو خود ابوداوٗد ❶ میں دیکھ لے

بود انکس امام اہل باطل

کہ گوید حکم قرآن ست عاطل

وہ گمراہوں کا امام ہوگا جو کہتا ہے کہ قرآن کے احکامات معطل ہیں ❷

ز جان و دل شوی شیدائے قرآن

کہ آن بخشد ترا ایمان وعرفان

تو جان ودل سے قرآن کا شیدا ہو جا، تا کہ تجھے وہ ایمان عرفاں بخشدے

در وصفِ حدیث

(الف) وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ

---

❶ سنن ابوداوٗد، ❷ ایک خاص فرقے کے لوگ اسی طرح کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

فَانْتَهُوْا ج (سورۃ الحشر، آیت:۷، پارہ نمبر:۲۸)

(ب)تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ (الحدیث)

(ج)مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَّیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ (الحدیث)

(د)اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَکُلُّ ضَلاَلَةٍ فِی النَّارِ (الحدیث)

حدیث کے اوصاف کے بیان میں

(الف) ترجمہ: اور رسول تمہیں جو کچھ دیں، وہ لے لو، اور جس چیز سے منع کریں، اس سے رک جاؤ۔

(ب) میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک ان دونوں کو تھامے رہوگے کتاب اللہ اور میری سنت (مشکوٰۃ)

(ج) جس سے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے (مشکوٰۃ)۔

(د) سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے بدتر چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔ (مشکوٰۃ)

احادیث	اند	اقوالِ	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بیان	جملہ	افعالِ	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کو حدیث کہتے ہیں اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ افعال کو بھی

ہمہ تفسیر آیاتِ کلامند
ہمہ تفصیل اجمال کلامند

یہ سب قرآن پاک کی تفسیر ہیں یہ سب کلامِ الٰہی کے اجمال کی تفصیل ہیں۔

برای امتاں نورِ ہدایت
احادیث صحیحہ در روایت

امت کے واسطے نور ہدایت ہیں لیکن وہ احادیث جو روایت کے اعتبار سے صحیح ہیں

بود بعد کلام ذات باری
کتاب اکمل و افضل بخاری

اللہ تعالیٰ کے کلام کے بعد افضل واکمل کتاب بخاری ❶ ہے

پس ازین مسلم و دیگر چہاراند
صحاح ستہ این شش شمار اند

اس کے بعد مسلم ❷ اور دیگر چار ہیں ❸ ان چھ کو صحاح ستہ کہتے ہیں

مسانید و سنن بسیار دیگر
ہمے دارند اقوال پیغمبر

ان کے علاوہ یہی مسانید وسنن ہیں ان سب میں اقوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں

مگر جملہ احادیث اے عزیزاں
پذیرفتن نشاید مثل قرآن

مگر ان تمام احادیث کو اے عزیز! مثل قرآن سمجھنا زیب نہیں دیتا

❶ صحیح بخاری ❷ صحیح مسلم ❸ جامع ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی۔

بدہ تطبیق ہر یک را بہ مصحف
بیفگن گرز قرآن شد مخالف

ان میں سے ہر ایک کی تطبیق قرآن پاک سے کرا گر قرآن کے خلاف ہوتو ترک کر دے

گروہے راہ شیطانی گرفتند
احادیث از دل خود وضع کردند

کچھ لوگوں نے شیطان کا راستہ اختیار کیا اور خود اپنے دل سے احادیث بنالیں

ازاں تضعیفِ دین مصطفی شد
وزاں در سایہ این بدرالدجیٰ شد

اس سے دین میں کمزوری پیدا ہوئی (یعنی بدرالدُّجیٰ پر آنچ آنے کا خدشہ پیدا ہوا) یہ سب کچھ بدرالدّجیٰ کے سایہ میں ہوا

یکّے شیعی دگر شد اعتزالی
کسے شد باطنی از کج خیالی

کوئی شیعہ ہوگیا کوئی اپنی کوڑھ مغزی سے معتزلہ ہوگیا کوئی کج خیالی سے باطنی ہوگیا

ولیکن عالمان بادِ رایت
بکردند امتحان ہر روایت

لیکن عالموں نے روایت کا اصول اختیار کرکے ہر روایت کی جانچ پڑتال کی۔

جدا کردند کذب و راستی را
سند کردند خود قولِ نبی را

صحیح اور غلط احادیث کو علیحدہ علیحدہ کرلیا اور اس کام کے لیے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سند بنایا

حدیثے کان مخالف شدز قرآن
نبا شد از نبی باشد ز شیطان

جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں شیطان کا قول ہوگا

احادیث صحیحِ شاہ خود را
بگیر و کن ز دیگر ہا تبرا

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو صحیح احادیث ہوں، اُن کو لے لے اور باقی سے بریت حاصل کرلیں

در بیانِ تفسیر

(تفسیر کے بیان میں)

اگر در شرح قرآن یک کتابے
نویسد از فضیلت بہرہ یابے

اگر کوئی شخص قرآن کی شرح میں ایک کتاب لکھ کر فضیلت حاصل کرتا ہے

ور اخوانند اہل علم تفسیر
دران اشکال راجویند تعبیر

تو اس کو اہلِ علم تفسیر کہتے ہیں اور اس میں اشکال کا حل تلاش کرتے ہیں

درین فن کردہ اند تصنیف بسیار
دوانیدہ بہر سو رخش افکار

اس فن میں بہت سی تصانیف موجود ہیں یعنی ہر طرف فکر کے گھوڑے دوڑائے گئے ہیں

مگر چُون فکر و رائے مرد مانند
نہ خالی از خطا اے دوستانند

لیکن چونکہ یہ آدمیوں کی فکر اور رائے ہے لہٰذا اے دوست! یہ خطا سے خالی نہیں ہیں

دران چُون و چرا را راہ باشد
نہ انکاری ازان گمراہ باشد

ان میں چون و چرا کی گنجائش ہے ان سے انکار کرنے والا گمراہ نہیں ہے

اگر بینی دران بحثِ طویلے
کہ باشد رائے محض و بے دلیلے

اگر تو ان میں طویل بحث دیکھے کہ وہ بے دلیل ہے اور صرف رائے ہی ہے

تو قرآن گیر ازاں تفسیر بگزر

مجو تفسیر جُز قولِ پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تو قرآن پر قائم رہ تفسیر سے درگذر کر قولِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تفسیر مت تلاش کر

بجو اقوالِ خاصِ مصطفیٰ را
نہ موضوعاتِ قومِ پُر دغا را

اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحیح احادیث تلاش کر اور دغاباز لوگوں کے موضوع احادیث کو قبول مت کر

درینجا احتیاط از بس ضروری است
اگر برراہِ کج رفتی زکوری است

اس بارے میں سخت احتیاط ضروری ہے ٹیڑھا راستہ اختیار کرنا بے بصری ہوگا

در معنی کلمۂ طیّبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(کلمۂ طیّبہ کے معنی کے بیان میں)

بود بر طیّبہ اقرار از دل
مسلمانی الا اے مردِ عاقل

سن لے، اے سمجھ دار آدمی! کلمۂ طیبہ پر دل سے اقرار مسلمان ہونے کی دلیل ہے

برین ایمانِ کامل گر بیاری
شوی مومن بہ دین حق در آئی

اگر اس کلمہ پر تیرا ایمان کامل ہو جائے تو مومن ہو جائے اور دین حق میں داخل ہو جائے

ہمین یک طیبہ تفسیرِ دین است
ہمین بنیادِ این دین متین است

یہ ایک کلمہ طیبہ تفسیر دین ہے اور یہی دین متین کی بنیاد ہے

ہمین اقرار بر توحید باشد
برائے شِرک این تردید باشد

یہی توحید کا اقرار ہے جو شرک کی تردید ہے

گواہی بر رسالت ہم درین است
کمالِ رُتبۂ احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمین است

اسی میں ہی رسالت کی شہادت موجود ہے اور اسی سے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رتبہ کا کمال ظاہر ہے

شہادت مے دہد در حقِ قرآن
کہ ہست آن گفتۂ بیچون سُبحان

یہی قرآن کے متعلق گواہی دیتا ہے کہ وہ بلا شک وشبہ اللہ کا کلام ہے

درین جملہ ہمہ اسلام مخفی است
درین ذکرِ اوامر ہم نواہی است

اس جملہ میں سارا اسلام پوشیدہ ہے اسی میں اوامر ونواہی کا ذکر ہے

ز محض خواندن نبَود تُرا سُود
بُود قول تو تار و فعل تو پُود

اس کو صرف پڑھنے سے تجھے فائدہ نہ ہوگا تیرا قول اس کا تانا اور تیرا فعل اس کا بانا ہے

الا اے منکرِ شرع محمّد ﷺ
ترا این طیبہ سودے نہ بخشد

سُن لے اے شرعِ محمد ﷺ کے منکر تجھ کو یہ کلمہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا❶

خدا گفت ادخُلُوا فی السِّلمِ یعنی
فقط قولِ زبان را نیست معنی

اللہ نے کہا دین میں پورے پورے داخل ہوجاؤ یعنی صرف زبان سے کہنا بے کار ہے

بشَو مومن مشو کافر تو زنہار
صلوٰۃ و صوم و حج جملہ بجا آر

تو مومن ہوجا اور کبھی کافر مت بن، نماز، روزہ وحج سب فرائض ادا کر

---

❶ یہ غالبًا اس طرف اشارہ ہے کہ جو صرف کلمہ پڑھ لے گا اور اس پر عمل نہ کرے گا۔ اس پر قیامت کے دن کلمہ الٹا دیا جائے گا۔

دربیانِ مسجد

(الف) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۱۴، پارہ نمبر: ۱)

(ب) لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸ (سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۰۸، پارہ نمبر: ۱۱)

(ج) مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا اَيَبْتَغِىْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى بَنَى اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ (الحدیث)

مسجد کے بیان میں

(الف) ترجمہ: اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں پر اس بات کی بندش لگا دے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے، اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔

(ب) ترجمہ: البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک صاف ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاک صاف لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

(ج) جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی جس کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کی

رضامندی کوتلاش کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر
بنائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

به قرآن کریم خویش ایزد
بیان کرد ست بس تعریفِ مسجد
اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآنِ پاک میں مسجد کی عظمت بیان کی ہے

که آن جائے قیام است و رکوع است
عبادت اندر انجا پُر خشوع است
کہ وہ رکوع اور قیام کی جگہ ہے اس میں عبادت پُرخشوع ہوتی ہے

مسلمانان چو جمع آیند آنجا
بجا آرند حُکمِ حق تعالیٰ
مسلمان اس میں جمع ہوکر اللہ کا حکم بجالاتے ہیں

نشانِ قریۂ اسلامیان است
عبادت گاہِ جُملہ مومنان است
مسلمانوں کی آبادی کا وہ نشان ہے تمام مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے

به عالم هر یکی ازاہلِ اسلام
عبادت گاه را مسجد کند نام
مسلمان دنیا میں کہیں بھی ہوں اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھتے ہیں

شد است این نام هم وارد به قرآن
به الفاظ خدائے پاک سُبحان
یہ نام قرآن میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پاک لفظوں میں

ولے گر مسجد از بہرِ ضرار است
بر آن قہر خدائے کرد گار است

لیکن اگر مسجد تنازعہ کے لیے بنائی جائے تو اس پر اللہ کا قہر نازل ہوتا ہے

خدا زانرو بر آن لعنت فرستاد
کہ بنہادند بہرِ فتنہ بنیاد

خدا نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی ہے کہ جنہوں نے فتنہ کے لیے مسجد کی بنیاد رکھی ہے

چو شد آن باعثِ تفریق اسلام
نہ مسجد بلکہ آن شد جائے اصنام

چونکہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ کا سبب ہوتی ہے لہذا وہ مسجد نہیں بلکہ بت کدہ ہے

معاذ اللّٰہ چونامش ہم دگر شُد
بلاشک بانیش اہلِ سقر شُد

اللہ بچائے جبکہ اسکا نام ہی دوسرا ہو گیا تو اس کا بانی بلاشک جہنمی ہو گیا

دربیانِ اذان

(الف) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۹ (سورۃ الجمعۃ، آیت:۹، پارہ نمبر:۲۸)

(ب) لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُ اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا الخ (الحدیث)

اذان کے بیان میں

(الف) ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔

(ب) اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان میں اور پہلی صف میں کیا اجر ہے تو پھر ان کو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوتا کہ قرعہ اندازی کریں۔ تو قرعہ اندازی کیا کرتے۔ (مشکوۃ)

بہ مسجد پنج وقتہ بانگِ اذان
بُود چُون قُوتِ رُوحِ اہلِ ایمان

مسجد میں پانچوں وقت اذان کی آواز اہل ایمان کی روح کے لیے قوت بخش غذا ہے۔

ز احمد مصطفیٰ این سنّت آمد
ازین دین نبی ﷺ را زینت آمد

جناب احمد مصطفےٰ ﷺ سے یہ سنت قائم ہے اسی سے نبی کے دین کی زینت بنی ہے

ز قریہ گر نہ خیزد بانگِ اذان
مگو ہستند اہلِ آن مسلمان

اگر کسی آبادی سے اذان کی آواز بلند نہیں ہوتی تو وہاں کے لوگوں کو مسلمان مت سمجھ

خلافِ قول و فعل و رائے احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
مسلمانی بدان ہرگز نباشد

جو بات جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول و فعل کے خلاف ہو تو سمجھ لے کہ وہ مسلمانی ہرگز نہیں ہے

مؤذّن بُد بلالؓ اندر مدینہ
ز بانگش بُود دل ہارا سکینہ

مدینہ میں موذن حضرت بلالؓ تھے اُن کی آواز سے دلوں کو سکون ملتا تھا۔

کنی دعوائے اسلام اے برادر
مجو را ہے بجز راہے پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے بھائی اگر تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے راستہ کے علاوہ دوسرا راستہ مت تلاش کرو۔

دربیانِ صلوٰۃ

(الف)اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ۝۱۰۳ (سورۃ النساء، آیت: ۱۰۳، پارہ نمبر: ۵)

(ب) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ‌ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ۝۷۸
(سورۃ الاسراء، آیت: ۷۸، پارہ نمبر: ۱۵)

(ج)قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِى السَّمَآءِ‌ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰٮهَا ۖ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ‌ؕ وَحَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ‌ ؕ
(سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۴۴، پارہ نمبر: ۲)

(د) اَلۡعَهۡدُ الَّذِیۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنۡ تَرَكَهَا فَقَدۡ كَفَرَ (حدیث صحیح)

(ر) صَلُّوۡا كَمَا رَاَیۡتُمُوۡنِیۡ اُصَلِّیۡ (الحدیث بخاری، مسلم)

نماز کے بیان میں

(الف) ترجمہ: بے شک نماز مسلمانوں کے ذمے ایک ایسا فریضہ ہے جو وقت کا پابند ہے۔

(ب) ترجمہ: (اے پیغمبر!) سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو، اور فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا

اہتمام کرو، یادرکھو کہ فجر کی تلاوت میں مجمع حاضر ہوتا ہے۔

(ج) ترجمہ: (اے پیغمبر!) ہم تمہارے چہرے کو بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم تمہارا رخ ضرور اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جو تمہیں پسند ہے۔لو اب اپنا رخ مسجد حرام کی سمت کرلو۔اور آئندہ جہاں کہیں تم ہو اپنے چہروں کو رخ (نماز پڑھتے ہوئے) اسی کی طرف رکھا کرو۔

(د) جو عہد کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے۔پس جس نے اس کو ترک کیا اس نے کفر (کا کام) کیا۔(مشکوٰۃ)

(ر) ایسی نماز پڑھو جیسی مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔(بخاری ومسلم)

نمازِ پنج وقتہ در مساجد
بجا آور چنیں فرمود ایزد

پانچوں وقت کی نماز مسجد میں ادا کر کہ یہی اللہ کا حکم ہے

ستونِ مذہب اسلام این است
یقین می دان ہمین بنیاد دین است

یہ(نماز) اسلام کا ستون ہے یقین رکھو کہ یہ دین کی بنیاد ہے

ہر انکو ترک کرد این را بعَمدَا
ورا گفت است کافر سرورِ ما

جس نے اس کو جان کر چھوڑا اس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافر کہا ہے

بروزِ حشر خلّاقِ جہانبان
نخواہد دید روئے بے نمازان

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بے نمازی کا چہرہ تک نہیں دیکھے گا

کہ یعنی شان ز رَحِمِ حیِّ قیّوم
ز بس بے بہرہ خواہند ماند محروم

یعنی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے رحم سے بے بہرہ و محروم رہیں گے

تباہ و خستہ حالِ شان باشد
بر ایشان قہرِ حق سبحان باشد

ان کا حال تباہ وخراب رہے گا ان پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوگا

نمازی روزِ محشر شاد باشد
ز قید و بندِ غم آزاد باشد

حشر کے دن نمازی خوش ہوگا اس کو رنج وغم بالکل نہ ہوگا

نماز است این کہ رُو در قبلہ آری
ز تکبیر ابتدائے آن نمائی

نماز یہ ہے کہ تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور تکبیر سے اس کی ابتدا کرے

رکوع و سجدہ و اعمالِ دیگر
چنان کردن کہ خود کردہ پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رکوع وسجدہ ودیگر ارکان نماز اس طرح ادا کرنا جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائے

نماز این است وغیر از این نباشد
ازین منکر بجز بے دین نباشد

نماز صرف یہی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے [1] اس سے منکر سوائے بے دین کے نہیں ہوسکتا

---

[1] بعض فرقوں کے عقائد کی طرف اشارہ ہے جو نماز کی تاویلات بیان کرتے ہیں۔

سوئے راہِ دگر مائل مباشید
ز دین مصطفیٰ ﷺ غافل مباشید

اس کے سوا دوسرے راستہ کی طرف مائل مت ہو جاؤ اور مصطفیٰ ﷺ کے دین سے غافل مت ہو۔

دربیانِ روزہ ماہِ رمضان

(الف) يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۳، پارہ نمبر: ۲)

(ب) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۵، پارہ نمبر: ۲)

(ج) وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۷، پارہ نمبر: ۲)

(د) اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُّقَالُ لَهُ الرَّيَّان لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ۔ (حدیث صحیح)

رمضان المبارک کے روزوں کے بیان میں

(الف) ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔

(ب) ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل

ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کر دیتی ہیں، لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے، وہ اس میں ضرور روزہ رکھے۔

(ج) ترجمہ: اور اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے ممتاز ہو کر تم پر واضح (نہ) ہو جائے۔ اس کے بعد رات آنے تک روزے پورے کرو۔

(د) جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس میں صرف روزہ دار داخل ہوگا (مشکوۃ)

مبارک ماہ باشد ماہِ رمضان
درین مہ شد نزولِ وحی قرآن

رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ جس میں قرآن پاک نازل ہوا۔

خدا این ماہ را خود می ستاید
بہ ماہم احترامش می نماید

اللہ تعالیٰ اس مہینے کی خود تعریف کرتے ہیں اور ہمیں اس کے احترام کرنے کی ہدایت کرتے ہیں

درین مہ روزہ بر ما فرض گردید
درین بارہ خدا کرد ست تاکید

اس مہینے میں ہم پر روزہ فرض ہوا اور اس کے متعلق اللہ نے تاکید کی

زسہ پرہیز صوم اے حق نیوش است
ز شہوت رانی واز خورد و نوش است

اے حق کے طلب گار روزہ میں تین چیزوں سے پرہیز ہے کھانے پینے اور مباشرت سے

کہ یعنی وقتِ روزہ ماہِ رمضان

بہ پرہیزید ازین سہ اے اعزیزان

یعنی رمضان میں روزہ میں ان تین سے پرہیز لازم ہے

ازین انکار کردن کُفر باشد

جہنم منکران را جائے گردد

ان سے انکار کرنا کفر ہے اور منکروں کی جگہ جہنم ہے

مقرر کرد این حد را خداوند

مرو بیرون ازین زنہار فرزند

یہ حدود اللہ نے مقرر کیں ہیں اے بیٹے! ان سے باہر مت نکل

کنی گر احتیاط از بس صوابست

چو نافرمان شدی بر سر عذابست

اگر تو احتیاط کریگا تو بہت زیادہ ثواب ہے اگر نافرمانی کریگا تو تیرے سر عذاب ہوگا

کند گر مرترا شخصے نصیحت

کہ دیگر ہست صوم اندر طریقت

اگر تجھے کوئی شخص نصیحت کرتا ہے کہ طریقت میں روزہ کچھ اور ہوتا ہے

یقین کن فاسق است و رہزن است اُو

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را دشمن است اُو

تو یقین کر وہ فاسق ہے اور ڈاکو ہے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے

به قرآن نیست ذکر آں چنان صوم
ز قرآن دُور اُفتاد است این قوم

قرآن پاک میں ایسے روزے کا ذکر نہیں ہے یہ قوم قرآن سے کس قدر دور ہوگئی ہے

ز وقتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا این زمانہ
بُود اسلامیان را این نشانہ

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے زمانہ سے اب تک یہی (روزہ) اسلامیوں کی نشانی رہتی آئی ہے

مرو بیرون ز جمعِ اہلِ اسلام
مشو کافر بَود کافر بد انجام

مسلمانوں کی جماعت سے باہر مت نکل، کافر کا انجام برا ہوتا ہے، کافر مت بن۔

دربیانِ زکوٰۃ

(الف)وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۷۷، پارہ نمبر:۲)

(ب)قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ
خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیۡنَ
ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ (سورۃ المومنون، آیت:۱، ۲، ۳، ۴، پارہ نمبر:۱۸)

زکواۃ کے بیان میں

(الف) ترجمہ: اورنماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔

(ب) ترجمہ: اُن ایمان والوں نے یقینا فلاح پالی ہے، جو اپنی نماز میں دل سے جھکنے والے ہیں، اور جو لغو چیزوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں، اور جو زکوٰۃ پر عمل کرنے والے ہیں۔

زکوٰۃِ مال دادن فرض باشد
ز حق بربندگان این قرض باشد

مال کی زکواۃ دینا فرض ہے اللہ کی طرف سے یہ بندوں پر قرض ہے

زکوٰۃ نقرہ راحد اربعین است
حدیثِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد چنین است

چاندی میں زکواۃ چالیسواں حصہ ہے یہی حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا ہے

بہ ہر چیز ست یک حدے مقرر
بہ غلّہ عشر باشد اے ہُنرور

ہر چیز کی زکواۃ کے لیے ایک حد مقرر ہے غلہ کے لیے عشر کا حکم ہے

بہ بیت المال کردن جمع این را
بود حق شہر یاران زمین را

ان رقوم کو بیت المال میں جمع کرنا زمین کے حکمرانوں کا حق ہے

چو بیت المال ملک انبار رب شد
امین اللہ شاہان را لقب شد

بیت المال اللہ کی ملک ہے بادشاہ اللہ کے امین ہیں

برائے انتظامِ ملک و لشکر
امانت ہست این در دست سرور

یہ ملکی انتظام اور افواج کے لیے حکمرانوں کے ہاتھ میں امانت ہے

اگر خواہی رضائے حق تعالیٰ
بہ بیت المال دہ صدقاتِ خود را

اگر تو حق اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے تو صدقات کو بیت المال میں دے دے

دربیانِ حج وکعبہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۚ‏ ﴿۹۶﴾ فِيۡهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ‌ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ‌ؕ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۷﴾

(سورۃ آل عمران، آیت:۹۶،۹۷، پارہ نمبر:۴)

حج اور کعبہ کے بیان میں

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے۔

اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے، اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہاں کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

نخستیں خانہ از بہرِ عبادت
بہ مکہ شد بنا اے باسعادت

اللہ کی عبادت کے لیے پہلا گھر جس کی بنیاد مکہ میں رکھی گئ

همین مسجد ز آدم پیشتر بُود
بنایش از مَلک نے از بشر بَود

حضرت آدمؑ سے پہلے یہی مسجد موجود تھی اس کی بنیاد انسان نے نہیں فرشتوں نے رکھی تھی

بہ شُد غایب بوقتِ نَوح کعبہ
خلیلؑ اللہ بنا کر داین دوبارہ

نوحؑ کے زمانہ میں (طوفان نوح کی وجہ سے) کعبہ غائب ہوگیا ابراہیمؑ نے اس کو دوبارہ تعمیر کیا

جہاں تاریک بُود از کُفر و عصیاں
فرامُش بود خلاّقِ جہاناں

دنیا کفر والحاد کی وجہ سے تاریک تھی دنیا کے پیدا کرنے والے کو سب نے بھلا دیا تھا

خلیلؑ اللہ تنہا در شب تار
منور کرد شمع دین غفار

(کفر والحاد) کی تاریکی میں خلیل اللہؑ نے تنِ تنہا اللہ تعالیٰ کے دین کو منوّر کیا۔

بہ بُت خانہ شکستہ اُوصنم را
بنا کر دست اُو بیت الحرم را

اس نے بت خانے میں بتوں کو توڑا ہے اور اس نے بیت الحرم کی بنیاد رکھی ہے

بہ مکہ پُورش اسماعیلؑ می بُود
بہ کعبہ بود عابد پیشِ معبود

مکہ میں اُن کے بیٹے اسمٰعیلؑ تھے، جو کعبہ میں اللہ کی عبادت کرتے تھے

عرب گشتند مشرک بعد ایشان
درونِ کعبہ بنہادند اوثان

ان کے بعد عرب شرک میں مبتلا ہو گئے اور انھوں نے کعبہ میں بت رکھدیے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد و بشکست اصنام
کہ توحید است روحِ جسم اسلام

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور بتوں کو توڑ ڈالا کیونکہ جسمِ اسلام کی روح توحید ہے

بہ شد سمتِ حرم قبلہ مقرر
بوقتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشنو برادر

اے بھائی! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قبلہ حرم شریف کی جانب مقرر ہوا۔

بود انکار ازان انکارِ قرآن
نباشد مُنکرِ قبلہ مسلمان

اس سے انکار قرآن سے انکار ہے قبلہ کا منکر مسلمان نہیں ہے

بہ مکہ بہرِ حج رفتن یکے بار
بَوَد فرض خدا بر شخصِ زردار

حج کے لیے ایک بار مکہ کا سفر اختیار کرنا اللہ کی طرف سے صاحب حیثیت افراد پر فرض ہے

نباشد دیدنِ دیگر کسے حج
زنادانی مرو اندر رہِ کج

کسی اور کو دیکھنا حج ❶ نہیں ہے، کم عقلی سے غلط راستہ پر مت چل

علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ دایم زیثرب
برفتے بہرِ حج بہ کعبۂ رب

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ مدینہ منورہ سے حج کے لیے بیت اللہ جاتے تھے۔

---

❶ یہ ان باطل عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق ہے جو بیت اللہ کے علاوہ کسی اور مقام پر جاتے ہیں اور اس کو حج کہتے ہیں۔ یا کسی کا دیدار کرنے کو حج تصور کرتے ہیں۔

نہ گفت اُو حج بَود دیدار رُویم
منم اعلیٰ سوئے ادنیٰ چہ پویم

انھوں نے یہ نہیں کہا کہ مجھے دیکھنا حج ہے، میں اعلیٰ ہوں میں ادنیٰ کی طرف کیوں جاؤں

نہ از اولاد اوکس گفت این را
چنین برہم نہ زدکس قصرِ دین را

نہ ان کی اولاد میں سے کسی نے ایسا کہا کسی اور نے اس طرح دین کے قلعہ کو مسمار نہیں کیا❶

اگر ایمان بر قرآن داری
بجز کعبہ دگر جاحج نخوانی

اگر تیرا ایمان قرآن پاک پر ہے، تو کعبہ کے علاوہ کوئی اور جگہ حج کے لیے نہیں

❶ افریقہ و مصر کے فاطمی خلفاء جو عقاید کی رو سے اسمٰعیلی تھے۔

در توصیفِ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(الف) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا
عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰

(سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۰۰، پارہ نمبر: ۱۱)

(صحابہ کرام ؓ کی توصیف کے بیان میں)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔

کسے کو دید احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را
رسول پاک شاہ انبیاء را

جس کسی نے رسول پاک، شاہ انبیاء یعنی احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا

پذیرفت است دین را از دل وجان
بہ شد از پیروان شاہ ذی شان

اس کی رگ و پے میں دین داخل ہو گیا اور وہ دیگر تمام مسلمانوں سے برتر ہو گیا

زِ اصحابِ ؓ نبی ﷺ محسوب باشد
بہ نزد مومنان محبوب باشد

اس کا شمار اصحاب نبی ﷺ میں ہوگیا اور وہ مسلمانوں کو محبوب ہوگیا

ولے ازروئے قرآن اوّلان را
فضیلت بیشتر ہست آشکارا

لیکن قرآن کی رو سے پہلے ایمان لانے والوں کو فضیلت حاصل ہے

چگویم وصف ایشان خود کیم من
خدا خود گفت زیشان را ضِیَم من

میں اُن کے اوصاف کیا بیان کروں میں خود کیا ہوں جبکہ خدا نے تو خود فرمایا کہ میں اُن سے راضی ہوں

دو شق بو دند اصحابِ پیمبر ﷺ
مہاجر یک طرف انصار دیگر

اصحاب پیمبر ﷺ کے دو حصے ہیں ایک مہاجر اور دوسرے انصار

مہاجر انکہ از دیگر ولایت
بہ یثرب آمد و بگزید اقامت

مہاجر وہ جو دوسری جگہ سے آ کر مدینہ میں مقیم ہوئے

زاہلِ شہر باشان ہر کہ شد یار
خدا شان را لقب کر دست انصار

مدینہ والوں میں سے جو ان کا رفیق ہوا اللہ نے ان کو انصار کا لقب عطا کیا

ز انصار و مہاجر فوج جرّار
بہ شد آراستہ از بہر پیکار

انصار اور مہاجرین میں سے عظیم لشکر جنگ کے لیے تیار ہوا

دلِ ایشان زِ ایمان بود پُر نور
بہ شد از خنجرِ شان کفر مقہور

ان کے دل ایمان سے منور تھے ان کی تلواروں سے کفر مغلوب ہو گیا

ابو بکر رضی اللہ عنہ اولین این گروہ است
ہمہ اصحاب رضی اللہ عنہم را او سر گروہ است

اس گروہ میں اول ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جملہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے وہ سردار ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را کردہ اوخدمات بیحد
بہ شد در غار یارِ غار احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انھوں نے نبی کریم کی بے حد خدمات کیں حتیٰ کہ وہ غار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی بنے۔

بہ ہر جا ہمر کابِ مصطفیٰ بود
مشیر آن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجتبیٰ بود

وہ ہر جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشیر تھے

ابوبکر رضی اللہ عنہ و دگر نُہ رازِ جنت
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داد ست در دنیا بشارت

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ۹ دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی

شد ند این دہ کسان مرحوم و مغفور
کہ دہ یار بہشتی اند مشہور

یہ دس اصحاب رضی اللہ عنہم [1] مغفرت یافتہ ہیں یہ حضرات یارِ بہشتی، مشہور ہیں

---

[1] عشرۂ مبشرہ: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن، سعد ابن وقاص، سعید ابن زید اور ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دگر اصحاب ہم از فیض صحبت

بہ نزد حق زبس دارند عزت

اوراصحابؓ بھی نبی کےفیض صحبت سےاللہ کےنزدیک عزت رکھتے ہیں

بُدند ایشان شیدائے پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چراغِ راہِ شان رائے پیمبر

وہ سب بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شیدا تھےاور نبی کی رائے ان کے لیے مشعل راہ تھی

ہر آنکو سر زراہ شان نتابد

رضائے حق تعالی را بیابد

جوکوئی ان کے راستہ سے روگردانی نہ کرے اس کواللہ کی خوشنودی نصیب ہوجاتی ہے

درذِکرخلفائے راشدینؓ

(الف)وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

(سورۃالشوریٰ،آیت:۳۸،پارہ نمبر:۲۶)

(ب) فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهِمَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

(الحدیث)

خلفائے راشدینؓ کے بارے میں

(الف) ترجمہ: اوران کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔

(ب) پس میری سنت کواور ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کی سنت کولازم پکڑو۔اسے مضبوط تھام لواور کچلیوں کے ساتھ مضبوط پکڑلو(مشکوٰۃ)

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ وحیدرؓ

شده بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چار سرور

ابوبکرؓ وعمرؓ، عثمانؓ وحیدرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ چاروں خلیفہ ہوئے

ز ایشان شرع احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد منور

ز شان شد زینت محراب و منبر

ان سے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منور ہوئی ان سے محراب ومنبر کی زینت ہوئی

چو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شان را گزید ند
ہمہ بر رتبہ شاہی رسیدند

چونکہ صحابۂ کرامؓ نے ان سب کا اتباع کیا لہٰذا یہ سب بادشاہت کے مرتبہ پر پہنچے

اگرچہ عابد و درویش بودند
امامانِ زمان خویش بودند

اگر چہ یہ سب عابد اور درویش تھے، لیکن اپنے زمانہ کے امام تھے

امامِ وقت گشتہ زانکہ شوریٰ
برای بیعت شان داد فتویٰ

یہ اپنے وقت کے امام ہو گئے اس لیے شوریٰ نے ان کی بیعت کے لیے فتویٰ دیا

وگرنہ نیست حکمے در حق شان
ز حق یا از رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شاہ ذیشان

ورنہ ان کے حق میں نہ اللہ کا حکم ہے اور نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

ولیکن چند روزے قبل رحلت
رسول اللہ خود کرد این وصیت

لیکن اپنی رحلت سے چند دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ وصیت خود کی

منم بیمار و می مانم بخانہ
بہ بستر می گذارم پنجگانہ

میں بیمار ہوں اور گھر میں ہوں اور بستر پر نماز ادا کرتا ہوں

بجائے من بود صدیق اکبرؓ
بہ محرابم بہ اِستَد آن ہنرور

میری بجائے جناب صدیقؓ محراب میں (امامت کے لیے) کھڑے ہوں

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق را چون منتخب کرد
خبر گویا بہ ما از حکم رب کرد

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیقؓ کو منتخب کیا تو گویا ہم کو اللہ کے حکم سے مطلع کیا (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى)

بہ شوریٰ نیز او را بر گزیدند
کہ اورا لائق آن عہدہ دیدند

شوریٰ نے بھی اُن کو ہی تسلیم کیا چونکہ ان کو اس عہدہ کے لائق سمجھا

بہ وقتش دین احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گشت محکم
بہم بر خورد کارِ بو مُسَیْلَم

ان کے زمانہ میں اسلام مستحکم ہوا اور مسلیمہ کذاب کا فتنہ ختم ہوا

عمرؓ رانا مزد چوں کرد صدیقؓ
بران شد اتفاق اہل تحقیق

عمرؓ کو جب صدیقؓ نے نامزد کیا تو اس پر سمجھ داروں نے اتفاق کیا

ہمہ اصحاب ؓ ازاں گشتند دلشاد
علیؓ ہم دخترِ خود را بہ او داد

اس سے جملہ اصحابؓ نبی خوش ہوئے حضرت علیؓ نے بھی اپنی بیٹی اُن کو دے دی

بہ ایران وبہ مصر و بَربَر و شام
جنودش گستر انیدند اسلام

ایران مصر وشام اور بَربَر (افریقہ) تک اُن کی افواج نے اسلام پھیلایا

شہادت یافت چون فاروقِ اعظمؓ
خلافت گشت بر عثمانؓ مسلم

جب فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے تو حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے

بہ دورانش جنودِ آن شہِ دین
رسیدند از عرب تا سرحدِ چین

ان کی خلافت کے زمانہ میں اُن کی افواج عرب سے سرحد چین تک پہنچ گئیں

خلیفہ شد علیؓ چون رفت عثمانؓ
چہارم بُود اُو بعدِ سہ شاہان

عثمانؓ کے بعد علیؓ خلیفہ ہوئے جو تین خلفاء کے بعد چوتھے خلیفہ تھے۔

شہِ نیکو سِیَر سلطانِ حیدرؓ
ہم ابن عمّ و دامادِ پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حیدرؓ اچھی عادت والے خلیفہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور داماد تھے

بہ این ترتیب بر مسند نشستند
بہر کارے رضائے حق بجستند

اس ترتیب سے وہ سب خلیفہ ہوئے وہ ہر کام میں اللہ کی رضا تلاش کرتے تھے

چو قرآن بہرِ شان نُور الہدیٰ بُود
عداوت درمیانِ شان کُجا بُود

چوں کہ ان کے لیے قرآن ہدایت کا نور تھا اس لیے ان میں اختلاف کہاں ہوسکتا تھا

ہمہ از یک دگر خوشنود بوندند
سعید و عادل و محمُود بودند

وہ سب ایک دوسرے سے راضی اور خوش تھے اور وہ سب خوش قسمت، انصاف پسند اور لائقِ تعریف تھے

حسن شد شاہ چون بگزشت حیدرؓ
ور اکہتر برادر شد چوچاکر

حیدرؓ کے بعد حسنؓ خلیفہ ہوئے اوران کے چھوٹے بھائی (حضرت امام حسینؓ)ان کے ماتحت رہے

پس از شش ماہ مستعفی شد آن شاہ
سپردے دیگرے را منصب وجاہ

چھ ماہ کے بعد وہ مستعفی ہو گئے اور دوسرے کو خلافت سپرد کردی

حکومت را سپرد اُو باشہِ شام
معاویہؓ بنام است آن نکو نام

انھوں نے شام کے بادشاہ کو حکومت سپرد کردی جن کا نامِ نامی معاویہؓ ہے

بہ شد دَورِ خلافت گشت شاہی
مبدّل شد سپیدی با سیاہی

خلافت کا دور ختم ہو کر شاہی شروع ہوئی اور سفیدی سیاہی میں بدل گئی

دربیانِ خطبہ خواندن علی المرتضیٰ رضؓ درشہر کوفہ

علیؓ المرتضیٰ در شہر کوفہ
بروزِ جمعہ چون مے خواند خطبہ

کوفہ کے شہر میں علی مرتضیٰؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے

بہ منبر بُود آن شاہ ایستادہ
بدستش بُود قرآنے کشادہ

وہ منبر پر کھڑے ہوئے تھے اُن کے ہاتھ میں قرآن کھلا ہوا تھا

بہ مجمع وعظ مے فرمود وارشاد
کہ ناگہ ازمیان شخصے بہ استاد

وہ اجتماع کو وعظ فرمارہے تھے کہ اچانک درمیان میں سے ایک شخص اٹھا

بگفت اے ابن عم اے پیشوائم
جوابم دہ سوالے از تو دارم

اور کہا، اے میرے چچا کے بیٹے، اے میرے پیشوا، میرے ایک سوال کا جواب مجھے دے دیں

تو بُودی خویش و دامادِ پیمبرؐ
کنون ہستی امیر ما و رہبر

تم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے قریبی رشتہ دار اور داماد تھے اور اب ہمارے امیر ورہبر ہو

بگو از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیرون ز قرآن
چہ داری اے شہنشاہِ جہانبان

قرآن کے علاوہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے تیرے پاس اے شاہنشاہِ جہاں کچھ اور چیز ہے؟

علیؓ گفتا قسم بر این کلامم
بجز مصحف دگر چیزے نہ دارم

حضرت علیؓ نے کہا اس کلام کی قسم، قرآن کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے

ہمین قرآن ز احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یادگار است
کلامِ خالق پروردگار است

یہی وہ قرآن ہے جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یادگار ہے اور یہی خالق و پروردگار کا کلام ہے

بغیر از این دگر علمے نہ دارم
برین قرآن ز جان و دل نثارم

اس کے علاوہ میں کوئی اور علم ❶ نہیں رکھتا اس قرآن پر میں دل وجان سے نثار ہوں

علی خود این چنین گفت اے عزیزان
سرِ خود کرد خم او پیشِ قرآن

اے عزیزو! حضرت علیؓ نے خود یہ بات کہی اس نے اپنا سر قرآن کے آگے خم کیا

بُوَد بس بے نصیب از نورِ ایمان
کسے کو گفت منسوخ است قرآن

وہ شخص نورِ ایمان سے بے بہرہ ہے، جو کہتا ہے کہ یہ قرآن منسوخ ہو چکا ہے ❷

چہ گونہ دوستدارِ مرتضیٰؓ شد
چور و گردان ز شرعِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شد

وہ شخص کس طرح مرتضیٰؓ کا دوست ہوا جو کہ شرع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روگرداں ہوا ❸

کنی با این کسان گر ہمنوائی
ز دوزخ ہیچگہ بیرون نیائی

اگر تم ایسے لوگوں کے ہمنوا ہو گئے تو دوزخ سے ہرگز باہر نہیں نکل سکتے

---

❶ ایک خاص فرقے کے باطنی علم کی طرف اشارہ ہے۔ ❷❸ ایک خاص فرقے کے عقائد کی طرف اشارہ ہے۔

وصیّتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ فاطمہ زہراؓ

یَافَاطِمَۃُ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ وَلَا تَتَّکِیْ بِشَفَاعَتِیْ۔

(حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؓ کو وصیّت)

اے فاطمہ عمل کر، عمل کر، اور صرف میری شفاعت پر تکیہ مت کرو۔ (مشکوۃ)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفیٰ روزے بدختر
بگفت اے فاطمہ اے نیک اختر

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنی بیٹی سے کہا اے فاطمہؓ! اے نیک اختر

عمل کن اجرِ آن یابی بہ عُقبیٰ
مباش از غافلان اے جانِ بابا

عمل کر کہ اس کا اجر عقبےٰ میں ملے گا اے جان پدر غافلوں میں سے مت ہو

نباشی مثل پورِ نوحؑ گمراہ
نسب دردین نیرز دیک پرِ کاہ

نوحؑ کے بیٹے کی طرح گمراہ مت ہو نسب کی حیثیت اسلام میں گھاس کی پتی کے برابر بھی نہیں

بہ نزدِ حق بوَد آنکس نکو نام
کہ باشد عابد و پابندِ احکام

اللہ کے نزدیک وہی نیک نام ہے جو عبادت گذار ہو اور پابندِ احکام ہو

نہ بینی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوید بہ زہراؓ
عمل کن من نیم ضامن شمارا

تو نہیں دیکھتا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زہراؓ سے کہتے ہیں عمل کرو۔ میں تمھارا ضامن نہیں ہوں

تو می دانی کہ زہراؓ خود کہ بودست
بہ نزدِ حَق ورا رُتبت چہ بودست

تو جانتا ہے کہ زہراؓ کی خود حیثیت کیا ہے اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ کیا ہے

علی المرتضیٰؓ را عزت از او است
برائے آلش ہم سید از او است

علی مرتضیٰؓ کی عزت انھی سے ہے انھی کی اولاد کے لیے سیادت ہے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ را اُو نورِ عین است
مہین پورش حَسن بعدش حسین استؓ

وہ رسول اللہ کی نورِعین ہیں ان کے بیٹے حسنؓ اور حسینؓ بزرگ ہیں

چو محتاجِ عمل خود فاطمہؓ بُود
خلاصی زین دِگر شخصے کُجا بود

جب حضرت فاطمہؓ کو بھی عمل کی ضرورت ہوئی اور کسی کو اس سے کیا خلاصی مل سکتی ہے

ہمان زوجش علی المرتضیٰؓ ہم
صلوۃ و صوم رامی داشت قائمِ

اُن کے شوہر علی مرتضیٰؓ بھی نماز و روزہ کے پابند تھے

بہ مکہ بہرِ حج رفتے بہ ہر سال
نہ کردے در عبادت کسل واہمال

ہر سال حج کے لیے مکہ جاتے تھے اور عبادت میں قطعاً سستی نہ کرتے تھے

دورونِ مسجدِ کوفہ سحرگاہ
شہیدِ خنجرِ دشمن شد آن شاہ

صبح کے وقت کوفہ کی مسجد کے اندر وہ ہستی دشمن کے خنجر سے شہید ہو گئے

حسین ابن علیؑ چون گشت قیدی
بہ دستِ آن پلید ان یزیدی

حسینؑ ابن علیؑ جب یزید کے ناپاک آدمیوں کے ہاتھوں قید ہو گئے

بگفتا من دوگانہ مے گزارم
ازان پس سر بہ خنجر مے سپارم

انھوں نے کہا کہ میں دوگانہ نماز ادا کرلوں اور اس کے بعد سر کو خنجر کے سپرد کر دوں گا

نہ غافل از نماز آن پُر ہنر بُود
ستادہ بر سرش ملعون شمر بُود

وہ برگزیدہ بندے نماز سے غافل نہ تھے اگرچہ سر پر شمر ملعون کھڑا ہوا تھا

نہ زین العابدین و شاہِ باقر
ز شرعِ مصطفٰے بودند مُنکر

زین العابدینؑ اور ان کے بیٹے باقرؑ جناب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع کے منکر نہ تھے

نہ از جعفر روایت اینچنین است
نہ این کارِ شہانِ فاطمین است

نہ حضرت جعفر صادقؑ سے ایسی روایت ہے فاطمی بادشاہوں [1] کا بھی یہ طریقہ نہیں تھا

---

[1] نزاری فرقے کی طرف اشارہ جو ارکانِ اسلام کو نہیں مانتے۔

کہ الازہر زایشان یادگار است
بہ مصر این جامع شان بر قرار است
کہ ان کی یادگار جامعۃ الازہر ❶ ہے اور مصر میں یہ جامعہ موجود ہے

مگر چُون یافت تختِ شہر یارے
حسن ابن محمد رودبارے
لیکن جب حکومت کی زمام حسن بن محمد ❷ رودباری کو ملی

بگفتا سِیَّدم آلِ نزارم
امامِ وقتم اکنون آشکارم
اس نے کہا کہ میں سید ہوں آلِ نُزار ہوں میں امامِ وقت ہوں اور ظاہر ہوں

نہ سید بُود ونے آلِ علیؓ بود
مگر بہر امامت مدّعی بُود
نہ وہ سید تھا اور نہ علیؓ کی اولاد میں سے تھا ❸ صرف امامت کا مدعی تھا

بگفتا شرع را کردیم باطل
کنون احکامِ قرآن اند عاطل
اس نے کہا کہ میں نے شرع کو باطل کر دیا اب احکام قرآن معطل ہو گئے (نعوذ باللہ)

نباید داد طول این ماجرا را
کہ باشد موجب رنج اَحبّا
اس بات کو طول دینے سے کیا فائدہ کیونکہ اسی سے احباب کو رنج ہو گا

---

❶ مصر کا مشہود دینی مدرسہ۔ ❷ نزاریوں کے امام حسن بن محمد (۱۱۶۲۔۱۱۶۶ء) ❸ تاریخ جوینی۔

فی الموعظت والمعذرت

(الف) وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝۸۵

(سورۃ آل عمران، آیت: ۸۵، پارہ نمبر: ۳)

(ب) اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ قف

(سورۃ آل عمران، آیت: ۱۹، پارہ نمبر: ۳)

نصیحت اور معذرت کے بیان میں

(الف) ترجمہ: جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا، تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا، اور آخرت میں وہ ان لوگوں میں شامل ہو گا جو سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔

(ب) ترجمہ: بے شک (معتبر) دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

به آخر بهرِ حق بشنو برادر
کلامِ کس ز قرآن نیست بهتر

آخر میں اللہ کے واسطے سن اے بھائی۔ کسی کا کلام اللہ کے کلام سے بہتر نہیں ہے

بدستِ ماست فرمانِ خداوند
دگر فرمان چه جویم اے هنر مند

ہمارے پاس تو اللہ کے احکام ہیں پھر کسی دوسرے کے احکام کی جستجو کیوں کریں

مکن انکار از احکام باری
مشو از ملحدان رود باری

اللہ کے احکام سے انکار مت کر رود باری ملحدوں [1] میں سے مت ہو

[1] (نزاری فرقہ)

عمل آنگہ بود مقبولِ رحمان
کہ باشد عاملش شخصے مسلمان

اللہ کو عمل اس وقت قبول ہوگا جب اس کا کرنے والا مسلمان ہوگا

کند گر کافرے پرہیز گاری
نباشد جنتی اوہست ناری

اگر کافر پرہیز گار ہوگا تو بھی وہ جہنمی ہوگا جنتی نہ ہوگا

توئی منکر چو ازارکانِ اسلام
چگو نہ خویش را مسلم کنی نام

جب تو ارکان اسلام سے منکر ہے ❶ تو تُو اپنا نام مسلم کیوں بتلاتا ہے

خدا را از گمان برتر بدانید
نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را شافعِ محشر بدانید

خدا کو اپنے گمان سے برتر سمجھو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شافع محشر سمجھ لو۔

نباشد بعد احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کس پیمبر
بَود دینش مروج تابہ محشر

احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے اُن کا دین محشر تک قائم رہے گا

بجز احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دگر کس را گزیدن
بَود در آتش دوزخ خزیدن

احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کسی اور کی پیروی کرنا جہنم کی آگ میں گھسنے کے برابر ہے

---

❶ شعر ۱۳۸ دیکھئے۔

نماز و روزہ را قائم بدارید
بجز کعبہ دگر جاحج مخوانید

نماز اور روزہ کو قائم رکھ کعبہ کے سوا کسی اور جگہ کا حج مت کر

مساجد را ہمہ آباد دارید
ز بانگ پنجوقت دلشاد دارید

سب مسجدوں کو آباد رکھ پانچ وقت کی اَذان سے دل کو خوش رکھ

بہ پرہیز یداز کذب و زغیبت
خدا را ہست ازیں عادات نفرت

جھوٹ اور غیبت سے پرہیز کر اللہ کو ان عادات سے نفرت ہے

زنا و سرقہ افعالِ شیاطین
بہ قرآن است براین ہر دو نفرین

زنا اور چوری شیطانوں کے افعال ہیں قرآن میں اِن دونوں پر نفرین ہے

ازین ہا خویشتن را دور دارید
ز ایمان قلبِ خود معمور دارید

ان سب سے اپنے آپ کو دور رکھ اور اپنے قلب کو ایمان سے معمور رکھ

کنم بر این کنون ختمِ کلامم
بہ جملہ مومنان باد اَلسّلامم

میں اس پر اپنا کلام ختم کرتا ہوں تمام مومنوں کو میرا اسلام پہنچے

نوشتم چند اوراقِ پریشان
ز بیمِ نکتہ چینانم ہراسان

میں نے یہ چند پریشاں اوراق لکھے ہیں اور نکتہ چینوں کے ڈر سے ہراساں ہوں

اُمیدم ہر کہ خواند این مقالہ
نگیرد خردۂ بر ایں رسالہ

امید کرتا ہوں کہ جوان اشعار کو پڑھے گا وہ اس مجموعہ میں عیب تلاش نہیں کریگا

نہ از شیرازونے از شہر جامم
بہ کوہستان یکے نومشق و خامم

میرا تعلق نہ شیراز سے ہے اور نہ جامی کے شہر جام سے میرا تعلق کوہستان سے ہے اور میں نو آموز ہوں

خداوند اگناہانم بہ بخشائے
مرا راہِ رضائے خویش بنمائے

اے اللہ میرے گناہوں کو بخشدے اور مجھے اپنی رضا کا راستہ دکھلا (آمین)۔

خاتمہ

در تفسیر آیت شریفہ:

اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ ۚ
فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ

(سورۃ النساء، آیت:۵۹، پارہ نمبر:۵)

خاتمہ

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہو، ان کی بھی۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اگر واقعی تم اللہ اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کے حوالے کر دو۔

خدا گوید کہ فرض است برشمایان
بجا آوردنِ احکام سبحان

اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کا بجالانا

ازان پس گوش کُن قولِ پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ ہست اُو شافعت در روزِ محشر

اس کے بعد رسول اللہ کا فرمان قابلِ توجہ ہے کہ وہی روزِ محشر میں شفاعت کریں گے۔

پس ازین دو شنو حکم شہان را
کہ حق داد ایست با ایشان جہان را

ان دونوں کے بعد حاکموں کی بات سنو کہ اللہ نے ان کو حکمرانی عطا کی ہے

بہ شد مخصوص حکم از لفظِ منکم
کہ تادر آں نباشد بحثِ مردم

ان کے لیے منکم کا لفظ مخصوص ہے تا کہ اس کے متعلق لوگوں میں بحث نہ ہو

کہ یعنی حکمِ شاہانِ مسلمان
بجا آرید اے اصحابِ ایمان

یعنی کہ مسلمانوں کے بادشاہوں کا حکم اہل ایمان کو ماننا چاہیے

ولیکن گر نزاعے گشت پیدا
میانِ شہر یاران ورعایا

اور اگر بادشاہوں اور رعایا میں اختلاف پیدا ہو جائے

دعاوی برُد باید پیشِ قرآن
ز قولِ مصطفٰی جوئید برہان

تو دونوں کے دعووں کو قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے اقوال کی کسوٹی پر جانچنا چاہیے

قوی باشد اگر جنبِ رعایا
رضا برقولِ حق حکم است شہ را

اگر رعایا کا دعویٰ صحیح ہے تو بادشاہ کو اللہ کا حکم ماننا چاہیے

دلے از قولِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاز قرآن
نباشد گر مخالف حکم شاہان

اور اگر بادشاہوں کا حکم، قرآن پاک اور اقوال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہیں ہے

ازان سرکش بود از شرع طاغی
بہ قرآن است حکم قتل باغی

پھر اس کو نہ ماننے والا باغی ہے اور قرآن کی رو سے باغی کو قتل کر دینا چاہیے

خدا گفت فتنہ را از قتل بد تر
نباشی فتنہ جَو ہر گز برادر

اللہ نے فتنہ کو قتل سے بد تر کہا ہے اس لیے اے بھائی جان ہر گز فتنہ پسند مت بنو۔

خدا داد ست تُراشا ہے مسلمان
رعایا پرور وعادل جہانبان

اللہ نے تجھ کو مسلمان بادشاہ دیدیا ہے، جو رعایا پر مہربان اور منصف مزاج ہے

بکن شکرِ خدا شام و سحر گاہ
دُعا کن بہرِ عمر و جاہِ آن شاہ

تو صبح وشام اللہ کا شکر ادا کر اور اس بادشاہ کی عمر اور عزت کے لیے دعا کر

دعـــا

خدایا شاہِ مارا زندہ داری
بہ تختِ شاہیش پایندہ داری

اے خدا ہمارے بادشاہ کو زندہ رکھ اس کو اپنے تخت شاہی پر مستحکم رکھ

برائے فیض بخشی بر رعایا
تو اُو را ہمچو خور تابندہ داری

اپنی رعایا پر مہربانی کرنے کے لیے تو اس کو سورج کی طرح چمکتا ہوا رکھ

بدہ خدّام اورا جاہ و عزت
عدو را دائما شرمندہ داری

اس کے ماتحتوں کو عزت و مرتبہ دے اس کے دشمن کو ہمیشہ شرمندہ رکھ

خداوندا بہ فضل خویش مارا
بحکمِ شاہِ خود پویندہ داری

اے اللہ اپنے فضل سے ہم کو اپنے بادشاہ کا فرمانبردار رکھ

خدا یا تا مراداری درین دار
رضائے شاہ را جویندہ داری

اے اللہ تو جب تک مجھے دنیا میں رکھے تو بادشاہ کی خوشنودی چاہنے والا رکھ

ستانی جانِ من در خدمتِ اُو
رضایش دہ مرا تازندہ داری

اس کی خدمت میں میں اپنی جاں لگادوں تو جب تک مجھے زندہ رکھے مجھے اس کی رضا عطا کر

(آمین)

تحفۃ الأبرار

نتیجۂ فکر

ہز ہائی نس محمد ناصر الملک

سابق والئ چترال

ترجمہ: سید تنظیم حسین (مرحوم)

ناشر: قاری فیض اللہ چترالی

مکتبہ امام محمد و مدرسہ امام محمد ایف بی ایریا
بلاک ۲۲، کراچی پاکستان

پیشکش

ایں رسالہ از راہِ عقیدت بہ ارواحِ طیّبہ شہدائے راہِ حق پیشکش می نمایم کہ بہ معیّتِ چراغِ دُود مانِ مصطفوی ،وارثِ کمالاتِ مرتضوی ،غوث صمدانی ،محبوب سبحانی حضرت سید احمد الشہید بریلوی کہ درمعرکہ باجنود رنجیت سنگھ درعلاقہ ہزارہ جامِ شہادت نوشیدند۔

ترجمہ: میں دلی عقیدت کے ساتھ اس رسالے کا انتساب راہِ حق کے ان شہدائے کرام کے پاک ارواح کے نام کرتا ہوں۔جنہوں نے خاندانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چشم و چراغ ،حضرت علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) کے کمالات کے وارث غوث صمدانی اور محبوبِ سبحانی حضرت سید احمد بریلوی کی معیت میں ہزارہ کے علاقہ میں رنجیت سنگھ کی فوجوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

یاالٰہ العالمن غفارِ من
یاروٴف رب یاستار من

اے اِلٰہ العالمین اے میرے غفار اے روٴف! اے رب! اے میرے ستار!

حکمرانِ کل توئی اے ذوالجلال
بر تر از وہم و گمان و از خیال

اے ذوالجلال اے قادرِ مطلق اے وہم وگمان وخیال سے برتر

انبیاء جملہ غلامانِ درت
اولیاء ہم کمترین چاکرت

جملہ انبیاء تیرے در کے غلام ہیں اور اولیاء تیرے ادنی ملازم ہیں

از رگِ گوشم توئی نزدیک تر
استعانت پس چہ جویم از دگر

جب تو میرے کان سے بھی زیادہ قریب ہے تو میں کسی اور سے کیوں مدد مانگوں

نیست جز تو واقفِ اسرارِ غیب ❶
ز انبیاء واولیاء بے شک و ریب

تیرے سوا کوئی غیب کے بھیدوں سے واقف نہیں بلا شک وشبہ انبیاء واولیاء بھی

---

❶ علمِ غیب۔

لیک آنقدرے کہ اطلاعش دھی
بر رموزِ غیب ابلاغش دھی

ہاں مگر جتنا کہ تو ہی ان کو بتلا دے یعنی ان کو غیب کی باتوں سے آگاہ کرے

کس شریکت نیست اے عالی جناب
ابن مریم ؑ یا کہ بت یا آفتاب

اے عالی جناب! تیرا کوئی شریک نہیں خواہ عیسیٰؑ ہوں یا کوئی بت ہو یا سورج ہو

شد کتابت مقتدائے اہلِ دین
زانتہائی غرب تا اَقصائی چین

انتہائے مغرب سے انتہائے مشرق تک تیری کتاب اہل دین کی رہنما بنی

اے مسلمان گیر جبل اللہ را
گم ز بےفکری تو کردی راہ را

اے مسلمان! تو اللہ کی رسی پکڑ لے تو اپنی غفلت سے راستہ سے بھٹک گیا ہے

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ شہ و سردارِ من
مقتدایم احمد مختارِ من

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ! اے میرے سردار اے مرے مقتدا! اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مختار!

آخرین انبیاء میرِ عرب
شاہِ عالی مرتبت والانسب

اے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اے میرِ عرب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اے عالی مرتبہ اور عالی نسب والے!

نعرہ توحید در عالَم زدی
شرک و جہل و کفر را برہم زدی

تو نے دنیا میں نعرہ توحید بلند کیا شرک و جہل و کفر کو تتر بتر کر دیا

تو زِ خالق یافتی قرآن را
شد شرف از ذاتِ تو انسان را

تجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا اور انسان کو تیری ذات سے شرف ملا

از حدیثت کشف شد رمزِ کتاب
شافعِ امت توئی روزِ حساب

تیری حدیثوں سے قرآن کے رموز کھلے قیامت میں تو ہی شافعِ اُمت ہوگا

با محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت حق اندر کلام
دادہ اَم کوثر ترا اَے نیک نام

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے نیک نام! ہم نے تجھے کوثر عطا کی ❶

مسلمان! تو غوطہ زن درکوثری
پس ز دیگر کس چہ جوی رہبری

اے مسلمان تو اس کوثر میں غوطے لگا کسی اور رہبر کی تجھے کیوں تلاش ہے

---

❶ قرآن پاک۔

در صفت مِقتدایانِ اسلام

بانبی ﷺ صدیقِ اکبر یار بود
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ بود

صدیق اکبرؓ نبی کریم کے دوست تھے وہ غار میں اُن کے ساتھ دوسرے تھے(۱)

باش چون صدیق اندر راستی
دُور کن از خود کجی و کاستی

توصدیقؓ کی طرح راستی اختیار کر اپنے اندر سے کمی اور کجی دور کر

پس تو ہم صدیق این دوران شوی
در زمانہ سایۂ یزدان شوی

توبھی اپنے زمانہ کا صدیقؓ بن جا اور زمانہ میں اللہ کا سایہ ہوجا

ثانیش ابن خطابِ باوفاق
فاتحِ مصر و فلسطین و عراق

آپ ﷺ کے دوسرے دوست عمرؓ ابن خطاب تھے، جو مصر و فلسطین و عراق کے فاتح تھے

فرق کن در خیر و شر مثل عمرؓ
تا توہم فاروق باشی اَے پسر

توبھی عمرؓ کی طرح خیر وشر میں تمیز کرتا کہ تو بھی عمرؓ کی طرح تمیز کرنے والا ہوجائے

ہمچو عثمان ؓ باش در حِلم و حیا
گر ہمی خواہی کہ باشی رہنما

عثمانؓ کی طرح حلیم و حیاء دار ہوجا اگر تجھے خواہش ہے کہ رہنما بن جائے

از علیؓ آموز تسلیم و رضا
ہم زدن شمشیر ہنگامِ دغا
علیؓ سے تسلیم ورضا کے ساتھ ساتھ دورانِ جنگ میں شمشیر زنی بھی سیکھ

در جہان تابی تو چون بدر الدجیٰ
شیرِ حق باشی و شمشیرِ خدا
تا کہ تو چودھویں کے چاند کی طرح چمکے اور شیر خدا اور شمشیرِ خدا ہو جائے

زندہ گردد مِلّتت اَے یارِ من
گر کنی تقلیدِ ایثارِ حسنؓ
اے میرے دوست تیری قوم زندہ ہو جائے اگر تو حسنؓ کی تقلید کر لے

سہل داں ہمچوں حسینؓ اندر فتن
جانِ خود را بھرِ ملت باختن
اور حسینؓ کی طرح فتنوں میں آسان سمجھ لے۔ملت کی خاطر جان کی بازی لگانا

تاز خونِ سُرخت از خاکِ وطن
گل دمدھر سوچو ریحان وسمن
تا کہ تیرے سرخ خون سے وطن کی زمین سے ریحان وسمن کی طرح ہر طرف پھول کھلیں

بھرِ تو اے پیرَوِ دین مبین
شیوہَ پاکان بود حَبلُ المتین
اے دینِ مبین کے پیرو! تیرے واسطے صالحین کا شیوہ مضبوط رسی کی طرح ہے

دریادِ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ

اے قلم بنویس حالاتِ شہے
ثانیش پَیدا نہ شد بعدش کسے

اے قلم تو اس بادشاہ کا حال لکھ جس کے بعد اس کا ثانی پیدا نہ ہوا

ہندیانِ خفتہ رابیدار کرد
بندگانِ نفس را احرار کرد

سوئے ہوئے ہندیوں کو اس نے بیدار کیا نفس کے بندوں کو اس نے حُرّیت پسند کر دیا

خونِ خودرا در کہ و کھسار ریخت
لیک بیخ حریت درہند بیخت

اس نے اپنا خون پہاڑیوں اور کہساروں میں بہایا اور اس طرح ہند میں آزادی کی بنیاد ڈالی

اے ذبیح اللہ اسمٰعیل ما
شد ندِ ایت صورِ اسرافیل ما

اے ذبیح اللہؑ اے میرے اسمٰعیل! تیری آواز میرے لیے صورِ اسرافیل ثابت ہوئی

در رہِ حق تیز چون بشتافتی
ہادیؔ دَورانِ خود را یافتی

راہِ حق میں تو تیزی سے آگے بڑھا اور اپنے زمانہ کے ہادی [1] کو پالیا

---

[1] حضرت سید احمد شہیدؒ۔

شرک و بدعت رازِ بُن بر کندۂ
گلشن دین را طراوت دادۂ

شرک وبدعت کوتونے جڑ سے اکھاڑ دیااوراس طرح دین کے باغ کوتونے تازگی بخشی

ہمچو مجنون خویشتن را سوختی
شیوۂ عشاق نجد آموختی

تونے مجنون کی طرح اپنے آپ کوجلایااورنجد کے عاشقوں کاطریقہ سیکھ لیا

اندراں وقتے کہ در ہندوستاں
سنت اندر ابرِ بدعت بُدنہاں

اس وقت جبکہ ہندوسان میں بدعت کے بادل میں سنت پنہاں تھی

گفت اسمٰعیل معبودم خداست
پیشوائے من محمد مصطفےٰ است

اسمٰعیل ❶ نے کہا کہ میرامعبود خداہےاورمیراپیشوامحمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

ترک بہ رسمے کہ در اسلام نیست
گم بہ آں شیوہ کہ در احکام نیست

ان رسموں کاترک کرنا بہتر ہے جواسلام میں نہیں ہیں اسی طرح اُس شیوہ کوبھی ترک کرنا چاہیے جوخلافِ احکام ہے۔

صرف کردہ بیہُدہ دولت چرا
مے خری خسران تو اندر دوسرا

تو دولت کوکیوں بیکارضائع کررہاہےاوردنیاوآخرت میں نقصان اٹھارہاہے

---

❶ شاہ اسمٰعیل شہید۔

شرک را در دین احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راہ نیست
برتر از مشرک کسے گمراہ نیست

دین احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں شرک کی کوئی گنجائش نہیں مشرک سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں

شرک اندر علم و اندر اختیار
شاہر اہست جانب دار البوار

اللہ تعالیٰ کے علم اور اختیار میں کسی کو شریک ٹھہرانا دوزخ کی جانب ایک شاہراہ کے مترادف ہے

حاجتِ خودرا تو از خالق بجوئی
قبر کئے کس رابہ بخشد آبروئی

تو اپنی حاجتوں کے لیے اللہ سے رجوع کر قبر ❶ کب کسی کو عزت دے سکتی ہے

آن نداند تا مگس راندز جا
پس بگیر عبرت زاحکامِ خدا

وہ تو مکھی کو بھی اپنے اوپر سے نہیں اڑا سکتے لہذا اللہ کے احکامات سے عبرت پکڑیں

تو دریں گفتار اندر شک مماں
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى بخواں

تو اس معاملے میں تردّد میں مت رہو کیونکہ قرآن پاک میں اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى کا حکم ہے، جس کا پڑھنا تیرے لیے لازمی ہے۔

---

❶ قبر پرستی کی طرف اشارہ ہے۔

دربیانِ بدعات

صورتِ اسلام از جہل عوام
سر بسر شد مسخ اے عالی مقام

جاہل عوام کی وجہ سے اسلام کی صورت اے عالی مقام! بالکل مسخ ہوگئی

دُختراں محروم از ارثِ پدر
برخلافِ حکمِ حق اے پُرہنر

لڑکیوں کو باپ کے ترکہ سے محروم کردیا گیا یہ سب اللہ کے حکم کے خلاف ہوا

مالِ مسلم بیہُدہ گردد تلف
زانکہ پابندِ رسوم است ناخلف

مسلمان کی دولت بیہودگیوں میں برباد ہوجاتی ہے کیونکہ نااہل اولاد پابند رسوم ہوتی ہے

مِلّت از بے اتفاقی منتشر
جملہ از رمزِ اخوت بے خبر

ملت نااتفاقی سے منتشر ہورہی ہے کیونکہ سب کے سب اخوت کی اہمیت سے بےخبر ہیں

مسلم از منشائے دیں آگاہ نیست
واقفِ فرمانِ اِلَّا اللّٰہ نیست

مسلمان دین کے منشا سے آگاہ نہیں ہیں اور اللہ کے احکامات سے واقف نہیں ہیں ❶

قبر ہارا ساختہ معبودِ خود
طالب از قبرست ہر بہبودِ خود

قبروں کو اپنا معبود بنالیا ہے اور ان سے مرادیں مانگی جاتی ہیں۔ ❷

---

❶ علمِ غیب۔ ❷ اولیاء کی قبور۔

باورت ناید سوئے اجمیر رَو
یا تو در حضرت بل کشمیر رَو
اگر یقین نہ ہوتو اجمیر یا حضرت بل ❶ جا کے دیکھ لے

بُت پرستی آشکار امی کنند
پیشِ بُت عجز و مدا رامے کنبد
کھلم کھلا بت پرستی کرتے ہیں یعنی بتوں کے سامنے گڑ گڑا کر دعا مانگتے ہیں

سجدۂ غیرِ خدا نبود رَوا
لیک در اجمیر بین این کفر را
غیر اللہ کے آگے سجدہ جائز نہیں ہے لیکن یہ سب کفر اجمیر میں جا کے دیکھ لے

کردہ قبر خواجہ را چوں سومنات
مشرک آنجا طالبِ راہِ نجات
خواجہؒ کی قبر کو سومنات بنالیا ہے مشرکوں کی طرح وہاں نجات طلب کی جاتی ہے

شاہِ چشتی سید الابرار بُود
اُو ز شِرک و کفرِ تو بیزار بود
حضرت چشتیؒ نیکوں کے سردار تھے وہ تیرے شرک و کفر سے بیزار تھے

شَیْئًا لِلّٰہِ شیخ عبدالقادر را
گشت وردِ قوم نادان برملا
شَیْئًا لِلّٰہ ❷ شیخ عبدالقادر نادان قوم کا وظیفہ ہوکر رہ گیا

---

❶ کشمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت گاہ۔

❷ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں لوگوں کا ورد۔

شاہِ جیلانی امام المتقین
ہست بیزار اُوز مشرک بالیقین

حضرت جیلانیؒ امام المتقین تھے وہ یقیناً ایسے شرک سے بیزار ہیں

در غنیہ تو بخواں اَقوالِ اُو
منکشف گرد دبہ تو احوالِ اُو

غنیۃ [1] میں ان کے اقوال دیکھ لو تاکہ ان کی صحیح تعلیم سمجھ میں آئے

فاتحہ مسنون بود نزدِ قبور
گرز بدعت خویش را دارید دُور

تو فاتحہ کو قبر کے نزدیک مسنون سمجھو اگر تو بدعت سے بچنا چاہتا ہے

ورنہ گر غرقِ محیطِ بدعتی
بہرِ ملت باعثِ صد ذِلتی

ورنہ اگر بدعت کے سمندر میں غرق ہے، تو پھر ملت کے لیے ذلت کا باعث ہے

---

[1] غنیۃ الطالبین۔

شیعوں کی بدعتیں

شیعیاں بدعات زین بد تر کنند
مرتضیٰ راز انبیاء بر تر کنند

شیعہ اس سے زیادہ بری بدعتوں میں گرفتار ہیں یعنی علیؓ کو نبیوں سے برتر مانتے ہیں

کربلا رفتن بہ فکرِ این فریق
بہتر از حج کردنِ بیت العتیق

اُن کے نزدیک کربلا کی زیارتِ حج بیت اللہ سے بہتر ہے

برملا گویند مہدی درجہاں
حاضر و ناظر بَود در ہر مکاں

شیعہ صاف صاف کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں

ہست ایں شرکِ جلی اے محتشم
شرک ازیں بگذشتہ دیگر نیست ہم

یہ عقیدہ کھلا ہوا شرک ہے اس سے زیادہ شرک کسی زمانہ میں نہیں ہوا

فرقۂ شیعہ بَود انساں پرست
ورنہ این خاکِ شفا بھرِ چہ ہست

شیعوں کا فرقہ انسانوں کو پوجنے والا ہے ورنہ یہ خاکِ شفا[1] کس لیے ہے

---

[1] کربلا کی مٹی۔

تعزیہ راداں توچوں لات و منات
تعزیہ بردار کے یا بدنجات

توتعزیوں کولات ومنات کی طرح سمجھ لےتعزیہ برداروں کی کبھی نجات نہ ہوگی

بانئے بدعات بُودند شیعیان
پیر وِشاں گشتہ بعضے سُنیاں

بدعات کے بانی شیعہ ہوئے ہیں ان کی پیروی کچھ سنی بھی کرنے لگے ہیں۔

مرزائیوں کے مذہب کے متعلق

بشنوا کنوں گویمت از قادیاں
مرکزِ تفریق بَین موموناں

اب میں تجھے قادیان کے متعلق بتلاتا ہوں جو مسلمانوں کے درمیان تفریق کا مرکز ہے

میرزا خود را نبی مشہور کرد
سرزمین ہند را پُر شور کرد

مرزا نے خود کو نبی مشہور کیا ہندوستان میں ایک شور برپا ہو گیا

برخلافِ گفتۂ پرروردگار
کرد دعوائے نبوت آشکار

اس نے اللہ کے فرمان کے خلاف اپنی نبوت کا دعویٰ پیش کیا

یَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ گفتست اِلٰہ
پس نبی را بعد احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیست راہ

اللہ نے تو یوم اکملت لکم [1] فرمایا یعنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

آنچہ مرزا گفت دگرہا گفتہ اند
گوہرِ معنی بہ از اُو سفتہ اند

جو کچھ مرزا نے کہا وہ اوروں نے بھی کہا ہے بلکہ اوروں نے اس سے بہتر موتی پروئے ہیں

قولِ خویش گرچہ صدا اندر صداست
از غزالی یاز سید احمد است

اس کی بات ایک صدائے بازگشت ہے، جو اس نے غزالیؒ یا سید احمدؒ سے مستعار لی ہے

---

[1] آج کے دن تمھارے لیے تمھارے دین کو میں نے کامل کر دیا: ۵/ ۳

نزدِ اُو از غرب تا اقصائے چین
گشتہ اند کافر گروہِ مسلمین

اس کے نزدیک مغرب سے مشرق تک سب مسلمان کافر ہو گئے ہیں

زانکہ ننہادن سر بردر گہش
خبطیش گفتند و مردِ گمرہش

جس نے اس کے در پر سر نہیں جھکایا اس کو اس نے خبطی اور گمراہ بتایا

گاہ کرشن گفت خود را گہ مسیح
مے نماید دعوایش ہزل و مریخ

اس نے خود کو کبھی کرشن کہا کبھی مسیحؑ اس کا یہ دعویٰ کس قدر مضحکہ خیز ہے

گفت ثناء اللہ بمیر داز و با
زاں مرض او خود بمرد اے باصفا

اس نے کہا کہ ثناء اللہ ❶ وبا سے مرجائیگا لیکن خود اس کی موت اس مرض سے واقع ہوئی

شد نکاحش درسما بادخترے
لیک در دنیار بودش دیگرے

آسمان پر (اس کے دعویٰ کے مطابق) اس کا نکاح جس عورت سے ہوا اس کو دنیا میں کوئی دوسرا لے اڑا۔

عقل گر دارید انکارش کنید
از مباحث سرد بازارش کنید

اگر تو سمجھ دار ہے تو اس کا انکار کر اور قیل وقال سے اس کا بازار ٹھنڈا کر

---

❶ ایک عالم دین جن کے متعلق مرزا نے پیشگوئی کی تھی۔

حکیم ناصر خسرو کے عقائد کے بارے میں

ناصرِ خسرو گرفتارِ امام
وحدتِ حق را انداند احترام

ناصر خسرو جو امامیہ میں سے ہے وحدت الٰہی کے احترام سے بے خبر ہے

چون نداند رمز ہائے امرِ "کن"
گوید او از عقل و نفسِ کل سخن

اسے کُنۡ کے حکم کے اسرار نہیں معلوم اس کی تمام گفتگو کی بنیاد عقل و نفس پر ہے

عقلِ کل گوید کہ نورِ مصطفیٰ است
نفسِ کل نورِ علی مرتضیٰ است

وہ نورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقلِ کل کہتا ہے اور نورِ علیؓ کو نفسِ کل بتلاتا ہے

گفت در زاد المسافر آن حکیم
ایں دو را یارانِ حق اندر قدیم

زادالمسافر میں اس فلفسی نے ان دونوں کو اللہ کا قدیم یار بتلایا ہے (نعوذ باللہ)

نزدِ او این ہر دو نور اندر ازل
یاوراں بودن باحق لم یزل

اس کے نزدیک یہ دونوں نورِ ازل ہیں جو اللہ لم یزل کے مددگار تھے (نعوذ باللہ)

خِلقتِ عالم ز حکم کردگار
کردہ اند ایں ہر دو نورِ نامدار

اللہ کے حکم سے ان دونوں نوروں نے عالم کی تخلیق کی ہے (نعوذ باللہ)

نورِ حق نورِ نبی نورِ امام
رنگِ تثلیث است اندر ایں نظام

اللہ کا نور نبی کا نور اور امام کا نور اس نظام میں تثلیث کا رنگ ظاہر کرتا ہے۔

مسلک اسلام توحید خدا است
راہِ تثلیث و مسلمانی جدا است

اسلام کا مسلک تو توحیدِ خالص ہے تثلیث اور اسلام کا راستہ جدا جدا ہے

کئے بُوَد حق راوزیرے یا مشیر
اوست خالق او بصیر است و خبیر

اللہ کا کب کوئی وزیر یا مشیر ہوسکتا ہے؟ وہ خالق ہے، بصیر ہے اور خبیر ہے

حکم کن داد است عالم شد پدید
نام آن دو نور در قرآن کہ دید؟

اس نے تو کن کہا اور دنیا پیدا ہوگئی ان دونوروں کا نام قرآن میں کہاں ہے؟

راہِ روشن دین اسلام است و بس
غیر از ایں جملہ اوہام است و بس

صرف اسلام کا راستہ روشن ہے اور اس کے علاوہ سب وہم وگمان ہے

بعض علماء سے متعلق شکایات اور اتباعِ سنت کا بیان

عالمان بعضے چو احبارِ یہود
غافل از فرمودۂ ربِّ الوُدود

بعض عالم یہودیوں کے راہبوں کی طرح اللہ کے احکام سے غافل نظر آتے ہیں

در پس پشت افگنند قرآن را
مے ندانند وقعتِ ایمان را

قرآن پاک کو انھوں نے پسِ پشت ڈال دیا ہے اور ایمان کی وقعت سے ناواقف ہیں

دیندار اند از روئے ریا
مغز ہا پُر نخوت و کِبر و ھَوَا

وہ مکاری سے دیندار نظر آتے ہیں ان کے دماغوں میں نخوت، غرور اور حرص بھری ہوئی ہے

نے سوئے گفتارِ نبوی ہوش شاں
نَے قیاسِ مجتہد در گوش شاں

نہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی پرواہ ہے نہ وہ مجتہد کے قیاس پر کان دھرتے ہیں

در ہوائے نفس خود افتادہ اند
بھرِ فتنہ ہر دمے آمادہ اند

وہ خود پرستی میں گرفتار ہیں ہر وقت فتنے کے لیے تیار رہتے ہیں

گرچہ پابندِ صلوٰۃ ہستند و صَوم
در دلِ شاں نیست دردِ دین و قَوم

اگرچہ وہ صوم وصلوۃ کے پابند ہیں لیکن ان کے دل میں ملت کا درد نہیں ہے

زُہدِ آنہا جز بہانہ ہیچ نیست
وعظ آنہا جز فسانہ ہیچ نیست

ان کی پرہیزگاری دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ان کا وعظ فسانہ کے سوا کچھ نہیں

در امورِ دین تو اے صاحب ہُنر
از ہمہ اول بہ قرآن کُن نظر

اے سمجھدار آدمی! تو دین کے معاملہ میں سب سے پہلے قرآن پر نظر ڈال

بعد ازاں بر خواں احادیثِ نبی ﷺ
گفتۂ احمد ﷺ بود وحی خفی

اس کے بعد احادیثِ نبوی کی طرف رجوع کر جن کی حیثیت وحی خفی کی سی ہے

گر معارض شد حدیثے با کلام
نیست بیشک گفتۂ خیر الانام

اگر حدیث اور قرآن میں تعارض نظر آئے تو وہ بلا شبہ نبی کا کلام نہیں ہے

پس ازیں دو باشد اجماعِ صحاب
بُد ضیائے شاں چومہ از آفتاب

اِن دونوں کے بعد صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے جن کی روشنی ایسی ہے جیسے چاند کی سورج سے

چارم آمد قولِ اہلِ اجتہاد
رحمتِ حق برہمہ پاکاں بیاد

چوتھی چیز مجتہدین کا قول ہے ان سب نیک بندوں پر اللہ کی رحمت ہو

عقلِ خود را پنجمیں رتبہ بِدِہ
لیک راہِ صالحاں از کف مِدہ

اپنی عقل کو پانچویں درجہ پر رکھ لیکن صالحین کے راستہ کو مت چھوڑ۔

شیوۂ اہلِ تسنّن ایں بَود
غیر ازیں راہے نہ اندر دیں بود

اہل سنت کا یہی شیوہ ہے اس کے علاوہ دین کا راستہ نہیں ہے

ظاہری درویشوں کی مذمتوں میں

در لباسِ فقر پُر از حرص و آز
بنگ نوش و چرس خورو بے نماز

درویشوں کے لباس میں حرص وآز کے بندے بھنگ اور چرس پینے والے یہ بے نمازی

غافل از قرآن و گفتارِ رسول ﷺ
پیر و بدعات و اطوارِ جھول

اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے غافل جاہلوں کے طور طریقہ والے بدعات کے یہ پیرو

مے شمارند خویش را از اولیاء
گرچہ ایشاں جاہل اند و بے حیا

اپنے آپ کو اولیاء میں شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ جاہل اور بے حیا ہیں

تانبا شد پیرَوِ شرعِ نبی ﷺ
کے تواند شد خدا دان وولی

نبی ﷺ کی شریعت کی پیروی کے بغیر کب کوئی ولی اور خدا شناس ہوسکتا ہے

زینہار از مکرِ شاں آگہ شوی
ورنہ از تقلیدِ شان گمرہ شوی

تو ان کی مکاریوں سے آگاہ ہوجا ورنہ ان کی تقلید سے گمراہ ہوجاؤ گے

بدعتی راہمچو سگ داں اے فتیٰ
گرچہ باشد او ز نسل مصطفیٰ

اے جوان تو بدعتی کو کتے کی طرح سمجھ لو چاہے وہ نبی ﷺ کے خاندان سے کیوں نہ ہو

امت کے سرمایہ داروں سے خطاب

مالِ دنیا جمع کردن لازم است
جمع توشہ کارِ مرد خازم است

مال و دولت جمع کرنا ضروری ہے آئندہ کی فکر کرنا دانشمندوں کا کام ہے

در جہاں بے مال و دولت زندگی
ایں زماں شرم است و بس شرمندگی

دنیا میں بے مال و زر جینا آجکل شرم و ندامت کے سوا کچھ نہیں

ذلت ما ایں زماں از غُربت ااست
از تہی دستی بہ پستی ملت است

آج کل ہم مفلسی کی وجہ سے ذلیل ہیں ملت کی پستی افلاس کی وجہ سے ہے

قوم گر بے مال و بے دولت بود
در جہاں کَے صاحبِ صَولت بُوَد

اگر قوم بے مال و دولت ہو گی تو دنیا میں کب اس کی ہیبت ہو گی

از اصولِ زندگی آگاہ باش
در تلاشِ مالِ عزّو جاہ باش

زندگی کے اصول سے واقف ہو جا مال، عزت و جاہ کی تلاش میں رہ

لیک راہِ صرفِ آن را نیز داں
گر بخواہی نامِ نیک جاوداں

لیکن اس کے خرچ کے طریقے بھی سمجھ لو اگر تو دنیا میں ہمیشہ کے لے نیک نامی چاہتا ہے

آن بیاموزی زا صحابِ رسول ﷺ

یا زاہلِ غرب بر خواں ایں اصول

یہ طریقے صحابہ کرامؓ سے سیکھیں یا یہ اصول اہلِ مغرب سے سیکھ لیں

ہمچو اہلِ بدعتِ دَور کہن

مال بر رسم عبث ضائع مکن

گذشتہ زمانہ کے بدعتیوں کی طرح بیہودہ رسموں پر مال مت ضائع کر

صرف کُن از بہرِ ملت سیم و زر

تاکنی پیدا بسے اہلِ ہنر

اپنی ملت پر مال وزر صرف کر، تا کہ بہت سے ہنر مند پیدا ہوں

بھرِ تعلیمِ غریبانِ وطن

انتظامے کرد باید جانِ من

اپنے وطن کے غریبوں کی تعلیم کے لیے اے مری جاں! انتظام کرنا چاہیے

قلبِ شاں از علمِ دیں پُر نور کُن

مغزِ شاں بر طرزِ نَو پُر شور کُن

اُن کے دل کو علمِ دین کے نور سے بھر دیں، نئی طرز پر ان کے دماغوں کو آراستہ کر

مالِ تو گر بذلِ بھرِ امت است

بر تو از خالق فر اواں رحمت است

تیرا مال اگر امت کی بہبود کے لیے ہے تو تجھ پر اللہ کی رحمت اور زیادہ ہوگی

بے قتالے تو مجاہد مے شوی

بہ زعا بدبہ ززاہدمے شوی

تو بغیر جنگ کے مجاہد ہو جائیگا عابد اور زاہد سے بہتر ہو جائیگا

جمع کُن ہم صرف کُن در راہِ حق

بالضرور از غربیات گیر ایں سبق

جمع بھی اور صرف بھی اللہ کے واسطے کر اس سبق کو تو مغرب والوں سے سیکھ لے۔

مالِ خود را مِلکِ جُملہ قوم داں

تاکہ بخشد ایز دت باغِ جناں

اپنے مال کو جملہ قوم کا مال سمجھ لینا تا کہ تجھے اللہ جنت کا باغ عطا کرے

اُمت کے حاجت مند افراد سے خطاب

محنت وصدق اے برادر بر گزیں
خویشتن را کُن نہ غمگین و حزیں

اے میرے بھائی! محنت اور دیانت سے کام لے رنجیدہ وغمگین ہونے کی ضرورت نہیں

جملہ غمہائے دلت اے سرفراز
با خدائے خود بگو اندر نماز

تو اپنی تمام پریشانیوں کی اے بلند اقبال نماز میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کیا کر۔

در دلِ خود تازہ کُن ایمان را
ہر سحر گاہان بخواں قرآن را

اپنے دل میں ایمان کو تازہ کر قرآنِ پاک کی تلاوت ہر صبح کر

کُن زن و فرزندِ خود را دیندار
ہست ایں حکم خدائے کردگار

اپنے گھر والوں کو دیندار بنا یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

متقی! چندے اگر در ذلّتی
نزد ربّ العالمین با عزّتی

نیک آدمی اگر کچھ وقت کے لیے ذلت میں ہوتا ہے تو اللہ کے نزدیک باعزت ہوتا ہے

ایں چنیں عزت مدہ از دستِ خود
گر ہمہ عالم چو دوزخ بر تو شد

ایسی عزت کو تو اپنے ہاتھ سے نہ گنوا، چاہے دنیا تیرے لیے دوزخ ہی کیوں نہ ہو جائے

باش باتقویٰ کہ جنّت جائےتُست
زیرِ ظلّ عرش رب ماوایَ تُست

تقویٰ اختیار کرتا کہ تیرا مقام جنت ہوجائے عرش کے سایہ میں خدا تیرا معین ہوجائے

سخت کوشش کُن میگوید خُدا
لَیسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

اللہ کہتا ہے کہ سخت جدو جہد کی جائے اور انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی۔

گرکنی گوش این نصیحت آبدار
بعد چندے خود شوی سرمایا دار

اگر اس نصیحت کو کان دھر کر سنو گے تو بہت جلد خود سرمایہ دار ہوجاؤ گے۔

مبلغینِ اسلام و فدایانِ ملّت سے خطاب

گر توئی شیدائے دین اے دوستدار
نذرِ جان وتن کُن اسمٰعیل وار

اے دوست دار! اگر تجھے دین سے محبت ہے تو اسمٰعیل ❶ کی طرح اپنی جان کو نذر کر دے

در رہِ حق بحرو بر پیمائی باش
پُرزِ سوز و ساز چون شہنائی باش

اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے خشکی و پانی ایک کر دے اور شہنائی کی طرح سوز و ساز سے پُر ہو جا

مے نہ بینی تو نصاریٰ را مگر
مے روندھر سو بلا خوف وخطر

کیا تو نصاریٰ کو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر جگہ بلا خوف وخطر چلے جاتے ہیں

کس بہ اِس کیمو کند تبلیغ دیں
کس بہ حبشی کس بہ اہلِ ہندو چیں

کوئی اسکیمو کو ❷ دین پیش کر رہا ہے؟ اسی طرح کوئی حبشیوں اور ہندو چین میں بھی دین کی پرچار کرتا ہے۔

در دلِ شاں نیست حُبّ مال وجاہ
بھرِ قومِ خود فنا بے اشتباہ

اُن کے دل میں مال وجاہ کی محبت نہیں ہے ء بلا شک وشبہ وہ اپنی قوم پر فنا ہیں

---

❶ حضرت اسماعیل شہیدؒ۔ ❷ بحر منجمد شمالی کے باشندے (اسکیمو)

ایں طریق زمرۂ اصحاب بُود
ایں ز تعلیمِ اُولُو الۡاَلۡبَابِ بُود

یہی طریقہ صحابۂ کرامؓ کا تھا یہی تعلیم دانشمندوں کی تھی

ایں طریق از ما فرامُش شُد زسر
غَربیاں گشتند برآں رہ سپر

ہم نے اس طریقہ کو دماغوں سے نکال دیا مغرب والے اس راستہ پر چل کھڑے ہوئے

دین تو روز است و دین شاں چو شب
جوشِ ایشان و جمودِ تو عجب

تیرا دین (دن) ہے اور ان کا دین رات ہے ان کا جوش وخروش اور تیرا جمود باعثِ تعجب ہے

خیز واصلاحِ گروہِ خویش کُن
جانسپاری بیشتر از پیش کُن

اُٹھ اور اپنے آدمیوں کی اصلاح کر اور پہلے سے زیادہ جان کی قربانی پیش کر

قومِ خودرا از امر ونہی آگاہ کُن
نورِ قرآن را چراغِ راہ کن

اپنی قوم کو اوامر ونواہی سے آگاہ کر قرآن پاک کے نور کو مشعلِ راہ بنا

تشنہ لب میری چو در راہِ خدا
روضۂ رضوان بُوَد آنرا جزا

اگر تو اللہ کے راستہ میں پیاسا مر جائیگا تو تجھے اس کی جزا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مل جائیگی

شد تمنّائے اجل معیارِ صدق
جانِ خود دہ بر سرِ بازارِ صدق

نیک نیتی کی کسوٹی موت کی تمنا ہے۔صدق کے بازار میں کھلم کھلا جان دے دے

مے فروشد رحمتِ خود را خدا
جاں بکف شو سُوئے ایں بازار آ

خدا خود اپنی رحمت کو بیچ رہا ہے تو ہتھیلی پر نقد جاں لیکر اس بازار میں آ

بیع خوش خالق زرحمت میکند
مشتری را اہلِ دولت مے کند

خالق اپنی رحمت سے کیسا اچھا سودا کرتا ہے کہ خریدار کو دولت مند کر دیتا ہے

مے رہاند ہم زِآفاتِ جہاں
ہم دراں دم مے دھد باغِ جناں

دنیا کے مصائب سے بھی رہائی دلاتا ہے پھر فوراً جنت کا باغ بھی عطا کرتا ہے

جاں بدِہ جنتِ بخر اے ہوشیار
نیست دنیا عاقبت دار القرار

اے سمجھدار جان کے بدلے جنت خرید، دنیا فنا ہونے والی ہے اور جنت ہمیشہ رہنے والی ہے

تا نہ سوزی در تنورے چون خلیلؑ
کے بیابی نصرتِ ربُّ الجلیل

جب تک تو خلیلؑ کی طرح تنور میں نہیں تپے گا اس وقت تک خدا کی مدد کس طرح حاصل ہوگی

فرش و بستر جُستَنَت از کاہلی است
عیش و عشرت خواستن از جاہلی است

فرش و بستر کی تلاش سستی و کاہلی کی علامت ہے عیش و عشرت کی تمنا جہالت ہے

سنت پاکانِ پیشیں را گزیں
تا کہ باشی خادم دین مُبیں

اپنے برگزیدہ اسلاف کا طریقہ اختیار کرتا کہ تو دین مبین کا خادم ہوجائے

باغـریباں تا تو یکساں نیستی
چون سمومی ابرِ نیساں نیستی

جب تک تو غریبوں سے برابری کا سلوک نہیں کرے گا بادِ سموم کی طرح نقصان دہ رہے گا نہ کہ ابر رحمت کی طرح فائدہ مند۔

باش فردے تو خود از افرادِ شاں
مُصلحِ اُمّت شوی پس بے گماں

امت کے افراد میں سے ایک فرد بن جا اور پھر یقینا تو مُصلحِ امت ہو جائیگا ❶

آبلہ پا در بیاباں ہا بَرو
اجرت از خالق بیابی جَو بہ جَو

جنگلوں میں پیروں کے چھالوں کے ساتھ پھر اور اللہ سے اسکا معاوضہ پورا پورا حاصل کر

بھرِ ملّت آیۂ رحمت شوی
گر بمیری داخل جنت شوی

امت کے واسطے رحمت کا نشان بن جا اس طرح اگر موت آجائے گی تو جنت میں داخل ہو گا

السلام اَے عاشقانِ باصفا
السلام اَے وارثان انبیا

اے عاشقانِ باصفا تم پر سلام ہو، اے نبیوںؑ کے وارث تم پر سلام ہو!

---

❶ یہ غالباً ''کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ'' کی طرف اشارہ ہے۔

مغرب زدہ افراد سے خطاب

اے کہ نُورِ باطن تو تیرہ شد
از ضیائے غرب چشمت خیرہ شُد

اے کہ تیرا باطنی نور تاریک ہو گیا مغرب کی روشنی سے تیری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں

از طریق پاک خود بیگانۃ
نیک بیں دیوانہ یا فرزانۃ

تو اپنے پاک وصاف طریقوں سے ناواقف خوب دیکھو کہ (اے نیکی تلاش کرنے والے) تو پاگل ہے یا ہوشمند؟

شیوہ اَت تقلیدِ اہلِ مغرب است
دلبرِ مغرب دلت را جاذب است

تیرا شیوہ اہل مغرب کی تقلید ہے مغربی دلبر نے تیرے دل پر قبضہ کر لیا ہے

تو لباسِ مغربی پوشی بہ تن
دل نہ داری ہمچو ایشاں در بدن

تو مغربی لباس تو پہنتا ہے لیکن تیرے بدن میں ان کا سا دل نہیں ہے

ہر کہ از عشق زاد اُو مجنون نیست
مغربیت بستہ باپتلون نیست

ہر عشق کرنے والا مجنون نہیں ہے اور مغربیت پتلون پہننے کا نام نہیں ہے۔

مغربی ہر یک فدائے قومِ خود
تو فقط کردی فرامش صَومِ خود

اہل مغرب میں سے ہر ایک اپنی قوم پر فدا ہوتا ہے تو نے تو اپنا روزہ بھی ترک کر دیا ہے

مغربی دارد بہ دل صد سوز و ساز
انتہائے فعل تو ترکِ نماز

مغربیوں کے دل تڑپ اور لگن سے معمور ہوتے ہیں، انتہا یہ ہے کہ تو نے نماز تک چھوڑ دی ہے

مغربی پابند وقت است واصول
شُد اُصُولت بے اصولی اے فضول

اہل مغرب وقت اور اصول کے پابند ہوتے ہیں اے فضول آدمی تیرا اصول ہی بے اصولی ہے

مغربی جاں مید ہد در جستجو
چہ ازو آموختی جُز شست و شو

اہل مغرب جستجو میں جان دے دیتے ہیں تو نے اس سے صرف نہانا دھونا، یعنی بناؤ سنگھار سیکھا ہے

اہل مغرب جاں مید ھد در جستجو
کردہ اند آں تقلیدِ اصحابِ اُو

اہل مغرب جستجو میں جان دے دیتے ہیں انھوں نے صحابہ کرامؓ کی تقلید کی ہے(اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ)

رحمدل در کارہا بایک دِگر
تُند خُو باغیر ہمچوں شیرِ نر

وہ آپس میں رحمدل ہوتے ہیں اور غیروں سے ان کا برتاؤ شیر نر کا سا ہوتا ہے

ذلت خویشاں تو ہردم میکنی
پیشِ بیگانہ سَرَت خم می کُنی

تو ہر وقت اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے یعنی غیروں کے آگے سر کو جھکاتا ہے

علم حریت بہ از قرآں کجاست
برہمیں قولم ہمہ عالم گواہ است

قرآن پاک سے زیادہ حریت کی تعلیم اور کہاں ہے اس قول پر ساری دنیا گواہ ہے

ایں نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ
در دو عالم باعثِ نشوِ حیات

ہماری نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ دونوں جہاں میں تعمیر حیات کا باعث ہیں

از سرت بیروں خیال خام کُن
غور بر آغاز و بر انجام کُن

اپنے سر سے خیال خام نکال دے اور اپنے آغاز وانجام پر غور کر۔

در مساجد رَو غریباں رابیین
ہادیٔ شان باش اے مردِ گزیں

مسجد میں جا اور غریبوں کو دیکھا کرو۔اے نیک انسان ان کی رہنمائی کرو۔

خود مسلمان باش پس رہبر شوی
چوں عمرؓ، بوبکرؓ، چوں حیدرؓ شوی

پہلے خود مسلمان بن اور اس کے بعد رہبر ہو جا ابو بکرؓ وعمرؓ اور حیدرؓ کی طرح ہو جا

تتمہ

نصائح قرآنی

اے کہ مے دانی کلامِ پاک را
گفتہ ہائے خالق افلاک را

اے کہ تجھے وہ سب کچھ معلوم ہے جو قرآن میں خلاق عالم نے فرمایا ہے

خُلق خود را کن تو چون خُلق نبی ﷺ
تابہ عالم صاحب شوکت شوی

اپنے اخلاق کو نبی کریم ﷺ کے خلق کی طرح بنا تا کہ تو دنیا میں صاحب شوکت ہو جائے

جامہ ہر رنگے کہ خواہی کُن بدوش
لیک بر جان جامۂ تقوی بپوش

تو جس طرح کا چاہے لباس پہن لیکن اپنی جان پر تقویٰ کا لباس ضرور پہن لیا کرو

حاکمانِ خویش را کُن انقیاد
ہست ایں فرمودۂ ربُ العباد

اپنے حکام کی اطاعت کر یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

عہدِ مسؤل است در روزِ جزا
عہد مشکن باش از اہلِ وفا

عہد کے متعلق قیامت کے دن سوال ہوگا عہد مت توڑ اور اہلِ وفا میں سے ہو جا

گفت غیبت را خدا لحمِ اخی
تو مخور لحمِ اَخی اے متقی!

اللہ نے غیبت کو بھائی کا گوشت کہا ہے اے متقی! تو اپنے بھائی کا گوشت مت کھا

از خیانت در امانت کُن حذَر
تا آمین قوم باشی اَے پسر

امانت میں خیانت مت کرتا کہ تو قوم کا امین ہو جائے

ترک کن بحثِ مزید رفعِ ید
اصل سنت ترک بُغض است و حسَد

رفع ید ❶ کے متعلق بحث ختم کر اصلی سنت تو بغض وحسد کو ترک کرنا ہے

ہر کہ پیشت آید اور اکن سلام
ہست ایں حُکمِ خدا اندر کلام

جو تیرے سامنے آئے اس کو سلام کر قرآن پاک میں یہ اللہ کا حکم ہے

گر بجائے کس روی اے نیکخوئی
ایستادہ بر درازوے اذن جوئی

اے نیک خوا گر تو کسی کے گھر جائے تو دروازہ پر کھڑا ہو کر اجازت طلب کر

نیز سرگوشی بہ مجلس شد حرام
ایں مکن نزدِ خدا شونیک نام

مجلس میں سرگوشی کرنا بھی حرام ہے ایسا مت کر اور اللہ کے نزدیک نیک نام ہو جا

خندہ بر دیگرز بے شرمی بوَد
بہ ازاں فہمائش و نرمی بوَد

دوسروں پر ہنسنا بے شرمی کی بات ہے اسے نرمی سے سمجھانا نیکی ہے۔

---

❶ نماز میں ہاتھ اٹھانا۔

از تکبر خویش را رُسوا مکن
بر مسلمان گاہ استہزا مکن

غرور سے اپنے آپ کو رسوا مت کر مسلمان کا کبھی مذاق نہ اڑا

چوں برادر ہر مسلمان را بداں
گرچہ باشد اُو غریب و ناتواں

ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھ چاہے وہ کتنا ہی مفلوک الحال کیوں نہ ہو

آنکہ او خود صاحب ایمان بُوَد
ہر جماعت جانِ اُو قربان بود

اس پر ہر جماعت جان قربان کرے گی جو شخص خود صاحبِ ایمان ہوگا

در نماز و روزہ خود را استوار
دار اے نیکو سِیر والاتبار

نماز، روزہ کی پابندی کر، اے اچھی عادت والے، اچھے خاندان والے

ہم زکوٰۃ و حج بُوَد فرض خُدا
بندہ ہستی فرضِ حق را کُن ادا

زکوٰۃ وحج بھی فرائض میں سے ہیں تو بندہ ہے حق کا فرض ادا کر

در جہاں خود را تو چوں مہمان بدان
فرض بر خود خدمتِ انساں بداں

دنیا میں تو خود کو مہمان سمجھ اپنے او پر خدمت خلق فرض سمجھ

قلب خود را از خِرد معمور دار
از زنا وخمر خود را دور دار

اپنے قلب کو سمجھ بوجھ سے معمور رکھو اور زنا اور شراب سے بچتے رہو۔

دوزخ و جنت اگر روحانی است
یا کہ نارو گلشن جسمانی است

اگر چہ دوزخ وجنت روحانی ہوں یا آگ اور سکون جسمانی ہوں

نیست سودے زین مباحث مر ترا
کارِ مطلب کرد باید مَردرا

ان بحثوں سے تجھے کیا فائدہ مرد کو تو کام کی بات کرنی چاہیے

آن یکے خوب و دِگرزشت آمدست
بھرآں یک کوش زین دیگر بدست

ایک چیز اچھی ہے اور دوسری بری ہے تو اچھی کی کوشش کر اور بری کو چھوڑ

نکتۂ خوش گوئمت از مثنوی
باید از گوشِ دلِ ایں بشنوی

میں تجھے مثنوی (۱) سے ایک پتے کی بات بتلاتا ہوں تجھے چاہئے کہ دل کی گہرائی سے اسے سنے

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جوز جَو

تو اپنے عمل کے بدلے سے غافل مت ہو گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتا ہے اور جو سے جو

باش اندر کارِ حق ہر صبح و شام
نیست جُز تبلیغ بر ما والسلام

تو صبح وشام اللہ کے کام میں لگا رہ، اللہ تجھے سلامت رکھے، بس اِس کے سوا اور بڑی تبلیغ کچھ نہیں۔

---

(۱) مثنوی مولانا روم۔

ایں رسالہ

کہ یادگارِ افکارِ شباب است واولاً در ۱۹۲۳ء حلیہ طبع پوشیدہ بودؑ حالا برائے تجدید یادِ گزشتہ بارِ چہارم طبع کردہ شدکہ یادگار ماند۔

ترجمہ: یہ رسالہ ایام شباب کے افکار کی یادگار ہے جو پہلی اُمرتبہ ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا اور اب یادِگذشتہ کی تجدید کے لیے چوتھی بار ۱۹۳۸ء میں شائع ہورہا ہے تاکہ آئندہ کے لیے یادگار رہے۔

دعا

یا الٰہی بہرِ جملہ انبیاء
بھرِ ارواحِ گروہِ اَولیاء

اے اللہ! جملہ انبیا کے واسطے ، جملہ اولیائے کرام کی ارواح کے واسطے

رحم کُن برمن کہ از جُرم و گناہ
روئی خود را پیشِ تو کردم سیاہ

میرے اوپر رحم کر، میں نے گناہوں سے اپنے چہرے کو تیرے سامنے سیاہ کرلیا ہے

من گنہگارم توئی آمرزگار
بحرِ رحمِ تُست ناپیدا کنار

میں گناہگار ہوں تو بخشنے والا ہے تیری رحمت کا سمندر بے پایاں ہے

یاخدا روزِ جزا خوارم مکُن
رحمت آور داخل نارم مکُن

اے اللہ! قیامت کے دن مجھے خوار مت کر مجھ پر رحم اور مجھے دوزخ میں داخل مت کر

چشم دارم یا الٰہی رحمِ تو
زانکہ تو خود گفتہٗ لاَ تَقْنَطُوْا

''اے اللہ میں تجھ سے رحم کی امید رکھتا ہوں چونکہ تو نے خود فرمایا ہے کہ ناامید مت ہو ❶''

---

❶ تم خدا کی رحمت۔

احسن التحقیق فی مباحث التخلیق

صحیفۃ التکوین

نتیجۂ فکر

امیدوارِ رحمتِ خدا و شفاعتِ احمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہز ہائی نس سر محمد ناصر الملک (مرحوم)

سابق والیٔ چترال (1936-43)

ترجمہ: مولانا محمد انس چترالی (رحمۃ اللہ علیہ)

ناشر: قاری فیض اللہ چترالی

مکتبہ امام محمد و مدرسہ امام محمد، ایف بی ایریا
بلاک ۲۲ کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم۔ ملك یوم الدین۔ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمدن النبیؐ الصادق الامین وعلی الہ وصحبہ أجمعین۔ أما بعد!

برناظرین کرام صحیفہ ہذا واضح باد۔ کہ باعث تسطیر ونظم آن کدام مقصد بلند آہنگ نبود۔ مصنف بے بضاعتی وکم مایگی خودرا کماحقہٗ محسوس مے کند۔ زیرا کہ نہ عالم علوم دینیہ است و نہ ماہر السنۃ واقفِ اسرار فلسفیہ۔ پس ممکن نیست کہ داعیۂ عُجب وکبر یا در خاطرش خطور کند ویا دعویٰ کمال از کسے کہ بہ تقصیرِ خود معترف است ظہور نماید وجہ تسوید این اوراق این کہ زمانِ طالب علمی شوق تحقیق متعلق مباحثِ ارتقا دامنگیر خاطر داشتم چنانچہ در ۱۹۲۳ء این مسئلہ را بہ طریق اختصار درسی وپنج ابیات منظوم نمودہ بودم بعد فراغت از تعلیم نیز در مطالعہ این نظریہ فتور بہ ظہور نیامد۔ بلکہ درحین تلاوتِ کلام مجید آیتے را کہ مفہوم آن موافق این نظریہ بنظرم می آمد نوشتہ نگاہ میداشتم۔

دراوایل ۱۹۲۷ء ہنگامے کہ بغرض تحصیل تربیتِ عسکری در دہلی مقیم بودم شغف از دیاد پذیرفتہ برآنم آورد کہ نظریۂ مذکورہ را قدری بہ تفصیل حلہ نظم پوشانم ودر عرصۂ شش ماہ یک رسالۂ منظوم مشتمل بر یک ہزار ودوصد ابیات بر منصّۂ شہود جلوہ گردید۔ درین اثنا برائے چندروز اتفاق در لاہور افتاد وبعضے احباب واکابر فضلا مثل سر محمد اقبال مضامینِ کتاب را نامکمل تصوّر فرمودہ لہٰذا از ۱۹۲۸ء تا حال کہ ۱۹۳۶ء است بمطالعۂ جدید ترین کتب متعلق این مباحث اشتغال ورزیدم وہر یک مسئلہ را کہ اہم دانستم جزوِ این صحیفہ نمودم چنانچہ امروز چیزے کہ پیش نظرم بُودہ بعد از جدوجہدِ کامل بعد از مدت دہ سال ہدیۂ قارئینِ کرام می نمایم۔

للّٰہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

مصنف صحیفہ راچون بے بضاعتی خود بہ دریوزۂ اصطلاحات مجبور ساخت استمداد از ناظم مکتبۂ علمیہ مشرقیہ دارالعلوم سرحد جناب استاد مولوی عبدالرحیم نمود و امدادے کافی وشافی یافت۔ صحیفۂ ہذا را علاّمہ مشرقی نیز در ۱۹۳۲ء بہ غور ملاحظہ فرمودہ اند و در بعض مسائل علم الحیات مشورہ اصلاح اہم دادہ سعی مصنف را بنظر استحسان دیدہ اند۔

بعضے از دوستان می پندارند کہ منتہائے مقصد از تصنیف این رسالہ تطبیق مسائل قرآنیہ با نظریات جدیدۂ فلسفیہ است و بر ہمین زعم خود این اعتراض را مبنی میکنند کہ نظریاتِ جدیدہ ہنوز بپایۂ ثبوت نرسیدہ۔ اندرین صورت آیاتِ قرآنی را با آن تطبیق دادن و برآن محمول نمودن قبل از وقت و موجبِ ضعف در عقایدِ ملت خواہد بود۔ حاشا وکلا کہ کلام پاک او حق سبحانہٗ وتعالیٰ محتاجِ تطبیق باشد۔ ممکن نیست کہ کدام مسلمان کہ ایمان بر حقانیتِ قرآن داشتہ باشد این اندیشۂ فاسدہ را در دل خود یک لمحہ ہم جائے دہد۔ حقیقت این کہ فلسفۂ حکما را خواہ قدیم باشد یا جدید فخر برآن است کہ احیاناً بعض نظریات آن مطابق ارشاد حق سبحانہٗ وتعالیٰ باشد۔

مَا ان مدحت محمداً بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمّد

لیکن کسی کہ جویائے معارف قرآنی است و با مسائلِ فلسفہ نیز شغف دارد۔ اگر درمیان ہر دو تطابق می بیند جرمش چیست؟ اگر معانی تنزیل بغیر تاویل با یک مسئلۂ فلسفیہ توفق بپذیرد در اخفائے آن فائدہ یعنی چہ؟ من نیز چوں این مطابقت را مشاہدہ نمودم شرح آن کردم و بہ سلک نظم در کشیدم کہ طلاب علم و عامۂ مسلمین بغیر از کراہتِ قلبی تحقیقاتِ جدیدہ را قبول نمایند و تنفر حقایق را از خود دُور سازند۔

در سنین ماضیہ و حال افرادِ جلیل القدر و عظیم المنزلت مثل سرسید و مفتی محمد عبدہٗ و علامہ طنطاوی ہمچون تطابق را معلوم نمودہ اظہار آن را مفید دانستہ اند و بہ اشاعت آن کوشیدہ۔

نہ من تنہا درین خُمخانہ مستم
ازین مئ ہمچومن بسیار شد مست

اگر بااین اعتذار ہم فرمان برسد

ترسم کہ ہمی رانی زروق بہ سراب اندر
زادی بہ حجاب اندر میری بہ حجاب اندر

در جواب کویم آمنّا وصدقنا۔ حقیقت الحقائق وراء الوراء است کہ از نظر ظاہر بین محجوب است و محجوب خواہد ماند اما در بارۂ مشاہدات عالم مادی عرض خواہم نمود۔

من سرمۂ رازی را از دیدہ فروشستم
اسرارِ جہان دیدم پنہاں بہ کتاب اندر

اگر علامۂ مسیحی مثل آلیور لاج یک آیت توراۃ را بزعمِ خود بافلسفۂ جدیدہ تطبیق دادہ می توان گفت کہ معرکۂ مذہب وحکمت مبدل بہ مصلحت ومسالمت گردید۔ چرا مایان ازین حق محروم باشیم وبا این ہمہ شواہد آیات بینات اظہارِ حقیقت نہ کنیم ونائرۂ فتنۂ اختلاف مذہب وحکمت را فرونہ نشانیم؟

قرآن مجید بہ اعتقاد جملہ مسلمانان کلامِ قدیم حضرت رب العالمین است کہ تا قیامت غیر مبدل خواہد ماند وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ پیشنیان راست فرمودہ اند۔

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجالِ

ونیز گفتہ اند کہ معنۂ ہر لفظ از قرآن مجید در ہفتاد پردہ محجوب ومستور است و ہر پردہ کہ ازان واشود معنے جدید ہویدا مے شود کہ بالفاظِ دیگر ظہورِ نور است بخیالِ احقر اگر فخر الدین رازی حکمتِ یُونان را بہ قرآن دید خوب کرد واگر طنطاوی فلسفۂ جدیدہ وحقائقِ سائنس را در قرآن

یافت کارے مرغوب کرد۔ حقایق قرآنیہ بالاتر از ہمہ است۔ قرآن مجید یک آئینہ ایست کہ مردم ہر عصر حسبِ استعداد خود تا بہ حدِ کمال کہ منتہائے علوم مروّجۂ آن عصر است صورتِ کمالِ کو را در آن مشاہدہ می توانند نمود۔ واگر بالفرض بقائے این دنیا ملیون ہا سال باشد انکشافِ حقائق در علوم مادیہ ہمچنان با معارفِ قرآنیہ دوش بدوش خواہد رفت۔

ہست قرآن سر بسر گفتارِ حق
نیز عالم جملگی کردارِ حق
کَے بود کردار وگفتارِ خدا
ہمچو قولِ ماز فعلِ ماجُدا

الحاصل علم انسانی ہیچ گاہ با علم سبحانی جل شانہٗ برابری نتوانند نمود۔ وبناءً علی ہذا البعض اسرارِ قرآنی تا قیامت از فہم نوعِ انسانی بالاتر خواہد ماند۔ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً۔

تو درونِ غار گشتہ مبتلا
مقصدت بیرون ز اقطارِ سماء
ہست قرآن ریسمانی زان طرف
ار گرفتی این سرکش را لاتخف

بعضی از ناصحانِ نکتہ چین چنین میفرمایند کہ در نظمِ خود الفاظِ عربیہ بکثرت استعمال نمودہ ئید۔ کہ فارسی جدید ایران حمل آن اثقال نتواند کرد۔ التماسِ احقر این است کہ فارسی اختصاصی بہ ایران ندارد بلکہ اکثر اقطاع ماوراء النہر وبدخشان وافغانستان بہ آن تکلم میکنند وفارسی در بلادِ ہندوستان ہم ازین ممالک شیوع یافتہ نہ کہ ز ایران۔ فارسئ ہندوستان ہمان لغت اہلِ ماوراء النہر وبدخشان وافغانستان است کہ از عہدِ سلطان محمود تا عصر بابری در خطۂ ہندوستان نفوذ وشیوع داشت۔ پس اگر التزام لغت ایران نکردہ شود چندان حرج نخواہد

بود۔اصطلاحات علمیہ را درعربی توان جست۔ نہ درژند واوستائے زردشت البتہ بنا بر ضرورت اگرکدام الفاظِ عربیہ باترکیبِ غیرمانوس استعمال شدہ باشندامیدازناظرین کرام این کہ عفووا غماض راکارخواہندفرمود برمقولۂ صادقہ خذ ماصفادع ماکدرعمل خواہندنمود۔

آدمی از سہووخطا پاک نیست
آب روان بے خس وخاشاک نیست

ہرفصل این صحیفہ راتبرکاً آغاز بیک آیت ازآیاتِ کلام مجید کردہ ام ودرآخر ہر دو حصص این صحیفہ یک تمیمہ نوشتہ ام کہ تطبیق مسائلِ جدیدہ باآیاتِ مقدسۂ کلام مجید دران مندرج است۔

شد ز تائیدِ اللہ العالمین
بین عقل ونقل تطبیق چنین

محمد ناصرالملک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

اَلحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم۔ ملک یوم الدین۔

والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمدن النبیّ الصادق الامین وعلی الہ وصحبہ

أجمعین۔ أما بعد!

اس کتاب کے قارئین کرام متوجہ ہوں کہ ان سطور کے لکھنے اور اس کو نظم کرنے میں کوئی بلند آہنگ مقصد نہیں تھا۔ مصنف کو اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا کما حقہ احساس ہے، کیونکہ نہ تو وہ عالم دین ہے اور نہ ہی ماہرِ زبان یا واقفِ اسرارِ فلسفیہ۔ لہٰذا اس بات کا امکان نہیں ہے کہ اس کے دل میں خود پسندی اور بڑائی کا داعیہ پیدا ہو یا اپنے دعوائے کمال کا اظہار کرے، جبکہ اپنی تقصیر اور کوتاہی کا خود ہی معترف ہے۔ یہ ورق سیاہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ طالب علمی سے ہی مجھے مباحثِ ارتقا کی تحقیق کا شوق دامن گیر ہوا چنانچہ ۱۹۲۳ء میں اس بحث کے متعلق اختصار کے طور پر پینتیس اشعار قلمبند کر چکا تھا۔ پھر تعلیم سے فراغت کے بعد اور ان نظریات کے مطالعہ کے دوران اس شوق میں کسی قسم کی دلچسپی میں کمی نہیں آئی۔ بلکہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران کوئی آیت نظر سے گذرتی جس کا مفہوم میرے نزدیک اس نظریہ کے موافق تھا۔ سو وہ آیت مبارکہ نوٹ کرتا اور وہ ہمہ وقت میری نظروں میں رہتی۔ ۱۹۲۷ء کے اوائل میں جبکہ میں عسکری تربیت کے حصول کے لیے دہلی میں تھا، اس شوق میں زیادتی ہوئی کہ اس نظریے کو قدرے تفصیل سے نظم کی پوشاک پہنا دوں اور پھر چھ ماہ کے عرصے میں ایک منظوم رسالہ سپردِ قلم کیا گیا جو ایک ہزار دو سو اشعار پر مشتمل تھا۔ اسی اثناء میں چند دن کے لیے لاہور جانے کا اتفاق ہوا تو یہاں بعض احباب اور اکابر فضلاء مثلاً حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے کتاب کے مضامین کو نامکمل تصور فرمایا۔

چنانچہ ۱۹۲۸ء سے اب تک یعنی ۱۹۳۶ء تک اس بحث کے متعلق جدید ترین کتب کی

خوشہ چینیوں میں مشغول رہا۔ اور جو چیز بھی مجھے اہم نظر آئی اسے اس کتاب کی زینت بنا ڈالا۔ چنانچہ جو چیز میرے پیش نظر تھی اسے انتہائی جدوجہد سے دس سال کی مدت کے بعد آج ہدیۂ قارئین کر رہا ہوں۔

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطرمی خواست　　آخر آمدزِ پس پردۂ تقدیر پدید

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے سزاوار ہیں کہ میں جس چیز کا خواہاں تھا آخر کاتبِ تقدیر نے اسے پورا کر دیا''

مصنف نے اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے اصطلاحات کی دریوزہ گری کی ہے اور اس کے لیے مکتبہ علمیہ شرقیہ، دارالعلوم سرحد (یعنی اسلامیہ کالج پشاور) کے ناظم، جناب استاذ مولوی عبدالرحیم صاحب سے گذارش کی اور ان سے کافی وشافی مدد وتائید حاصل کی۔ اس صحیفہ کا علامہ مشرقی نے بھی ۱۹۳۲ء میں بغور مطالعہ فرمایا اور بعض مسائل علم الحیات میں مفید مشورے اور اصلاح فرما کر مصنف کی کاوش کو استحسان کی نظر سے دیکھا۔

بعض احباب کا خیال ہے کہ اس رسالے کی تصنیف سے میری غرض مسائل قرآنیہ کو جدید فلسفی نظریات سے تطبیق دینا ہے اور اسی پہ بزعمِ خویش یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جدید نظریات ابھی تک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچے۔ اس صورت میں قرآنی آیات کو ان سے تطبیق دینا اور ان پر محمول کرنا قبل از وقت ہوگا اور ملتِ اسلامیہ کے عقائد میں کمزوری کا سبب بنے گا۔ حاشا وکلا! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلامِ مقدس تطبیق کا محتاج نہیں ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی مسلمان قرآن مجید کی حقانیت پر ایمان رکھتا ہو اور اس فاسد اندیشے کو ایک لمحے کے لیے بھی اپنے دل میں جگہ دے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکماء کے قدیم یا جدید فلسفی نظریات کو یہ فخر حاصل ہے کہ کبھی ان کے بعض نظریات حق سبحانہ وتعالیٰ کے ارشاد سے لگاؤ کھا جاتے ہیں۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی　　لکن مدحت مقالتی بمحمد

''میں نے ہرگز اپنے اقوال کے ذریعے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی نہیں کی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے اقوال کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک تذکرے کی مدد سے سراہا ہے''

لیکن جو شخص قرآن مجید کے معارف جاننا چاہتا ہے اور مسائل فلسفیہ میں بھی شغف رکھتا ہے، اگر اسے ان دونوں میں کوئی تطبیق نظر آتی ہے تو اس کا قصور کیا ہے؟ اور اگر کسی آیتِ مبارکہ کے معانی کسی تاویل کے بغیر کسی فلسفی مسئلہ سے موافقت رکھتے ہوں تو ان کو چھپانے سے کیا فائدہ؟ میں نے بھی جب اس مطابقت کا مشاہدہ کیا تو اس کی تشریح کر دی اور نظم کے موتیوں میں پرو دیا۔ تاکہ طلباء اور عوام المسلمین بغیر دلی کراہت کے تحقیقات جدیدہ کو قبول کرلیں اور حقائق سے متنفر ہو کر خود کو اس سے دور نہ کریں۔

ماضی میں اور موجودہ دور میں بھی جلیل القدر اور عظیم المرتبہ حضرات مثلاً سر سید احمد مفتی محمد عبدہ اور علامہ طنطاوی وغیرہ نے جب اس تطابق کو محسوس کیا تو اس کے اظہار کو مفید سمجھتے ہوئے اس کی اشاعت کی کوشش کی ؎

نہ من تنہا دریں خمخانہ مستم   ازیں مے ہم چو من بسیار شد مست

''میں تنہا ہی اس میخانے کا مخمور نہیں ہوں، مجھ جیسے کئی اسی شراب سے مست ہوئے ہوئے ہیں''

اگر اس معذرت کرنے کے باوجود بھی کسی کو اعتراض ہو تو ؎

ترسم کہ ہمی رانی زورق بہ سراب اندر   زادی بہ حجاب اندر میری بہ حجاب اندر

''مجھے ڈر ہے کہ آپ اسی راستے پہ چلتے ہوئے سراب کا شکار ہو جائیں گے، آپ کی پیدائش کو کوئی نہیں جانتا وفات کی بھی کسی کو خبر نہیں ہو سکے گی''

تو میرا جواب یہی ہے کہ آمنا و صدقنا! لیکن حقیقت الحقائق وراء الوراء ہے، جو کہ ظاہر بینوں پر مخفی ہے اور مخفی ہی رہے گی۔ بہرحال مادی دنیا کے مشاہدات کے متعلق میں عرض کرونگا کہ ؎

من سرمۂ رازی را از دیدہ فرو شستم   اسرار جہاں دیدم پنہاں بہ کتاب اندر

''میں نے امام رازی کے سرمہ سے آنکھوں کو دھویا تو دنیوی اسرار کو کتاب میں مخفی پایا''

اگر ''سر آلیور لاج'' جیسے نصرانی عالم تورات کی ایک آیت کو اپنے گمان میں جدید فلسفے سے تطبیق دے کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہب اور حکمت کا معرکہ مصلحت اور سالمیت سے تبدیل ہو چکا ہے، تو ہم کیوں اس حق سے محروم رہیں اور ان تمام آیاتِ بینات کے شواہد کے باوصف اظہارِ حقیقت نہ کریں اور اختلافِ مذہب وحکمت کے فرسودہ فتنے کو جڑ سے نہ اکھاڑ پھینکیں؟

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا قدیم (غیر فانی) کلام ہے' جو تا قیامت ذرہ برابر بھی بھر نہیں تبدیل ہو سکتا۔

وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔ (حم سجدہ)

پہلے بزرگوں نے سچ فرمایا کہ ؎

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرجال

''تمام کے تمام علوم قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں انھیں سمجھنے سے یکسر قاصر ہیں''

نیز بزرگوں کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ کا معنی ستر پردوں میں چھپا ہوا ہے اور ہر پردے کے چاک ہونے سے ایک نیا معنی ظاہر ہوتا ہے بالفاظ دیگر اس کے نور کا ظہور ہوتا ہے۔ احقر کے نزدیک اگر امام فخر الدین رازی نے حکمتِ یونانی قرآن مجید میں دیکھی تو انھوں نے صحیح سمجھا اور اگر علامہ طنطاوی نے جدید فلسفے اور سائنس کے حقائق قرآن میں پائے تو ایک قابل رغبت کام کیا۔ قرآن کریم کے حقائق ان تمام سے بالاتر ہیں۔ قرآن مجید ایک ایسا آئینہ ہے کہ ہر دور کا آدمی اپنی استعداد کے مطابق اس دور کے مروجہ علوم کی حد کمال کا مشاہدہ اپنے کمالِ فن کی صورت میں اس آئینے کے ذریعے کر سکتا ہے۔ اور اگر اس دنیا کی عمر کھربوں سال ہو تو مادی علوم میں انکشافِ حقائق اسی طرح معارفِ قرآنیہ کے دوش بدوش ظاہر ہوتے چلے جائیں گے ؎

ہست قرآن سر بسر گفتارِ حق نیز عالم جملگی کردارِ حق
کے بود کردار و گفتارِ خدا ہمچو قولِ ما' ز فعل ما جدا

''قرآن مجید یقیناً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے نیز پوری کائنات اللہ تعالیٰ کا کردار ہے سو اللہ کا کلام اور کردار ہمارے قول وفعل کی طرح ایک دوسرے سے ہرگز مختلف نہیں ہوسکتا،،

مختصر یہ کہ انسانی علم کسی صورت میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم کی برابری نہیں کرسکتا۔ اوراسی طرح بعض قرآنی اسرار قیامت کی صبح تک بنی نوع انسان کی فہم سے بالاتر رہیں گے۔ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً (الاسراء)'' اور تمھیں علم نہیں دیا گیا مگر بہت کم۔

تو درون غار گشتہ مبتلا　　　مقصدت بیرون از اقطار سماء

ہست قرآن ریسمانی زاں طرف　　　ارگرفتی ایں سرش را لا تخف

''تو غار کے اندر ہی مبتلا ہوا (کنویں کا مینڈک بنا ہوا) ہے، تیرا مقصد آسمان کی بلندیوں (قُطروں) سے بھی (باہراور) بلند ہے، قرآن مجید بھی اسی طرف رہنمائی کرتا ہے اگر تجھے اس کے ''لاتخف،، کی حقیقت معلوم ہوجائے تو''

بعض نکتہ چیں حضرات کا فرمانا یہ بھی ہے کہ میں نے اپنی نظم میں عربی الفاظ بہ کثرت استعمال کیے ہیں کہ ایران کی جدید فارسی ان مشکل الفاظ کا تحمل نہیں کرسکتی۔ احقر کی التماس یہ ہے کہ فارسی ایران کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے، بلکہ اکثر علاقہ جاتِ ماوراء النہر، بدخشان اور افغانستان میں بھی یہ زبان بولی جاتی ہے، چنانچہ برصغیر کی فارسی بھی انھی علاقہ جات سے آئی ہے (نہ کہ ایران سے) جو کہ سلطان محمود غزنویؒ کے دور سے ظہیر الدین بابر کے دور تک برصغیر میں نافذ رہی۔ لہذا اگر ایرانی فارسی کا اہتمام نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں نیز علمی اصطلاحات کو عربی لغت میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ البتہ ضرورت شدیدہ کی بنا پر عربی زبان کا کوئی عجیب اور غیر مانوس لفظ اگر کہیں استعمال کیا گیا ہے تو قارین کرام سے امید ہے کہ احقر کو معذور سمجھتے ہوئے معاف فرمائیں گے، اوراس سچے مقولے (حدیث مبارکہ) پر عمل فرمائیں گے۔ خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدَرَا'' درست بات کو قبول کرلیں اور غلط سے درگذر فرمائیں''

آدمی از سہو وخطا پاک نیست　　　آبِ رواں بے خس وخاشاک نیست

''انسان غلطیوں اور کوتاہیوں سے مبرا نہیں ہے۔ جاری پانی (یعنی پاک وصاف پانی)

بھی خس وخاشاک سے آلودہ ہوتا ہے،،

اس کتاب کی ہر فصل کا آغاز میں نے تبرکاً قرآن مجید کی کسی آیت سے کیا ہے، اور اس کے دونوں حصوں کے آخر میں ایک ایک تتمہ لکھا ہے جس میں جدید نظریات کو قرآن مجید کی آیات سے تطبیق دی گئی ہے۔

بین عقل ونقل تطبیق چنین   شد ز تائیدِ الٰہ العٰلمین

''یوں اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید سے معقول اور منقول کے مابین مطابقت ہوگئی،،

محمد ناصر الملک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

چہ خوش گفتہ است دانائے سخندان
کہ رحمت باد بر روحش فراوان

کسی عظیم دانشور نے کہا ہے۔ ❶ اُن کی روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت فراواں ہو۔

خدا در انتظارِ حمدِ مانیست
محمد چشم در راہِ ثنا نیست

اللہ تعالیٰ ہماری حمد کے منتظر نہیں ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درود وسلام کے محتاج نہیں ہیں۔

محمد حامدِ حمدِ خدا بس
خُدا مدّاحِ شانِ مصطفٰے بس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خدا کی حمد وثنا کرنے کے لیے کافی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی شان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کے لیے کافی ہے۔

چہ زیبد جرأتِ مخلوق لاشئ
بہ حمدِ کردگار خالق حے

اس مخلوق فانی کی جرات کو کیا زیب دیتا ہے کہ وہ خالق کردگار کی حمد وثنا کرے۔

بہ کنہِ ذاتِ او ادراک را راہ
نباشد ہیچ گاہے قصّہ کوتاہ

قصہ مختصر یہ کہ اس ذات کی حقیقت کا ادراک ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔

---

❶ یہ مرزا جان جاناں رحمہ اللہ کا قول ہے۔

بجو اے دل تواند نفس وآفاق
برائے زہرِ جہل خویش تریاق

اے دل (یعنی اے انسان) تو اپنی ذات سے اور پوری کائنات سے اپنی جہالت کے زہر کے لیے تریاق تلاش کر۔

ز سِرِّ نفس آگاہی ندارم
بہ آن ایوانِ عالی نیست بارم

اپنی ذات کے رازوں سے تو مجھے کچھ آگاہی نہیں اور اس کے عالی شان ایوان کو تو میں نہیں سمجھ سکا۔

کنم یک مختصر بحثے زعالم
بہ صدق وکذبِ آن اللہ اعلم

میں کائنات کے متعلق ایک مختصر سی بحث کرونگا جس کے سچ اور جھوٹ کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔مطرب اور مے کے متعلق ہی باتیں کرو، زمانے کے اسرار میں مت پڑو کیونکہ اس معمہ کی حکمت نہ کوئی بیان کر سکا اور نہ یہ کسی پہ عیاں ہوئی۔

فصلِ اول

عصرِ حاضر کے جدید انکشافات، علوم عقلیہ کی ترقی اور تالیف کتاب کا سبب

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

ترجمہ: وہ جس کو چاہتا ہے دانائی عطا کر دیتا ہے اور جسے دانائی عطا ہو گئی اسے وافر مقدار میں بھلائی مل گئی۔ اور نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو سمجھ کے مالک ہیں۔ (البقرۃ: آیت نمبر:۲۶۹، پارہ نمبر:۳)

بودم اندر فکرِ آغازِ کتاب
از رجا و یاس در دل پیچ و تاب

اس کتاب کے آغاز کی فکر میں امید و یاس کے درمیان میرا دل پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

زیرِ نخلستانِ بیدائی خیال
پیشم آمد حافظِ شیریں مقال

دشتِ تصور کے چمن میں میٹھی گفتگو کرنے والے حافظ شیرازی میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

شمعِ جمعِ نخلِ بندانِ کلام
اہلِ دل را شعرِ او شربِ مدام

جو جمیع اہل کلام کی شمع ہیں، اہلِ دل کے لیے آپ کے اشعار دائمی شراب کی مانند (فرحت بخش) ہیں

گفت بشنو پندِ پیرانِ کہن
بس کن از رازِ فلک گفتن سخن

کہنے لگے سابقہ بزرگوں کی نصیحت سنو اور آسمانوں کے اسرار بیان کرنا چھوڑ دو

حل نگردد این معما از عقول
سعی و جہدت رایگان است و فضول

عقل اس عقدے کو حل نہیں کر سکی سو تمھاری کوشش فضول اور بے کار ہے

نیست کس رہبر ترا در این طریق
بیہُدہ ضائع مکن فکرِ دقیق

اس طریقے میں تیرا کوئی رہبر نہیں ہے (یعنی تجھ سے پہلے کسی نے اس موضوع پہ فارسی نظم نہیں کہی۔ اس گہری سوچ میں خود کو خوامخواہ ضائع مت کرو۔

از مَے و مطرب سرودن شاعری است
درد و چشمِ سادہ رویاں ساحری است

شراب اور (خوش نوا) مغنّی کی نغمہ سرائی شاعری ہے۔ خوبصورت چہروں کی دو آنکھوں میں جادو گری کی روح ہے۔

دردِ سر آرد تفکر در جہات
از لبِ ساقی بجو آبِ حیات

جہاتِ عالم میں سوچ بچار تو دردِ سر کا موجب ہے، ساقی کے لبوں سے آب حیات طلب کر

من ز پندِ حافظ عالی جناب
کردہ ترکِ عزم چوں رفتم بخواب

میں جنابِ حافظ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنے ارادے کو ترک کر کے جب محوِ خواب ہوا

ناگہاں آمد سروشے از سما
روئے گیتی شد ز نورش پرُ ضیا

تو اچانک آسمان سے ایک فرشتہ اترا جس کے نور سے روئے زمین پرُ ہو گئی

گفت تا کے از حقائق غافلی

باعثِ صد ذلت است این کاہلی

کہنے لگا، کب تک حقائق سے غفلت برتو گے، یہ سستی تو سو (صد) ذلتوں کا باعث ہے

من ز اہلِ جنت آوردم پیام

از غزالی نیز از رازی سلام

میں اہلِ جنت کا پیغام لایا ہوں، امام غزالیؒ اور امام رازیؒ کا سلام لایا ہوں

منتظر بو نصرہست و بو علی

کے شود ایں شمعِ ہیئت منجلی

ابونصر فارابی اور بوعلی سینا منتظر ہیں کہ یہ شمعِ ہیئت کب روشن ہوگی (یعنی علم ہیئت سے کب پردہ اٹھے گا)

روحِ ایراں شہری از فرطِ سرور

در قصورِ جنت افگند است شور

ایران شہری (مشہور سائنسدان جنہیں علم ہیئت میں اتھارٹی تسلیم کیا گیا ہے) کی روح فرطِ سرور سے جنت کے محلات میں شور ڈالے ہوئے ہے۔

مرشدِ رومی امامِ معنوی

مر ترا داد اذنِ وزنِ مثنوی

امام معنوی مولانا رومؒ نے بھی تجھے اوزانِ مثنوی (کی طرز پہ نظم بندی) کی خصوصی اجازت دی ہے۔

مردِ مومن را برائے معرفت

"رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" شد مرحمت

مومن کو علم کی کھوج کے لیے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما) عنایت کی گئی ہے۔

نیست نومیدی صراطِ مستقیم
ہست "فَوقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْم"

راہِ راست کی ٹوہ میں ناامیدی ہرگز نہیں ہونی چاہیے کیونکہ فَوقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْم (ہر علم والے سے بڑھ کر ایک زیادہ علم والا ہے)

مطلبِ تو کشفِ اسرار است و بس
رہبرِ تو فکرِ طرّار است و بس

تیرا مقصد تو محض رازوں سے پردہ اٹھانا ہے جبکہ تیری رہنمائی عقلِ سلیم کرے گی

تو نداری ذوقِ شعر و شاعری
کے کنی وصفِ بتانِ آذری

تجھے شعروشاعری کا ذوق نہیں ہے تو آزر کے بتوں کی تعریف کس طرح بیان کرے گا (یہ تلمیح ہے)

قولِ دانایاں نویس اندر کتاب
باز گو واللہ اعلم بالصواب

اپنی کتاب میں داناؤں کے اقوال نقل کر اور کہہ "واللہ اعلم بالصواب"

علم کنہِ این حقائق بالکمال
کس ندارد غیرِ ربِ ذوالجلال

مکمل طور پر ان علوم کی حقیقت ربِ ذوالجلال کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں

ہست جزوِ اعظمِ امرِ خدا
تا کنوں از درکِ ما در اختفا

یہ تو امر خداوندی کا ایک جزو اعظم ہے جو اب تک ہماری فہم سے مخفی ہے

عالم حق بحرِ ناپیدا کنار
علمِ ما را کم تر از قطرہ شمار

اللہ کی کائنات ایک بحرِ بیکراں کی مانند ہے جب کہ ہمارا علم (اس کے مقابلے میں) قطرے سے بھی کم تر ہے۔

راست گفت آں حافظِ صاحب ہنر
کس نداند رازِ خلقت سر بسر

اس باکمال حافظ (شیرازیؒ) نے بھی درست کہا کہ مخلوقات کے تمام تر اسرار کوئی نہیں جان سکتا

مطلبِ شعرش اگر باشد چناں
شکل دنیا را معمائے بدان

ان کے شعر کا مطلب اگر اُسی طرح لیا جائے (کہ بندہ کائنات میں تفکر ہی نہ کرے) تو دنیا کو ایک معمہ ہی سمجھ لو

اندریں جا نیز معذورش بدار
ہر زمانے را دگر باشد عیار

اس مقام پہ بھی انھیں بے قصور سمجھیے کہ ہر دور کے انداز و اطوار (تصورات) مختلف ہوا کرتے ہیں۔

علمِ ارض آں وقت چوں این دم نبود
یک معما شکل سطحش مے نمود

اُن کے دور میں علم ارضیات ایسا نہیں تھا، اسی طرح سطحِ زمین بھی اک عقدۂ لاینحل پیش کرتی تھی۔

ملکِ امریکا دگر روئے جہان
بود ناپیدا بہ نزدِ مردمان

اس وقت کے لوگوں کے نزدیک امریکا دنیا میں موجود ہی نہیں تھا

این عقیدہ داشت جا اندر قلوب
زیستن نتوان ز خط سمتِ جنوب

(اس دور کے لوگوں کے) دلوں میں یہ بات راسخ ہو چکی تھی کہ خطِ استوا سے جنوب کی جانب زندگی محال ہے

زاستوا تا روس شرقاً تا بہ چین
ربعِ مسکون است نامِ این زمین

خطِ استوا سے روس تک اور مشرق میں چین تک کا علاقہ اس زمین کا ربعِ مسکوں (قابل سکونت علاقہ) کہلاتا تھا۔

علمِ ما در این وطن محدود بود
راہِ ما بیرون ازین مسدود بود

ہمارا علم اسی علاقے تک محدود تھا اور اس سے باہر ہمارا راستہ مسدود تھا

گرچہ بامردم حکیمِ نیکخوئی
گفت شکل ارض باشد مثل گوئی

اگر چہ خوش خصلت حکیم نے لوگوں کو بتایا کہ زمین کی شکل گیند کی مانند ہے۔

لیک بر قولش نبودی گوش کس
می سرود از رائے خود ہر بوالہوس

لیکن ان کے قول پر کسی نے کان نہ دھرے، ہوس کا غلام ہر انسان اپنی رائے کو مقدم رکھتا ہے

گفت آن یک ارض باشد پہن دشت
وان دِگر تردیدِ او را مینوشت

کسی نے زمین کو ایک وسیع ترین صحرا کہا، تو کسی نے اس کی تردید لکھ دی

بی ستون گفت آسمان را کبریا
زد ستون از قاف زیرش قومِ ما

حق تعالیٰ نے آسمانوں کو بے ستون فرمایا ہے جبکہ ہماری قوم نے اس کے نیچے ستون ثابت کرنے کی کوشش کی (انیس الواعظین اور ارشاد الطالبین (ا) وغیرہ میں اس طرح کی باتیں دیکھی گئی ہیں)

کس نمے بست از سرِ ہمت کمر
تا کند گردِ زمین خود سفر

کوئی اس بات پر کمر بستہ نہ ہوا کہ خود ہی زمین کے گرد سیاحت کر کے اس کا مشاہدہ کر لے

گفتگو اندر محافل داشتند
قوم را از کارِ غافل داشتند

انھوں نے یہ گفتگو اپنی مجالس تک ہی محدود رکھی اور قوم کو اصل کام (تفکر اور تدبر) سے غافل رکھا۔

از پیاپے آمدِ صبح و مسا
از حرورِ صیف و از بردِ شتا

صبح وشام کے پے در پے آنے سے نیز گرمیوں کی حرارت اور سردیوں کی ٹھنڈک سے

اہلِ فکرت را تحیر یار بود
ہمتِ عامی درین راہ خوار بود

مفکرین حیرت میں ڈوب جاتے، اور عام لوگوں کی ہمت اس مقام پر جواب دے جاتی

قصۂ تخلیق دنیا ہمچنیں
کس نمی فہمید آغازِ زمین

اسی طرح تخلیق دنیا کا قصہ ہے کہ کوئی بھی زمین کے آغاز کو نہیں سمجھتا تھا

داشت گر ایں علم را مردِ حکیم
بودش از اظہارِ آن صد ترس و بیم

اگرکسی صاحبِ حکمت کے پاس اس کی سوجھ بوجھ تھی بھی تو وہ اس کے اظہار سے سوطرح کے خوف وخطر میں مبتلا رہتا تھا

نار بطن ارض نامعلوم بود
علمِ ما در بحثِ این معدوم بود

زمین کی اندرونی تہوں کی آگ سے کوئی بھی واقف نہ تھا۔اور اس کے متعلق ہمارا علم معدوم تھا (موجودہ سائنس دانوں کا یہ مسلمہ نظریہ ہے کہ زمین کے اندر بکثرت پگھلی ہوئی معدنیات ہیں)(بے پناہ تپش کی وجہ سے زمین کے اندرونی حصے کا درجہ حرارت چار ہزار سنٹی گریڈ ہے۔اسے کرہ ثقلی کا نام دیا جاتا ہے، یہ نکل اور لوہے کا بنا ہوا ہے بیرونی دباؤ کی وجہ سے یہ ٹھوس حالت میں ہے۔لیکن ٹھوس اس طرح نہیں جس طرح فولاد ہوتا ہے بلکہ گندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم)

بر زمین تخلیق کوہ و اودیہ
آبِ دریا ہا و ریگِ بادیہ

زمین میں پہاڑ اور وادیوں کی خلقت دریاؤں کے پانی اور صحراؤں کی ریت (۱) واضح رہے کہ تصوف کی کتابیں ہیں اور وہ ستون صوفیانہ اصطلاح میں مذکور ہیں۔ان سے مراد حقیقی ستون نہیں۔(مترجم)

نوعِ حیواناتِ گوناگون رنگ
در بحار انواعِ ماہی و نہنگ

رنگا رنگ انواع کے حیوانات سمندروں میں مچھلیوں اور مگرمچھوں کی اقسام

بر ہوا تجدیف طیران و طیور
بر زمین این کر مکانِ مار و مور

ہوا میں پرندوں کی پرواز زمین پر یہ سانپ اور چیونٹیوں جیسے حشرات

بیشه و باغات و دشت و کوہسار
در بساتین نخل خرما و چنار

کوہستان وریگستان کی جھاڑیاں اور جنگلات اور باغات میں کھجور اور چنار کے درخت

صورتِ ہستی چگونہ یافتند
این ردائے زندگی چون بافتند

اِن سب چیزوں کا وجود کیسے آیا؟ انھوں نے زندگی کی چادر کیوں کر بُنی

رازِ خلق نوع ہائے زندگان
کس نمی فہمید پیش از این زمان

مختلف حیوانات کی تخلیق کا راز اس دور سے پہلے کوئی نہیں سمجھتا تھا

شمس و سیارات و انجم سر بسر
نیز این نزدیک تر جرمِ قمر

سورج، سیارگان اور جابجا ستارے، نیز یہ نزدیکی چاند

ہیئتِ جملہ ز ما اندر حجاب
بود تا بودیم محوِ خورد و خواب

ان سبھی کی ہیئت سے ہم نابلد تھے اور تب تک ہم لوگ کھانے اور سونے ہی میں مگن تھے

بر حقائق بحث بس مشکل نمود
حیرت ایں جا بر سرِ حیرت فزود

حقائق کی یہ بحث بہت دشوار تھی اس مقام پہ حیرت در حیرت پیدا ہوتی ہے

زانکہ ما علم و ہنر بگذاشتیم
پرچم جہل کہن افراشتیم

کیونکہ ہم نے علم و ہنر چھوڑ دیا اور پرانی جہالت کا پرچم تھامے رہے۔

شہریاراں را سرِ ذوقِ حروب
علم و فن را کرد زائل از قلوب

بادشاہوں نے ذوقِ جنگ (یعنی جنگ کے جنون) میں علم وفن کو لوگوں سے دور کر دیا

خونِ مردم را حلال انگاشتند
دین را افسانہا پنداشتند

خونِ انسانی کو حلال سمجھتے تھے اور دین کو افسانہ گردانتے تھے

گشت گم در غلغل آوائی کوس
رازِ حق جستن ز آفاق و نفوس

کائنات سے رازِ حق کی جستجو، نقاروں (جنگ کے طبل) کے شور میں گم ہوگئی تھی

حکمتِ نورستۂ اسلامیان
شد غریق شورشِ غوغائیان

مسلمانوں کو عطا شدہ نئی حکمت بلوائیوں اور حملہ آوروں کی شورش میں ڈوب گئی تھی

جہل و نادانی بیک سو رخنہ کرد
گشت اہل الرائے ہر بیہودہ مرد

جہالت اور نادانی نے ایک ہی طرف رخنہ اندازی کی اور ہر فضول آدمی اہل رائے بن بیٹھا

شرح و تفسیرِ کلام اللہ را
بر حکایت ہائے پیشیں شد بنا

قرآن کی تفسیر وتشریح کی بنیاد پرانی حکایات کو بنالیا گیا

کانِ حکمت ہست قرآنِ مبین
غفلت از آں کرد قومِ مسلمین

قرآنِ مجید تو حکمت کا منبع ہے جبکہ قوم مسلم نے اس سے غفلت برتی

از کتابِ حق نہ جستہ راز ہا
در پئے یونانیان رفتیم ما

قرآن مجید سے اسرار نہ ڈھونڈ کر ہم یونانیوں کے پیچھے چل پڑے (بجائے اس کے کہ ہم لوگ اپنی عقل استعمال کرتے، بطلیموس کے نظریات کی اندھی تقلید کرنے لگے)

علمِ یونان ناقص و ابتر بُوَد
علمِ قرآن کامل و برتر بُوَد

علم یونان ناقص اور بے نام ونشان ہے جبکہ علم قرآن مکمل ترین اور افضل ترین علم ہے

از فلاطون و ارسطو تا بہ کے
سوخت علمِ کہنہ چون خشکیدہ نے

افلاطون اور ارسطو کے قدیم نظریات کا علم ایک مدت تک بانس کے خشک تنوں کی طرح جلتا رہا

عقلِ انسان زد بہ اوج علم چنگ
از تگا پوئے جوانانِ فرنگ

پھر کہیں جا کر انسانی عقل نے انگریزوں کی پیروی میں بلندی پہ کمند پھینکی

رازِ گیتی جملہ را معلوم شد
شکل چون گویش بما مفہوم شد

زمین کے رموز سے سبھی آشنا ہو گئے اور ہمیں معلوم ہوا کہ زمین گول ہے

ہست معلومات عامِ ہر کسے
بیشتر اکنون ز فارابی بسے

اب تو ہر ایک کو ابو نصر فارابی سے زیادہ، عام معلومات حاصل ہیں

زانچہ فہمیدے فلاطون اندکی
شرحِ آن داند بہ مکتب طفلکی

افلاطون کے پاس جس قدر معلومات تھیں انھیں تو اب ایک طفلِ مکتب بھی سمجھتا ہے

مردمان رفتند بر گردِ زمین
شد ہویدا رازِ شکل سطحِ این

لوگ زمین میں سفر کرنے لگے تو سطحِ زمین کی ظاہری حالت کے اسرار واضح ہوئے

شاہدانِ این کہ افگندیم بن
گویم از پیمائش دنیا سخن

زمین کے مشاہدات کی ہم نے بنیاد ڈالی، اب میں اس کی پیمائش کی بات کرتا ہوں

از محیطِ ارض گفتہ نکتہ سنج
ہست یک صد کم الوفِ بیست و پنج

نکتہ دان لوگوں نے زمین کا محیط پچیس ہزار میں سے ایک سو کم بیان کیا ہے (یعنی ۲۴۹۰۰ میل محیطِ ارض ہے)

در حسابِ میل قطرش آمدہ
ہفت ہزار و نہ صد و ہم شانزدہ

میل کے حساب سے زمین کا قطر سات ہزار نو سو سولہ (۷۹۱۶) میل ہے

ار کنی پیمائش سطحِ جہاں
یک مربع میل را معیار دان

اگر آپ سطح زمین کی پیمائش کریں تو ایک مربع میل کو معیار سمجھیں

از کرورِ بیست کم کن در شمار
بیست و نہ لک نیز شصت و ہفت ہزار

گنتی میں کروڑ سے بیس کم کیجیے، انتیس لاکھ سڑسٹھ ہزار (۲۹۶۷۰۰۰) میل مزید شامل کرلیجیے (یعنی زمین کا کل رقبہ انیس کروڑ ستر لاکھ تینتیس ہزار (۱۹۷۰۳۳۰۰۰) مربع میل ہے)

منقسم دان این ہمہ را سر بسر
چار سو در قطع ہائے بحر و بر

روئے زمین کے قطعوں میں ہر چہار جانب ان کو تقسیم شدہ سمجھ

ہست با سبعین الوف اندر بحور
نوزدہ لک ہم چہار و دہ کرور

چودہ کروڑ انیس لاکھ ستر ہزار (۱۴۱۹۷۰۰۰۰) مربع میل (رقبہ) سمندروں کا بھی شمار کرلیں

رقبۂ اقطاعِ خشکی یاد دار
پنج کرور و نیم شصت و سہ ہزار

خشکی کے قطعوں کا رقبہ بھی ذہن میں رکھیے جو پانچ کروڑ پچاس لاکھ تریسٹھ ہزار (5,50,63000) مربع میل ہے

ہست بست و ہفت و نصف لک ازین
غرقِ زیرِ ثلجِ قطبین زمین

اس میں سے ستائیس لاکھ پچاس ہزار (27,50,000) مربع میل رقبہ زمین کے دونوں قطبوں (شمالی اور جنوبی) میں برف کی زد میں (بے آباد) ہے

مبتدی داند کہ ہست آب و ہوا
مختلف در منطقاتِ ارضِ ما

ابتدائی درجہ کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ ہماری زمین کے خطوں میں آب و ہوا مختلف رہتی ہے

استوا دارد بہاراں جملہ سال
برف دائم در جنوب و در شمال

خط استوا کے نیچے آنے والے ممالک میں تمام سال موسم معتدل اور ایک جیسا رہتا ہے جبکہ قطب شمالی اور جنوبی میں ہمہ وقت برف جمی رہتی ہے

شام در امریکہ باشد صبحِ ما
صیف ما سوئے جنوب آرد شتا

ہماری صبح کے وقت امریکا میں شام پڑ چکی ہوتی ہے جبکہ ہمارے ہاں گرمیوں کے زمانے میں جنوبی علاقہ جات میں سردیاں ہوتی ہیں

بطن دنیا دارد از بس احتدام
سنگ و آہن یابد آنجا انہمام

زمین کی اندرونی سطح مختلف حصوں میں بٹی ہوئی ہے جس میں پتھر اور لوہا وغیرہ موجود ہیں

در زمانِ حال یابد شیخ و شاب
علتِ این جملہ را اندر کتاب

موجودہ دور میں ہر بچہ اور بوڑھا اس کی وجہ کتب میں دیکھ سکتا ہے

علمِ اجرامِ فضائے آسمان
نیز بیش است ایں زمان از سابقان

اجرامِ فلکی کی معلومات بھی سابقہ زمانے کی نسبت اب عام ہو چکی ہیں

دوربین اجرام را نزدیک کرد
سطحِ مہ تردیدِ ہر تشکیک کرد

دوربین نے ان ستاروں اور سیاروں کو نزدیک کر دیا، چاند کی سطح نے جملہ شکوک و شبہات کی تردید کر دی۔

بنگر اندر دور بینی ماہ را

تا درونِ پردہ یابی راہ را

دوربین کے ذریعے مہتاب کا نظارہ کیجیے تاکہ آپ پردوں کے پیچھے (پوشیدہ) راز کو سمجھ سکیں

کوہ ہا بینی دران و دشت ہا

کان گواہی میدہد بر قولِ ما

اس میں آپ کو پہاڑ اور صحرا نظر آئیں گے، جو ہماری بات کی تصدیق کرتے ہیں

نیز جد و جہدِ دانائے حکیم

حل نمود اسرارِ ادوارِ قدیم

نیز دانش وروں کی کوششوں نے قدیم زمانے کے اسرار حل کر دکھائے

منکشف شد رمز ہائے ارتقا

آنچہ بود از چشمِ ما در اختفا

ارتقا کے کئی رموز منکشف ہو گئے جو کہ ہماری آنکھوں سے اوجھل تھے (ارتقا سے مراد ہے چیزوں کی پرانی حالت سے نئی مختلف صورتوں میں تبدیلی اور ترقی)

مغربی در اندلس آموخت فن

پس بران افزود از عقل و فطن

اہل یورپ نے اندلس سے فنون سیکھے اور عقل و دانش کے بل بوتے پر ان فنون میں ترقی کی (یعنی اندلس کے اسلامیہ مدرسوں سے حکمت و دانائی حاصل کی)

عقدہ ہائے دہر را حل کرد او

اختلافِ ما نشد حل در وضو

انھوں نے زمانے کے عقدے حل کیے جبکہ ہمارے وضو کے اختلاف ہی نہ حل ہو سکے (نعوذ

باللہ اس میں وضو کی حقارت مراد نہیں بلکہ علماء کی عقل پر ماتم ہے کہ حلِ مسائل میں کوشش نہیں کرتے ہیں)

ما چو کودک گردِ کوئے می دویم
ہمچو ایشان کے بہ منزل پے بریم

ہم بچوں کی طرح گلیوں میں بھاگتے پھر رہے ہیں یوں ہم ان کی طرح منزل تک کیسے پہنچ سکتے ہیں

او چو طائر رفت در جوِّ فضا
ما بہ کبر و بغض و کینہ مبتلا

انھوں نے پرندوں کی طرح فضا کا سینہ چاک کیا، ہم تکبر اور بغض وعداوت میں مبتلا رہے

بعد عمرے با ہمہ جہدِ عظیم
کشفِ رمزے می کند مردِ حکیم

تمام تر جد وجہد کے بعد جا کر کوئی ایک دانشور کسی رمز کا انکشاف کرتا ہے

لیک بحثِ جملہ اسرارِ کہن
ہست در قرآنِ ربانی علن

جبکہ تمام قدیم اسرار کی بحث قرآن مجید میں وضاحتاً موجود ہے

محو اندر معجزِ قرآنِ حق
می نویسم در ہمین دو سہ ورق

قرآن کے اعجاز میں ڈوب کر میں ان اسرار کو ابھی دو تین ورق میں بیان کرتا ہوں

آنچہ دیدستم بہ قرآنِ کریم
حل آن اسرارِ ادوارِ قدیم

ان قدیم اسرار کا جو حل میں نے قرآن کریم میں دیکھا ہے (اس کا خلاصہ پیش کرتا ہوں)

علم و حکمت را بہ قرآن یافتن
لعل را اندر بدخشان یافتن

علم وحکمت قرآن سے حاصل کرنا ایسا ہے گو یا بدخشان سے لعل تلاش کرنا

ہست کارِ عالمانِ نکتہ رس
نے چو من پابستۂ بندِ ہوس

یہ تو نکتہ دان علماء کا کام ہے نہ کہ مجھ جیسے ہوس پرست انسان کا

آنچہ میخواہم نوشتن سر بسر
شغل بیکاریست نے چیزے دگر

جو کچھ میں لکھنا چاہتا ہوں وہ تو محض ایک بے کار مشغلہ ہے اور کچھ نہیں۔

مقصدِ تسویدِ اوراق است این
نیست جنگِ ارتقا با علمِ دین

ان اوراق کو سیاہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نظریہ ارتقا علمِ دین کے مخالف نہیں ہے

(خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نظریہ ارتقا مسلمانوں کے مذہبی عقائد کے خلاف نہیں بلکہ قرآنِ مجید سے اس کی تائید کے اشارات جا بجا ملتے ہیں واضح رہے کہ یہاں ڈارون کا نظریہ ارتقا مراد نہیں۔(آگے چل کے مصنف اس کی خود تردید کریں گے)''از مترجم''

ہست قرآن سر بسر گفتارِ حق
نیز عالمہا ہمہ کردارِ حق

قرآن تو سراسر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے نیز تمام کائنات حق تعالیٰ کا کردار (یعنی مخلوق) ہے

کے بود کردار و گفتارِ خدا
ہمچو قولِ ما ز فعلِ ما جدا

حق تعالیٰ کے گفتار و کردار ہمارے اقوال کی طرح افعال کے مخالف کیسے ہو سکتے ہیں

گویم از تخلیق مادہ در شروع
می رسانم تا بہ تفریق فروع

آغاز میں مادہ کی تخلیق، اس کی فروعات (یعنی ترقی) کے فرق تک بیان کروں گا

ذکرِ ہر یک مرحلہ از ارتقا
در کلامِ حق نمایم مر ترا

ارتقا کے جملہ مراحل کا ذکر میں آپ کو قرآن سے دکھاؤں گا

گفت مارا این ہمہ رازِ نہان
ہادیِ برحق رسول ﷺ انس و جان

یہ تمام پوشیدہ راز ہمیں ہادئی برحق رسولِ انس و جان ﷺ نے بتلائے ہیں

با تو گفتم مدعائے این کتاب
از خدا خواہم کہ گردم کامیاب

میں آپ سے اس کتاب کا مدعا بیان کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب فرمائیں

من ز بس کم علم و نافہمیدہ ام
خوشۂ یک دو ز خرمن چیدہ ام

میں بہت ہی کم علم اور ناداں ہوں۔ بہت بڑے ڈھیر سے میں نے ایک دو خوشے چن رکھے ہیں

خوشہ چین از اہلِ دولت کے بود
پیشِ صاحب خرمن اُو لا شے بود

خوشہ چین دولت مندوں میں کب شمار ہوتا ہے کھلیان کے مالک کے سامنے تو یہ ہیچ ہے

مرد باش وا ختراعِ نَو بکُن
تو ممان چو من بہ میدانِ سخن

باہمت بنئے! اور نئی اختراع کیجیے، میری طرح میدانِ سخن ہی میں نہ پھرتے رہیے

ہم بہ این میدان نیَم من شہسوار
ہیچ دعوائے ندارم زینہار

میں اس میدان کا بھی شہسوار نہیں ہوں اور میرا ہرگز کوئی دعویٰ نہیں

یک کتابے می نویسم سرسری
تا بیابد مبتدی زان رہبری

میں تو ایک سرسری سی کتاب لکھ رہا ہوں تا کہ مبتدی اس سے رہنمائی حاصل کر لے

اخذ کردم ایں مضامین قشنگ
از تصانیفِ حکیمانِ فرنگ

یہ خوبصورت مضامین میں نے انگریز سائنس دانوں کی تصانیف سے اخذ کیے ہیں

در لغت کرد است امدادِ عظیم
او ستادم مولوی عبدالرحیم

اور لغت میں میرے استاد مولوی عبدالرحیم صاحب نے میری بہت مدد کی ہے

بہر تصحیح مطالب بیشتر
تذکرہ می داشتم پیشِ نظر

بہت سے مطالب کی درستی کے لیے ''تذکرہ'' (علامہ مشرقی کی کتاب) میرے پیشِ نظر رہی ہے۔

اخذِ ہر مطلب ز ماخذ میکنم
من فقط تسویدِ کاغذ میکنم

ہر مفہوم میں ماخذ سے ہی اخذ کرتا ہوں از خود تو میں نے صرف ورق ہی سیاہ کیے ہیں

بحثِ مجمل ہست این گفتارِ من
نیست در مقدورِ شرحِ این سخن

میری اس گفتار کی یہ اجمالی بحث ہے اس موضوع کی تشریح بیان کرنا میرے بس میں نہیں ہے

دستۂ از خوشہ چینی ہائے من
وائے بر این مختصر کالائی من

یہ میری خوشہ چینیوں کالبِ لباب ہے افسوس میری اس مختصر کاوش پر

قبل از شرح و بیانِ ارتقا
از نجوم و اختران گویم ترا

ارتقا کے بیان وتشریح سے پہلے میں ستاروں کی بابت آپ کو بتاتا ہوں

شد ز بحثِ نجمِ آغازِ کتاب
پس ہبوطے تا بہ جرثومے بہ آب

ستاروں کی بحث سے کتاب کا آغاز ہوا پھر پانی کے بڑے جانوروں سے جراثیم تک لکھا جائے گا

بعد ازان آید صعودے سر بسر
تابہ دورِ آدم والا گہر

اس کے بعد بتدریج بیان کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کا دور بیان کروں گا

جانِ تازہ داد مشتِ خاک را
خم کنم پیشش سرِ افلاک را

اللہ نے مٹھی بھر مٹی کو تازہ روح بخشی، تمام آسمان اس کے سامنے سر بہ خم ہیں

یاوری جویم ز ربّ العالمیں
خالق روح و سماوات و زمین

اللہ تعالیٰ کی مدد کا خواستگار ہوں جو زمین وآسمان اور فرشتوں کا رب ہے

راہِ من مشکل تر است از ہفت خواں
استعانت یا الٰہ المستعان

میری راہ نہایت ہی دشوار گزار ہے، یا اللہ میں آپ سے مدد چاہتا ہوں

بعد بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا بہ یَم
زورق افگندم خداوندا کرم

یا اللہ میں نے اپنی کشتی ''بسم اللہ مجریھا'' کہہ کر پانی میں اتار دی ہے اے اللہ آپ کرم فرمادیجیے۔

فصل دوم

دربحثِ نظام انجم ورؤیائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

درآں بارہ

''ستاروں کے نظام کی بحث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ان کے متعلق خواب مبارکہ''

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۷﴾

ترجمہ: اور زمین میں جتنے درخت ہیں، اگر وہ قلم بن جائیں، اور یہ جو سمندر ہے، اس کے علاوہ سات سمندر اس کے ساتھ اور مل جائیں، (اور وہ روشنائی بن کر اللہ کی صفات لکھیں) تب بھی اللہ کی باتیں ختم نہیں ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

(سورۃ لقمان، آیت نمبر: ۲۷، پارہ نمبر: ۲۱)

چیست ایں سقف بلند سادہ بسیار نقش
زین معما ہیچ دانا درجہان آگاہ نیست

یہ بہت سادہ اور نہایت منقش چھت کیا چیز ہے دنیا میں اس معمے سے کوئی آگاہ نہیں۔

باش درشب محوسیر آسمان
کن تماشائے طلسم اختران

رات کو آسمان کا نظارہ کریں اور ستاروں کے جھرمٹ کا مشاہدہ کریں

شمع ہا بینی بہ ہر سو مشتعل
ہر یکے را جایگاہے مستقل

اس میں آپ کو جلتی ہوئی شمعیں نظر آئیں گی۔ ہر ایک کی اپنی مستقل جگہ ہے۔

درمیانِ این مصابیحِ مُنیر
اختراعِ قدرتِ ربِ قدیر

ان روشن چراغوں میں آپ ربِّ قدیر کی قدرت کے مناظر دیکھیں گے

چند انجم جانبے بینی روان
جملگی یک سو مثالِ کاروان

ایک سمت میں چند ستارے آپ کو متحرک نظر آئیں گے جو سبھی قافلے کی مانند ایک ہی جانب چل رہے ہوں گے۔

انجمِ ساکن ثوابت نام شان
نجمِ گردان را تو سیّارہ بخوان

ساکن ستاروں کو ثوابت کہا جاتا ہے متحرک ستاروں کا نام سیارہ ہے

گویدت حافظؒ نداند ہیچ کس
این معما را کہ مشکل ہست بس

حافظ شیرازی کہتے ہیں کہ اس نہایت مشکل معمے کو کوئی نہیں سمجھ سکتا

فہمِ ما بازی دریں جا باخت است
عقلِ ما این جا سپر انداخت است

عقل اس مقام پر جواب دے جاتی ہے ہماری سمجھ نے یہاں بازی ہاری ہے۔

گرچہ شیرازی بگوید این چنین

لیک نومیدی بود اِثمٌ مُبِیْنٌ

اگرچہ شیرازی نے تو اسی طرح کہا ہے لیکن ناامیدی بہت بڑا گناہ ہے

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ہر دم بگو

زانکہ فرماید خدا لَاتَقْنَطُوْا

رب زدنی علما کا ورد ہر دم کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تقنطوا (مایوس مت ہو جاؤ)

از قیاسِ عالمان گویم سخن

تا کشاید بر تو این رازِ کہن

میں دانش وروں کے خیالات بیان کرتا ہوں تا کہ آپ پر یہ قدیم راز افشا ہو سکے

این ہمہ سیارہ ہائے خوش خرام

منسلک جملہ بہ سلکِ یک نظام

یہ تمام خوبصورت اور خوش رفتار ستارے ایک ہی نظام سے منسلک ہیں

گردشے دارند گردِ شمسِ ما

در فضا ہر لحظہ مشغولِ تیرنا

ہمارے سورج کے گرد ہمہ وقت فضا میں محو گردش رہتے ہیں اور یہ سبھی آسمان میں تیر رہے ہیں

ہست قرآن ہم باین سو رہنمون

اخذِ مطلب کن ز کُلٌّ یَّسْبَحُوْنَ

قرآن بھی اسی جناب رہنمائی کرتا ہے وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ سے یہی مطلب اخذ کی جاتی ہے۔

ارضِ ما در سلکِ اینان منسلک
در طوافِ شمس ہر دم منہمک

ہماری زمین بھی اسی نظام میں منسلک ہوکر سورج کے گرد گھومتی رہتی ہے

شمس دارد جائے در وسطِ نظام
زان نظامِ شمس این را گشت نام

سورج اس نظام کے درمیان میں واقع ہے اس لیے اس نظام کا نام ''نظامِ شمسی'' ہے

در فضا گردان بہ گردِ آفتاب
نہ ز سیارات بینی در شتاب

سورج کے گرد فضا میں تیزی سے گردش کرتے ہوئے نو (۹) سیارے آپ کو نظر آئیں گے

آنکہ این دُرہائے دانش سفتہ اند
چار اقرب پنج ابعد گفتہ اند

جنھوں نے یہ دانشمندی کے موتی پروئے ہیں انھوں نے چار سیارے اقرب اور پانچ ابعد کہے ہیں (یعنی سورج سے قریب اور دور)

گردِ شمس اول عطارد مے دَود
بعد ازان نوبت بہ زہرہ می رسد

سورج کے گرد گردش کرنے والا پہلا سیارہ عطارد ہے اور اس کے بعد پھر زہرہ کی باری آتی ہے

ثالث از اجرامِ اقرب این زمین
زان سپس مریخ آید چارمین

اقرب سیاروں میں سے تیسرا ہے، یہ زمین ہے، اس کے بعد چوتھا نمبر مریخ کا ہے

تو عطارد را ز شمس ضَوفشان
سہ کرور و شصت لک میلش بدان

سورج سے عطارد کا فاصلہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ میل ہے(۳۶۰۰۰۰۰۰)

در حسابِ میل خواہی قطرِ این
سہ ہزار و سی بود آن بالیقین

جبکہ اس کا قطر تین ہزار تیس میل (۳۰۳۰) ہے

بعدِ زہرہ چون حکیمی حل نمود
شش کرور ہفتاد و دو لک میل بود

سائنس دانوں کے نزدیک زہرہ سورج سے چھ کروڑ بہتّر لاکھ میل (۶۷۲۰۰۰۰۰) دور ہے

طولِ قطرش با تو گویم در شتاب
ہفت ہزار و ہفصد آمد در حساب

اور اس کا قطر سات ہزار سات سو (۷۷۰۰) میل ہے

دوریِ دنیا بود اندر شمار
نہ کرور بست و ہشت لک نہ ہزار

اور ہماری زمین سورج سے نو کروڑ اٹھائیس لاکھ نو ہزار (۹۲۸۰۹۰۰۰) میل دور ہے

نزدِ دانا بُعدِ مریخ آمدہ
پانزدہ لک با کرورِ چاردہ

سائنس دانوں کے نزدیک مریخ کا فاصلہ چودہ کروڑ پندرہ لاکھ میل (۱۴۱۵۰۰۰۰۰) ہے

کرد چون تخمین قطرش نکتہ دان
چار الف و دو صد و سی بود آن

اور انھوں نے اس کے قطر کا تخمینہ چار ہزار دو سو تیس (۴۲۳۰) میل لگایا ہے

بعد از مریخ در وسطِ نظام
یک خلائے پہن را باشد مقام

مریخ کے بعد اس نظام کے درمیان ایک بہت بڑا خلا ہے

در حسابِ میل عرضش راشمار
پانزدہ لک کم کرور و سی و چار

جس کا فاصلہ چونتیس کروڑ سے پندرہ لاکھ کم ہے۔یعنی تینتیس کروڑ پچاسی لاکھ

خرد تر سیارگان اندر فضا
جائے خود دارند بَین این خلا

پھر فضا میں بہت ہی چھوٹے سیارے اس خلا میں موجود رہتے ہیں

نامِ آن ہا را سیارک مے نہم
حالِ آن ہا مختصر کردم رقم

انھیں چھوٹے سیارے (یا سیارچے) کہوں گا، میں ان کے متعلق مختصراً عرض کرتا چلوں

نیمۂ مثلِ شہابِ ثاقب اند
چند دیگر با کلان تر قالب اند

یہ نصف یا چھوٹے شہابِ ثاقب کی مانند ہیں اور چند ایک کی جسامت ذرا بڑی بھی ہے

ہر یکے دارد مدارِ خویشتن
ہر یکے رقصد بہ تارِ خویشتن

ہر ایک کا ایک اپنا مدار ہے اور یہ اپنے محور کے گرد بھی گھومتے ہیں

میدہند اینان بہ اربابِ ہنر
از یکے سیار بشکستہ خبر

اہل ہنر (یعنی سائنس دان) انھیں کسی ایک بڑے سیارے کے ٹکڑے قرار دیتے ہیں

بود شاید در نظام اندر قدیم
اغلباً دیگر یکے جرمِ عظیم

شاید کسی قدیم دور میں یہ ایک علیحدہ اجرامِ فلکی کا کوئی نظام تھا

بر شکست آن جرم از اسبابِ چند
پارہایش این کہ می بینی نژند

(اجرامِ فلکی میں سے) اس جرم کے ٹوٹنے کی یہ چند نشانیاں ہیں جن کے ٹکڑے آپ دیکھتے ہیں

آن کہ باشد زین سیارک ہا کلان
پنج صد میل ست طولِ قُطرِ آن

ان چھوٹے سیاروں میں سے سب سے بڑے سیارے کا قطر پانچ سو (۵۰۰) میل ہے۔

از خلائے پر سیارک بگذریم
سمتِ اجرامِ کلان تر بر پریم

جب ہم ان ستارچوں بھرے خلا سے گذرتے ہیں تو پھر بڑے اجرام کی طرف بڑھتے ہیں۔

پنج دیگر اند سیّارِ برون
مشتری بعدش زُحل تا نفشیون

اس سے پرے پانچ اور بھی سیارے موجود ہیں جن میں مشتری اس کے بعد زحل اور نیپچون تک ہیں۔

چون نہم سیار دید عین الیقین
بہر او نامِ فلاطوں شد یقین

جب نویں سیارے کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لیا گیا تو اس کا نام پلوٹو (Pluto) رکھ دیا

در حسابِ میل آمد در بیان
بُعد و قُطرِ این ہمہ سیارگان

ان سب سیاروں کا فاصلہ اور قطر میل کے حساب سے بیان کیا جائے گا

مشتری باشد ز شمس مشتعل
سی و سہ لک ہم کرورِ ہشت و چہل

مشتری کا فاصلہ سورج سے اڑتالیس کروڑ تینتیس لاکھ میل ہے۔(۴۸۳۳۰۰۰۰۰)

طولِ قُطرِ مشتری را یاد دار
پنج صد ہشتاد و شش آمد ہزار

اور مشتری کا قطر چھیاسی ہزار پانچ سو(۸۶۵۰۰) میل ہے

بعد خورشید از زحل پیوده گشت
شصت لک باشد کرور ہشتاد و ہشت

زحل کا فاصلہ سورج سے اٹھاسی کروڑ ساٹھ لاکھ(۸۸۶۰۰۰۰۰۰) میل ہے

کرد چون دانائے ہیئت دان شمار
قطرِ آن ہفتاد و سہ آمد ہزار

اور اس کا قطر علمِ ہیئت کے ماہرین نے تہتر ہزار(۷۳۰۰۰) میل بیان کیا ہے

ہفتمین سیارہ او رانوس نام
در فضا بعد از زحل دارد مقام

زحل کے بعد فضا میں ساتواں سیارہ یورینس ہے

با کرورِ یک صد و ہفتاد و ہشت
بہرِ بعدش نوزدہ لک جمع گشت

اس کا فاصلہ سورج سے ایک ارب اٹھہتر کروڑ انیس لاکھ(۱۷۸۱۹۰۰۰۰۰) میل ہے

قطرِ آن نزدِ حکیمِ ذی وقار
نہ صد آمد نیز سی و یک ہزار

سائنس دانوں کے نزدیک اس کا قطر اکتیس ہزار نوسو(۳۱۹۰۰) میل ہے

درمیانِ طائفانِ آفتاب
نفشیون ہشتم بود اندر حساب

سورج کے گرد گھومنے والے سیاروں میں سے آٹھواں نمبر نیپچون کا ہے

دو کرور و ہم لکوک ہشتاد و چار
کم کن از سہ ارب و بُعدش یاد دار

اس کا سورج سے فاصلہ دو ارب ستانوے کروڑ سولہ لاکھ (۲۹۷۱۶۰۰۰۰۰) میل ہے

طولِ قُطرِ آن الوفِ سہ ہزار
بیش از او رانوس آید در شمار

اور اس کا قطر یورینس سے تین ہزار میل زیادہ یعنی چونتیس ہزار نو سو (۳۴۹۰۰) میل ہے

چون ز جہد و سعیِ شخصِ ہوشیار
کرد پیمائش بہ میل دہ ہزار

کسی ماہر سائنس دان نے بڑی کوشش کے بعد اس کا یورینس سے فاصلہ دس ہزار (۱۰۰۰۰) میل بتایا ہے۔

از فلاطوں تا بہ مصباحِ فلک
بود دو صد سی ہزار و چار لک

پلوٹو سے سورج تک چار لاکھ دو سو تیس ہزار کا فاصلہ ہے۔ (پلوٹو کا فاصلہ دراصل ۳ارب ۶۷ ہزار میل ہے۔ یہ سیارہ اس زمانے میں دریافت ہوا تھا اس لیے مصنف شاید اس کے فاصلے کے بارے میں یقین سے کچھ نہ کہہ سکے۔

گفت دانا قطرِ آن را سربسر
می ندانم از عطارد بیشتر

اس کا قطر ماہرین کے مطابق عطارد سے زیادہ نہیں ہے۔عطارد کی نسبت اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔

ہست نامعلوم حالش این زمان
صحت اعداد ناید در گمان

اس کی حالت اس دور تک معلوم نہیں ہوسکی اور (قطر کے بارے میں) صحیح اندازہ بھی بیرون از قیاس ہے۔

ماہ و مریخ و زحل ہم مشتری
با سہ دیگر راہرو در برتری

چاند، مریخ، زحل اور مشتری، دیگر تین سیاروں کے ساتھ (بقیہ سیاروں کے نسبت) بلندی پر محو گردش ہیں۔

خطِّ سیر شان بُوَد بر گردِ ما
چون طبق فوقِ طبق اندر فضا

ان تمام کا گردشی مدار فضا میں درجہ بدرجہ (تہ درتہ) ہمارے (یعنی زمین کے) اردگرد ہے۔

رمزِ جرم و راہِ او قرآن کشاد
بر طرائق رفتن سبعٌ شداد

ان کے اجسام اور مدار کا اشارہ قرآن نے واضح کیا ہے کہ سات سخت اجسام کا اپنے اپنے رستوں میں چلنا۔(قرآن میں ایک جگہ ارشاد ہے {وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ} "تحقیق ہم نے پیدا کیے تمھارے اوپر سات راستے" اور دوسری جگہ ارشاد ہے {وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا} "اور ہم نے بنائے تمھارے اوپر سات سخت اجسام" پس عقلِ سلیم بآسانی باور کرسکتی ہے کہ سات راستے سات اجسام کے لیے، جس سے مراد سات سیارے اور ان کے سات مدار ہیں"

غیر از ینہا طایفانِ آفتاب
کوکبِ دمدار و احجارِ شہاب

ان کے علاوہ سورج کے گرد گردش کرنے والے دمدار ستارے اور شہاب ثاقب بھی ہیں

بحثِ اینان است در فصلِ دگر
نَو بنَو نظّارہا را در نگر

ان کی بحث ایک دوسری فصل میں ہے جہاں آپ نئے نئے نظاروں کو دیکھیں گے

گفتمت از جملہ ارکانِ نظام
ہر یکے در گردشِ خود تیز گام

میں نے تمھیں بتایا کہ نظامِ شمسی کے تمام سیارے بہت تیز رفتار سے اپنی گردشوں میں مصروف ہیں

نزدِ دانایانِ پیشینہ عُہُود
مرکزِ افلاکِ سبعہ ارض بود

قدیم دور کے حکما کے نزدیک سات آسمانوں کا مرکز، زمین تھا

یک فلک می داشت ہر نجمِ رواں
ہمچو دولابے بہ گردِ ما دواں

ہر سیارے کے لیے ایک ہی آسمان تصور کیا جاتا تھا، جو ہمارے آس پاس چرخی کی طرح پیہم گردش کرتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

سخت مثلِ آہن و چون شیشہ صاف
گفت آں را ہر کہ زد از عقلِ لاف

محض اٹکل کی پیروی کرنے والوں کے نزدیک آسمان لوہے کی طرح سخت اور آئینے کی مانند شفاف ہوتا تھا۔

بر ثوابت فکرِ ایشاں چون بتاخت
یک فلک بالائے کل افلاک ساخت

جب ان کی سوچ ستاروں کی طرف پلٹی تو انھوں نے تمام آسمانوں کے اوپر ایک اور آسمان ثابت کر دیا۔

این ہمہ گردِ زمین گردان بُدند
بہرِ ما این جملہ سر گردان بُدند

یہ تمام آسمان، زمین کے گرد گھومتے تھے گویا ہمارے لیے سرگرداں تھے۔ (بطلیموس کے اس عقیدہ کی بنیاد پر حکیم ناصر خسرو نے یہ غلط عقیدہ گھڑا کہ آٹھویں (فرضی) آسمان کے گرداگرد فرشتے اور تمام آسمان طواف کرتے ہیں)

نزدِ ایشان زیست اندر این زمین
بہترین مخلوقِ رب العالمین

ان کے نزدیک اس زمین میں اللہ کی سب سے بہتر مخلوق رہائش پذیر تھی۔

خود پسندی بود در دل ہا نہان
شمع دانِ ماست گفتند آسمان

اور ان کے دلوں میں خود پسندی بھی چھپی ہوئی تھی، اور ان کے نزدیک آسمان دراصل ہمارے لیے چراغوں کا فانوس تھا۔

احمدِ آخر زمان خیرالبشر ﷺ
گفت بسیارند دنیا ہا دگر

پیغمبر آخرالزماںؐ، خیرالبشرؐ، نبی کریمؐ نے فرمایا کہ دیگر بہت سی دنیائیں ہیں

ہست ہر یک پرُ ز مخلوقِ خدا
آدم و پیغمبرِ ہر یک جدا

جو سبھی اللہ کی مخلوقات سے پرُ ہیں اور ہر ایک کا آدم (یعنی جدِ امجد اور) انبیا علیحدہ علیحدہ ہیں

چوں کسے جویائے رازِ حق نبود
ماند این عقدہ برِما ناکشود

چونکہ حق کے راز کا مُتلاشی کوئی نہیں تھا اس لیے یہ عُقدہ ہم پر وا نہ ہو سکا تھا۔

قولِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را نکردہ اقتدا
مقتدی گشتند بطلیموس را

نبی کریمؑ کے اقوال کو نظر انداز کر کے انھوں نے بطلیموس کی پیروی کی

شمعِ حکمت را نہ خود افروختیم
این زمان از مغربش آموختیم

حکمت کی شمع ہم نے خود نہ روشن کی بلکہ یہ علوم مغرب سے سیکھ لیے

گفتم از سیارگان تا اختتام
مے نہم بالا ازین منزل دوگام

سیاروں کے متعلق میں نے اختتام تک بات کر دی اب اس سے دو قدم آگے چلتے ہیں

از ثوابت اندکے سازم بیان
تاشوی آگہ ز سرِّ اختران

ستاروں کے متعلق تھوڑا سا لکھتا ہوں تا کہ آپ ستاروں کے اسرار سے واقف ہو سکیں

گر تو تعدادِ ثوابت خواستی
گوشِ جان بکشا بگویم راستی

اگر آپ ستاروں کی تعداد جاننا چاہتے ہیں تو توجہ کیجیے، میں آپ کو سچ بتاتا ہوں

از ہمہ ذرّاتِ ریگ اندر جہان
گفت آں ہا را فزون تر نکتہ دان

اہلِ علم لوگوں نے دنیا میں موجود ریت کے ذرات سے زیادہ ان کی تعداد بتلائی ہے

جملۂ این ہا مثالِ شمس ما
بحرِ آتش سہمگین و شعلہ زا

یہ تمام ستارے ہمارے سورج کی طرح حد سے بڑھ کر شعلہ زن اور آگ کے سمندر ہیں

ہم بہ قرآن است زینسان اندراج
شمس را مصباح خوانند و سراج

قرآن مجید میں بھی کچھ اس طرح مذکور ہے کہ سورج کو چراغ اور قندیل کہتے ہیں

گر ندانستی ہمین گفتارِ ما
غور کُن بر رمزِ زَیَّنَّ السَّمَآءَ

اگر آپ میری یہ بات نہیں سمجھے تو زَیَّنَّ السَّمَآءَ کی رمز پر غور کریں۔(قرآنِ مجید میں آفتاب کے متعلق ارشاد ہے{وَجَعَلْنَا الشَّمْسَ سِرَاجًا}'اور ہم نے سورج کو چراغ بنایا' اور ستاروں کی بابت فرمایا{وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ}"ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزین کیا" کیونکہ مصباح اور سراج چراغ کو کہا جاتا ہے لہٰذا یہ اشارہ ہے کہ سورج اور ستاروں کا مادہ ایک ہی چیز ہے)

در کلانی قطر بعضی را کتاب
گفت میل سی کرور اندر حساب

بعض اجسام کے قطر کی بڑائی کو کتاب نے تیس کروڑ میل بتایا ہے۔

کم ز نُہ لک میل قُرصِ شمس ماست
فرق را بنگر برون از فہم ماست

ہمارے سورج کا قطر نو لاکھ میل سے کچھ کم ہے، اب فرق دیکھ لیجیے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے (صحیح مقدار 8 لاکھ 65 ہزار میل ہے)

آلۂ مقیاس بر آنہا گمار
درجۂ گرمی بود تا سہ ہزار

تھرمامیٹر سے ستاروں کا درجہ حرارت معلوم کیجیے ان کا درجہ حرارت تین ہزار ڈگری سینٹی گریڈ تک ہوگا

باز گو اے صاحبِ عین الیقین
منکرِ دوزخ چہ فرماید درین

تو پھر اے یقین کی آنکھ پر ایمان لانے والا انسان! بتا تو سہی کہ دوزخ کے منکر کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

از زمین تا ثابتِ اقرب بما
چار سالِ نور شد بُعدِ فضا

زمین سے قریب ترین ستارے کا فاصلہ ہمسے چار نوری سال کی مسافت کے بہ قدر ہے (یعنی روشنی چار سال میں جتنا سفر طے کرے گی اتنی دوری پر سب سے قریبی ستارہ ہے)

اکثرِ آن ہا ز بس باشد دُور
از نظامِ ما ہزاران سال نُور

ان میں سے اکثر بہت زیادہ دور ہیں (جو یقینا) نظامِ شمسی سے ہزاروں نوری سال کی دوری پر ہیں

ہم چنان دارند بعد از یک دگر
وسعتِ مخلوقِ خالق را نگر

اسی طرح کا فاصلہ ان میں ایک دوسرے کے درمیان ہے' اللہ کی مخلوقات کی وسعت کو دیکھئے!

فی دقیقہ سرعتِ رفتارِ نور
در حسابِ میل گفتہ ذی شعور

دانش وروں نے میل کے حساب سے روشنی کی فی منٹ رفتار بتائی ہے

یک لک و ہشتاد و شش آمد ہزار
نیز سہ صد بست و شش اندر شمار

(جو) ایک لاکھ چھیاسی ہزار تین سو چھبیس (۱۸۶۳۲۶) میل فی سیکنڈ ہے

تا بہ سالے تو بکن این را حساب
معنیِ یک سالِ نوری را بیاب

ایک نوری سال کا مفہوم سمجھنے کے لیے آپ کو سال بھر کا حساب اسی حساب سے کرنا پڑے گا (یعنی ایک نوری سال=365×24×60×60 سال)۔

می دہند از کثرتِ خلقت نشان
شمس ہائے بیکرانِ کہکشان

کہکشاں کے لاتعداد سورج کثرتِ مخلوقات کی علامت ہیں۔ ہیئت دانوں کے مطابق کائنات میں بے شمار کہکشائیں ہیں اور ہر کہکشاں میں متعدد نظام اور ہر نظام کا ایک سورج' جیسے نظام شمسی

خواست چون تعدادِ آنہا ہوشیار
سی ارب دانم کہ تخمین شد شمار

دانشوروں کے نزدیک ان سورجوں کی تعداد تقریباً تیس ارب ہے

گفتہ اند از کہکشان تا شمسِ ما
جملہ باشد در محیطِ یک فضا

کہتے ہیں کہ ہمارے نظامِ شمسی کی پوری کہکشاں فضا میں ایک ہی احاطے میں پھیلی ہوئی ہے۔

شکل جمع این ثوابت را حکیم
گفت در صورت چو دولابِ عظیم

سائنس دانوں نے ان ستاروں کی ہیئت ایک بہت بڑے چرخے کی مانند بیان کی ہے

در سطبری نزدِ اربابِ شعور
ہست مجمع ہشت ہزار از سالِ نور

ان کی موٹائی (چوڑائی) آٹھ ہزار نوری سالوں (کی مسافت) کے بقدر ہے

سالِ نُور قطرِ آن سہ صد ہزار
کردہ است تخمین حکیمِ پختہ کار

اور ایک نوری سال تین لاکھ (۳۰۰۰۰۰) میل قطر کی بقدر ہوتا ہے (واضح رہے کہ نوری سال سے مراد ہے کہ تین سو پینسٹھ دن میں روشنی جتنا سفر کر سکتی ہے اتنے میل اور روشنی کی رفتار فی سیکنڈ تقریباً ایک لاکھ چھیاسی ہزار تین سو چھبیس میل ہے۔ اسی حساب سے اس کی سال بھر کی مسافت کو ایک نوری سال کہا جاتا ہے)۔

گر نظامِ کہکشان را بنگری
ہست این ہم در خرامِ محوری

اگر آپ نظامِ کہکشاں پر غور کریں تو یہ بھی محوری گردش میں ہے (نظامِ شمسی، نظامِ کہکشاں کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اور نظامِ کہکشاں کے اردگرد دو لاکھ نوری سالوں کی مسافت کے بعد کئی ستارے گردش کرتے رہتے ہیں، اور پھر ان سے باہر بھی اتنی ہی دوری پر دیگر کئی اس طرح کے ستارے محوِ گردش ہیں۔

در مثال این جمع را بر کہکشان
براعظم از ثوابت کن گمان

ان ستاروں کے ہجوم کی مثال کہکشاں میں ''ستاروں کے براعظم'' کی مانند ہے۔

چون جزائر چند مجمع گردِ این
می توانی دید اندر دوربین

اور جزیروں کی طرح ستاروں اور سیاروں کے چند گروہ اس کہکشاں کے گرد آپ دور بین کے ذریعے دیکھ سکتے ہیں

ابعدِ شان را ز دولابِ نظام
در دو لک از سالِ نور آمد مقام

نظامِ کہکشاں کے آسمان کے بعد دو لاکھ نوری سالوں کا فاصلہ ہے۔

آن ہمہ باشد جزوِ کہکشان
تا بعانش در خرامِ جاودان

اور وہ سب اجسام بھی کہکشاں کے اجزا ہیں جو اس کی پیروی میں ہمیشہ محوِ گردش رہتے ہیں

بس مجامع غیر ازین بینی دگر
در فضائے لا مکانی منتشر

ان کے علاوہ بھی آپ کو وسیع فضا میں بہت سے ہجوم پھیلے ہوئے نظر آئیں گے

در خلا بینی عنا قید سترگ
از مجرہ چند ہا یابی بزرگ

(یہ ہجوم) خلا میں آپ کو انگوروں کے خوشوں کی مانند نظر آئیں گے، جن میں چند ایک بڑے بھی ہوں گے

مجمع را در حسابِ سال نور
ہست بُعد از ما چہارو دہ کرور

کہکشاں کا ایک گروہ ہم سے (یعنی نظامِ شمسی کی کہکشاں سے) چودہ کروڑ نوری سالوں کی مسافت پر ہے

بیست لک دیگرِ مثیل کہکشان
در فضائے بیکران دیدن توان

مزید بیس لاکھ کہکشائیں بھی فضائے بیکراں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

کے شود باور بہ عقل ارجمند
این شموس جملہ تنہا و نژند

عقلِ سلیم یہ کب باور کر سکتی ہے کہ یہ سب اپنی اپنی جگہ الگ الگ قوی ہیکل سورج ہیں۔

اغلباً دارند اکثر در خرام
چند سیارات ہمرہ در نظام

ان میں سے اکثر و بیشتر اپنے اپنے نظام کے سیاروں کے ہمراہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

ہریکی شمس نظامِ خویشتن
ہر یکے برعالمے پَر توفگن

اپنے اپنے نظام کا ہر ایک سورج ایک ایک عالم (جہان) پر سایہ فگن اور ضوفشاں ہے۔

شمس با سیارگان تا نفشیون
گر رود از صفحۂ ہستی برون

ہمارا سورج اگر نیپچون تک کے سیاروں سمیت کائناتِ عالم سے نکل جائے۔

بہرِ ما باشد ہمان یوم الیقین
کے رسد نقصان عالم را ازین

تو ہمارے لیے تو وہی قیامت کا دن ہوگا، لیکن کائنات کو اس سے کیا نقصان پہنچے گا؟

گرہمی گویند از راہِ جدال
جُز دریں دنیا حیات آمد محال

اگر تعصب کے طور پر (سائنس دان) یہ کہیں کہ اس دنیا کے علاوہ زندگی محال ہے۔

تو بگو این نفیؔ شانِ کبریا است
چیست کان بردعوی ایشان گوا است

تو آپ کو کہنا چاہیے کہ یہ حق تعالیٰ کی شان کبرائی کی نفی ہے، ان کے پاس اس دعوے کی کیا دلیل ہے؟

شعلۂ برق اصل مادہ بودہ است
مادرِ جملہ ہیولیٰ بودہ است

بجلی کا شعلہ مادے کی بنیاد ہے اور مادہ جملہ اجسام کی ماں ہے۔

پس چرا این یک زدیگر ہا جدا است
محکمی بر این عقیدہ ناروا است

تو پھر یہ ایک دوسرے سے جدا کیوں ہیں؟ اس عقیدے پہ ڈٹ جانا درست نہیں۔

کے رود باعلم و حکمت ہمعنان
ملتِ فرسودۂ نصرانیان

علم و حکمت میں فرسودہ قومِ نصاریٰ ہماری ہم پلہ کیسے ہوسکتی ہے۔

رہبرِ کامل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
سر بسر حل کرد این نکتہ بما

رہبرِ کامل جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نکتہ ہمارے لیے واضح طور پر حل فرما دیا ہے

گویمت رویاء ختم المرسلین
کاشفِ اسرارِ ربِّ العالمین

میں آپ سے کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اسرار بیان کرتے ہیں

در شب معراج شاہِ دوسرا
دیدا از امرِ خدا این ماجرا

شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امرِ خداوندی سے یہ ماجرا دیکھا۔

اشتراں رفتند سوئے در قطار
در حساب افزون ز اعداد و شمار

کہ بے شمار اونٹ قطار در قطار چل رہے ہیں

پےَ بہ پےَ رفتند از صبحِ ازل
لیک ساقہ ہمچنان پرُ بے خللَ

صبحِ ازل سے پے در پے چلے جا رہے ہیں اور انکے درمیان میں بالکل فاصلہ نہیں ہے

ہر یکے زین اشترانِ بے شمار
داشت بر بالائے پشتِ خویش بار

ان لاتعداد اونٹوں میں سے ہر ایک کی پشت پر بوجھ لدا ہوا ہے

تا تماشایش کند شاہِ شہیر
باریک اشتر بیاوردند زیر

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا کہ ایک اونٹ کا بوجھ اس کی پشت سے اتار لیا گیا

دید تر بوز اندران صندوق ہا
ہر یکے درحجم چوں دنیائے ما

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (اس اونٹ پر لدے) ان صندوقوں میں تربوز دیکھے، جن میں سے ہر ایک کا حجم ہماری دنیا کے برابر تھا

ہر یکے آباد مانندِ زمین
کوہسار و دشت ہا نیز ایں چنین

ہر ایک تربوز زمین کی طرح آباد تھا، نیز ان میں اسی (زمین) جیسے پہاڑ اور صحرا بھی تھے

معترض براین مشو اے بوالفضول
یاد کن رمزِ علیٰ قدرِ عقُول

محترم! اس پہ اعتراض نہ کیجیے، بلکہ علی قدرِ عقول کی رمز کو پیشِ نظر رکھیے (اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ: (نحن معاشر الانبیآء نکلّم النّاس علی قدر عقولھم) ہم انبیاءؑ لوگوں سے ان کی عقل کی بقدر گفتگو کرتے ہیں)

این حدیثِ سرورِ خیر البشر
رازِ عالم را کند حل سربسر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیثِ مبارکہ کائنات کے اسرار کو واضح طور پر حل کر دیتی ہے

تو ببین سیارگان را جملگی
ہمچو تر بوز است شکل ہر یکی

آپ تمام سیاروں کو دیکھ لیں، سبھی کی شکل تربوز جیسی ہے (یعنی بیضوی)

بار اشتر است تمثیل نظام
در فضائے بیکران اندر خرام

اس نظام (شمسی) کی مثال اونٹ کے بوجھ جیسا ہے جو لامحدود فضا میں حرکت کرتا ہے۔

در مثالِ این طلسمِ اختران

گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبارِ اشتران

ان ستاروں کے جھرمٹ کی مثال کو آپؐ نے اونٹوں کے بوجھ سے تشبیہہ دی ہے

تادرین جا عقلِ انسان کئے رسد

گاؤبہ در سبزہ زارِ خود چَرد

انسان کی عقل اس مقام تک کب پہنچ سکتی ہے۔اس عقل سے وہ گائے بہتر ہے جو اپنی چراگاہ میں چر رہی ہوتی ہے۔(مطلب یہ ہے کہ رسول خدا نے نظام شمسی کی جو مثال پیش فرمائی ہے اس کے سامنے انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے)۔

از نظامِ شمس گویم قصۂ

تارسد مرطالبان را حصۂ

نظامِ شمسی کے متعلق میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں تاکہ اہل طلب کو کچھ حصہ مل سکے

صحیفۃ التکوین

حصہ اول

آغازِ دوان گشتن ایں زرّین طاس
انجامِ خرابیٔ چنین نیک اُساس
فہمیدہ نمی شود بہ معیارِ عقول
سنجیدہ نمی شود بہ مقیاسِ قیاس

حکیم عمر خیام نیشاپوری

''اس خوبصورت دنیا کا وجود میں آنا اور پھر (قیامت میں) ملیامیٹ ہو جانا' عقل سے سمجھ میں نہیں آ سکتا' اور اٹکل کے ترازو پہ یہ بات واضح ہی نہیں ہوتی۔

تیسری فصل

در تخلیق ذرات مادی وظہور ہیولا وارتقائی نظام کہکشان وبحثِ نظامِ شمسی و در ذیل آن مادی ذرات کی تخلیق' اجسام کا ظہور' نظامِ کہکشاں کی ترقی اور اس کے ذیل میں نظامِ شمسی کا بیان

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے باری باری آنے جانے میں ان عقل والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں، (اور انہیں دیکھ کر بول اٹھتے

ہیں کہ)''اے ہمارے پروردگار! آپ نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ آپ (ایسے فضول کام سے) پاک ہیں۔ پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالیجئے۔

(سورۃ آل عمران، آیت: ۱۹۰، ۱۹۱، پارہ نمبر: ۴)

من بنام ربِّ رحمٰن و رحیم
قصّہ آغازم ز حالاتِ قدیم

رب رحمن ورحیم کے نام سے میں حالات قدیم کا قصہ شروع کرتا ہوں

آن خداوندے کہ از صبح ازل
خالق است ورازق است ولم یزل

وہ ایسی ذات ہے جو صبح ازل سے خالق ورازق اور لازوال ہے

رحمتِ خلّاق در آغازِ کار
شد ظہورِ قدرتش را خواستگار

دنیا بنانے کے آغاز میں اس کی رحمت اس کی قدرت کے ظہور کی خواستگار ہوئی

نے زمین نے شمس عالم سوز بود
نے حساب صبح و شام و روز بود

نہ زمین تھی نہ شعلہ زن آفتاب تھا اور نہ ہی صبح وشام اور روز وشب کا کوئی حساب تھا

کے زند عقل اندران وادی قدم
ثابت و سیار درکتم عدم

عقل اس بات کو کب باور کرتی ہے کہ ستاروں اور سیاروں (نیز آسمانوں اور زمین) کا (سرے سے کوئی) وجود ہی نہیں تھا

خواست تا مخلوق را پیدا کند
باب رحمت را بعالم وا کند

اللہ کی مشیئت تخلیقِ خلقت کی طرف متوجہ ہوئی اور دنیا کے لیے اس کی رحمت کا دروازہ کھولنا چاہا

داد امرکن خدائی ذوالعلی
در وجود آمد اثیر اندر خلا

حق تعالیٰ نے امرکن فرمایا اور خلا میں نور کی فضا قائم ہوگئی (اثیر یعنی ایتھر یا فضائے نورانی)

راز اصل حافرات آن زمان
ہست پنہان از عقولِ مردمان

ان لمحات کے حافرات (یعنی بنیادی ارکان جن کی ترکیب سے مادہ وجود میں آیا) انسانی عقول سے پس پردہ ہیں

گفت دانا از اثیرو برق بود
آمدِ ذراتِ مادی در وجود

کسی سائنس دان کے نزدیک بنیادی ذرات کا وجود نور اور بجلی سے آیا

این اثیر آمد بہ اول از کجا
ازچہ پیدا گشت برقِ شعلہ زا

تو یہ روشنی ابتداً کہاں سے آ گئی! اور شعلۂ برق کہاں سے پیدا ہوا؟

گرچہ میگوید یکے از عالمان
این زتاثیرِ زمان است و مکان

اگرچہ آئن سٹائن کے نزدیک یہ زمان و مکان کی تاثیر (حالات کے اثر) سے ہوا

ماندہ است ایں عقدہ برما ناکشود
حیرت این جابر سر حیرت فزود

لیکن یہ بات نہایت وضاحت طلب ہے اور یہ حیرت در حیرت کا مقام ہے

عاقل فرزانہ از فکرو قیاس
بہرِ عالم مے نہد زینسان اساس

ایک فطین دانشور نے سوچ و بچار اور قیاس کے ذریعے عالم کے لیے مادہ کی بنیاد بیان کی ہے

نامِ این باشد قیاس برقیہ
زانکہ گوید مادہ از برق آمدہ

کہ مادہ کی بنیاد کا نام الیکٹران تھیوری (Electron Theory) ہے کیونکہ اس کے نزدیک مادہ بجلی (Electricity) کی بدولت معرض وجود میں آیا

شد ز برقِ منفی و مثبت اثیر
جا بجا پُر از گرہ ہائے کثیر

مثبت اور منفی چارج (Positive and Negative Electricity) سے نور کی فضا میں جا بجا کثرت سے گرہیں (سی) بن گئیں

گر بپرسد کس کہ برقِ مستنیر
چون گرہ افگند درجسم اثیر

اگر کوئی یہ پوچھے کہ بجلی کیونکر نورانی فضا میں گرہیں لگا سکتی تھی!

این سخن را نیست نزد ماجواب
پس بگو واللہ اعلم بالصواب

تو اس بات کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں بس آپ واللہ اعلم بالصواب کہہ دیں

تجربہ این نکتہ را باما نمود
ذرّۂ مادی است نام آن عقود

تجربات نے یہ بات واضح کردی کہ وہ گرہیں (دراصل) ذراتِ مادہ تھیں

معترض بر این سخن جمع کثیر
کردہ اند انکار از جسم اثیر

اس بات پہ بہت سے لوگوں کا اعتراض ہے وہ کہتے ہیں کہ فضاء کا نور کچھ بھی نہیں تھا

نزد ایشان چون اثیر آمد خیال
برخیالے این بنا باشد محال

ان کے سامنے جب فضائی روشنی کا تصور آتا ہے تو ان کے اعتراض کی بنیاد پر یہ (چیز یعنی فضائی روشنی کا وجود ہی) ناممکن ہے

گر اثیر از نوعِ موجودات نیست
لاجرم آن علّتِ ذرات نیست

اگر وہ روشنی موجودہ چیزوں کی انواع میں سے نہیں ہے تو یہ لازمی امر ہے کہ ذراتِ مادی بھی ان کی بدولت وجود میں نہیں آئے (کیونکہ بجلی خود بھی تو مادیات سے وجود میں آتی ہے)

مے نویسم این جواب مستند
گفتۂ صاحب کمال پر خرد

میں اس کا یہ مستند جواب دیتا ہوں جو کہ سر الیور لاج کا نظریہ ہے

علّت ذرّات بودہ سر بسر
ہر دو قسم برق ویک چیزِ دگر

وہ یہ کہ ان مادی ذرات کی بنیاد یقیناً مثبت اور منفی برق نیز ایک اور چیز ہے

ہر دو قسم برق را دانی چو خشت
این سوم را چون اجر باید نوشت

مثبت اور منفی برق کو اینٹ تصور کرلیں اور اس تیسری چیز کو اس کا نتیجہ سمجھ لیں

تو اثیرش گویا نوروضیا
زین نیاید نقص در گفتارِ ما

پھر اس (فضائی روشنی) کو آپ نورانی فضا یا مطلق روشنی سمجھ لیں اس سے ہماری بات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

روشنیٔ امواجِ مقناطیس و برق
گر ہمی خوانی اثیرش چیست فرق

مقناطیس اور برقی لہروں (Electro Magnetic Wave) کی روشنی کو اگر آپ فضائی روشنی کہہ لیں تو کیا فرق پڑے گا

نورمے رخشد زاجسام منیر
بود از حکم خداوندے اثیر

تابناک ذرات سے روشنی نکلتی تھی اور اللہ کے حکم سے فضا منور ہو جاتی تھی

مرترا بابحثِ نوراین جاچہ کار
ہست آن موج مسلسل یا شرار

اس موقع پر آپ کو روشنی کی بحث سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے وہ تو مسلسل برقی لہریں یا احادہٴ نور (یعنی Photon) تھا

چون شرار آیند دایم پے بہ پے
بہ زموج نور نامش ہست کئے

جب برقی لہریں مستقل اور مسلسل نکلتی ہیں تو انھیں روشنی کی لہروں کے سوا اور کیا کہیں؟

یا بداندر پیچ و تابِ موجۂ
صورتِ مادی وجود ذرّۂ

ان لہروں کے آپس میں ٹکراؤ سے، ذرات مادی صورت اختیار کرتے گئے] یعنی بامرِ خداوندی برقی لہروں میں جو گرہیں ظاہر ہوتی تھیں، انھیں مادی ذرات کہا جاتا ہے اور اگر وہ گرہیں بھی کھل جائیں تو (ایٹم) ذرہ کا وجود بھی معدوم ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے بعض سائنسدانوں کے نزدیک موجودات کا وجود موہوم (فرضی) ہے۔

نیست این ذرات را دیگر وجود
جزبہ موج نور افتادہ عقود

ان ذرات کا وجود محض برقی لہروں سے بننے والی گرہوں کی بدولت ہی ہے

گر کشاید عقد ہایش را خدا
نیست گردد مادۂ ارض و سما

اگر اللہ تعالیٰ ان گرہوں کو کھول دیتے تو زمین و آسمان کی بنیاد بننے والا مادہ نیست و نابود ہو جاتا۔

ہست در گرداب امواج ضیا
چون حبابے عالم امکان ما

روشنی کی لہریں بھنور کی شکل میں ہیں جیسے ہماری زمین ایک بلبلے کی مانند ہے

زین سبب گفتند اصحابِ کمال
جملہ موجودات را خواب و خیال

اسی لیے اہلِ علم کے نزدیک تمام اشیاء کی مثال خواب و خیال ہے

علت اولیٰ مادہ بود نور
گر بپرسی از کجا کرد این ظہور

اور اسی طرح مادے کی اولین بنیاد روشنی ہے، اگر آپ پوچھیں کہ یہ کہاں سے آئی

کس جواب این نداند غیر ازین
بود آن امر خدائے عالمین

تو کسی کے پاس بھی اس کا جواب اس کے سوا نہیں ہے کہ یہ محض امرِ الٰہی تھا

زین نزاع لفظہا برتر گذر
برہ تحقیق حق شورہ سپر

لہذا الفاظ کی گرفت کو نظر انداز کر کے حق کی تحقیق کی راہ پر سختی سے ڈٹ جایئے

مادہ را از نیست خالق ہست کرد
حکم کن ہر ذرّہ را مست کرد

مادہ کو اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لائے حکم کن نے ہر ذرے کو مستِ خرام کر دیا، (یعنی کن فیکون، مادہ کو حکمِ الٰہی ہوتا ہے کہ (ایسے یا ایسے) ہو جا اور وہ اسی طرح حکم کی تعمیل کرتا ہے، اور اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ احکام خداوندی کو بجالانے میں واسطوں اور وسیلوں کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ حکم براہِ راست مادے کو ہوتا ہے اور وہ اس حکم کو بجالاتا ہے)

بہرِ بحثِ ذرہ صد دفتر کم است
ذرہ بنیادِ نظامِ عالم است

ذرہ (ایٹم) کی بحث کے لیے سو دفتر بھی کم ہیں، کیونکہ یہ نظامِ کائنات کی بنیاد ہے

امتحان ذرہ کن در خرد بین
عالم صغریٰ بہ بینی اندرین

خورد بین کے ذریعے ذرے کا مشاہدہ کرنے سے آپ کو اس میں ایک چھوٹی سی کائنات (سی) نظر آئے گی۔

چیست ذرّہ جمع دو اقسامِ برق
بین ہر دواز سکون وسیر فرق

ذرہ کیا ہے! مثبت اور منفی چارج کا مجموعہ ہے، ان دونوں قسم کے چارجز کے درمیان حرکت و جمود کا فرق ہے۔

ہر کہ در ذرّہ عدد راجستہ است
مثبت و منفی مساوی گفتہ است

جس نے ایٹم میں موجود ذرات کی تعداد بیان کی ہے اس کے نزدیک مثبت و منفی (الیکٹران اور پروٹان) برابر ہیں۔

برقیات هر دو قسم اندر میان
منفیاتِ تیز رو گِردَش دَوان

دونوں اقسام کی برق (چارج) کے درمیان تیز رفتاری سے گردش کرنے والے منفیات (الیکٹران) متحرک رہتے ہیں۔

ذرّہ امتحانِ نماید مے
حلقہ اندر حلقہ اندر حلقہ

ذرے کا مشاہدہ کریں تو وہ حلقہ درحلقہ نظر آتا ہے (حلقہ بمعنی مدار orbit) دوسرے الفاظ میں ایٹم بذاتِ خود ایک چھوٹی سی کائنات دکھائی دیتا ہے۔ نظام شمسی کی طرح ایٹم کا اپنا نظام ہے جس میں الیکٹران (منفی) پروٹان (مثبت) اور نیوٹران (غیر جانبدار) مختلف اجزا ہیں جو اپنے مرکز کے گرد الگ الگ مداروں پر چکر لگاتے رہتے ہیں۔

درمیانِ ذرّہ از برقیات
نیز در ہر حلقہ از منضیات

ذروں کے درمیان کی برقیات (برقیات کا لفظ مثبت اور منفی دونوں قسم کے چارجز کے لیے مستعمل ہے نیز ہر حلقے کی منفیات (Negative electrons) مختلف ہوتی ہیں)۔

اختلاف اندر عناصر شد عیان
قدرتِ خلّاقِ عالم را بدان

عناصر کا اختلاف واضح ہو گیا، اللہ کی قدرت تو دیکھیے (یعنی عناصر کا اختلاف ایٹم کے مرکز میں برقیات کی تعداد کے اعتبار سے اور اس کے گرد منفیات کی گردش کے اعتبار سے)

علمِ محدود این چنین افگند بن
تا نہ گوئی فاش شد رازِ کہن

اس محدود سے علم نے ایسی جڑیں مضبوط کیں کہ آپ یہ نہ کہہ سکیں کہ قدیم راز سے پردہ اٹھ گیا۔

نیست ناممکن کہ شخصے پرہنر
انکشافِ نَو کند زین خوبتر

یہ بھی محال نہیں ہے کہ کوئی صاحبِ علم اس سے بھی بہتر کوئی نیا انکشاف کر دے

این زمان ہم درمیانِ ذرہ
دیدہ اندیک غیر برقی پارہ

ابھی موجودہ دور میں ہی سائنس دانوں نے ذرے میں ایک غیر برقی پارہ (Neutron) دریافت کیا ہے

ممکناتِ وقت مستقبل گذار
علم دورِ خویشتن را گوشدار

وقت کی ممکنات کو مستقبل پہ چھوڑ دیں۔ اور موجودہ دور کی معلومات پر کان دھریں

جملہ ذراتِ قرونِ ابتدا
عنصری بودند ہر عنصر جدا

ابتدائی دور میں تمام ذرات عنصری ہوتے تھے، اور ہر عنصر جدا جدا

نام ذراتِ عناصر جوہر است
نیز جزِو لا تجزّٰی اشہر است

ان عناصر کے ذرات کا نام جوہر ہے نیز جزو لا تجزی (جس کو مزید تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو یعنی Atom) کے نام سے بھی مشہور ہے

چون عناصر رابہم شد اختلاط
آمد ندازوے مرکب دربساط

عناصر کے آپس میں ملنے سے مالیکیولز (Molecules) وجود میں آئے۔

ہست از تعداد منفی برقیات
در برونی حد ذرہ سائرات

تمام ذرات کے بیرونی دائروں میں منفی برقیات ہوتے ہیں (یعنی ذرے کے بیرونی دائرے میں موجود (Negative Electrons) کی تعداد، (Molecules) اور عناصر میں تبدیل ہونے کا ذریعہ ہوتی ہے اور اگر ان کی تعداد جفت ہو تو دوسروں کے ساتھ نہ مل سکنے کی وجہ سے گیس کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، اور اگر طاق ہوں تو ایک دوسرے کے ساتھ ملکر مائع اور ٹھوس اشکال وجود میں آتی ہیں

قابلیت بہرِ خلط و امتزاج
باہمہ ذرات دیگر گوں مزاج

تمام ذرات کے آپس میں ملنے کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں

مختلف از عنصری اندر صفات
این مرکب ذر ہائے سالمات

پس تمام عناصر اور مالیکیولز کی صفات بھی مختلف ہوتی ہیں

در فضائے بیکراں گردان بدند
ارتقا جویان و سرگردان بدند

یہ تمام ذرات فضا میں گردش کرتے اور ارتقاء کے لیے سرگرداں ہوتے تھے

امرِ حق برخلق موجودات شد
زان تحرک خاصہ ذرات شد

موجودہ مخلوقات کو (معرضِ وجود میں لانے کے لیے) حکمِ خداوندی کی وجہ سے ذرات میں حرکت کی خاصیت پیدا ہوئی تھی

این فضا پُر بود ادوار دراز
از ہُمان ذرات اندر شکل غاز

کئی صدیوں تک یہ فضا گیس کی شکل میں موجود ان ذرات سے پُر تھی

داده است آن غاز را طبعِ سلیم
نام موزون ہیولائے قدیم

کسی دانشور نے اس گیس کو قدیم ہیولا (Primordial Nebula) کا نہایت موزوں نام دیا ہے

چون توأمان بود جسمش بافضا
کس چہ داند وسعتش را انتہا

پوری فضا میں یہ جڑواں گیس سی پھیلی ہوئی تھی کون اس کی وسعتوں کی انتہاء کا اندازہ کرسکتا ہے

طاقتِ دیگر بہ ذرہ دیده ایم
گرچہ در کنہش نہ ماپے برده ایم

ہم نے ذرے میں ایک اور طاقت کا بھی مشاہدہ کیا ہے، اگرچہ ہم اس کی درست حقیقت نہیں جان سکے ہیں۔

طاقتِ نُورابنا مند انجذاب
داده شد ذرات راز ینسان طناب

اسی نئی طاقت کو قوت جذب کہا جاتا ہے جس سے تمام ذرات پر قابو پایا گیا ہے۔

لذت ازیک جاشدن اندوختند
دفتر تنہا روی را سوختند

یکجائی کا لطف اُٹھاتے ہوئے ذرّات نے انفرادی گردش چھوڑ دی

مرکز نَو جابجا آمد پدید
ہر یکے ذرات را باخود کشید

اور اسی قوت کی وجہ سے جابجا نئے مرکز بن گئے جو سبھی ذرات کو اپنی طرف کھینچتے تھے (یعنی قوتِ کشش کی وجہ سے جگہ جگہ ذرات جمع ہو گئے' اور ہر مجموعے کے مقام الگ الگ تھے' سو فضا میں چھوٹے چھوٹے خلا بن گئے)

آن زمان تکوین عالم را بنا
بود از این اعتراکِ ذرّہا

اس دور میں دنیا کے وجود کی بنیاد، یہ ''ذروں کا آپس میں ملنا'' ہی تھی۔ (یعنی جب ذرات آپس میں پیوست ہونے لگے تو اس وقت دنیا کا وجود قائم ہوا)۔

پارہ پارہ شد ہیولیٰ زود زود
حسب منشائے خداوند ودود

پھر حق تعالیٰ کی حسبِ منشا وہ گیس اور دھویں کی فضا پارہ پارہ ہو گئی

جابجا مجموعہ ہائے بے حساب
در فضا بودند مانندِ حباب

پھر فضا میں ان کے لاتعداد مجموعے بن کر بلبلوں کی طرح بکھر گئے

ہر یکے را گو ہیولائے صغیر
زانکہ زاد او از ہیولائے کبیر

آپ ہر ایک کو ایک چھوٹا ہیولا کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ بڑے ہیولوں (کے بکھرنے) سے ہی وجود میں آئے

بہرِ تفریق از ہیولائے قدیم
نام کردستند اینان را سدیم

قدیم ہیولوں سے فرق کرنے کے لیے ان کا نام سدیم رکھ دیا گیا (چھوٹے چھوٹے ہیولے جو دوربین کے ذریعے فضا میں بادلوں کی شکل میں دکھائی دیتے ہیں ان کو سدیم کیا جاتا ہے)

یافت از برق و زجنبش احتدام
مجمع ذرات گاہِ انضمام

برقی لہروں اور حرکت کی وجہ سے ذرات کے مجموعے مل کر ہجوم کی شکل اختیار کر گئے

پس زمخلوقات مرئی اولین
بود جسمِ آن سدامِ آتشین

پس ابتداً نظر آنے والی مخلوقات، وہی بھڑکتے ہوئے سدیم ہی تھے

از دخان اجرام را بود ابتدا
میدہد از این خبر قرآن ما

ان اجسام کی ابتدا، قرآنی اشارے کے مطابق دھویں سے ہوئی {ثُمَّ اسْتَوٰىٓ اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ} (حٰم سجدہ)

من زیک مجمع بگویم تا اخیر
آن شود بہرِ توجملہ را نظیر

میں ایک مجموعے کے متعلق مکمل بیان کروں گا تا کہ آپ باقی سب کو اس پر قیاس کر سکیں

گویمت از آن سدیم بیکران
کامد است ازوے نظامِ کہکشان

میں اس لامتناہی سدیم کی بابت لکھتا ہوں کہ جس کی بدولت کہکشاں وجود میں آئی

آن غبارِ آتشین پر نارو دود
دایما از گردشے گردندہ بود

وہ آگ و دھویں سے پُر آتشیں غبار جو ہمیشہ سے گردش میں تھا

این سخن راداد دانائے جواب
از چہ گردان شد سدیمِ چون سحاب

سر جمیز جین نے اس کی وجہ بتلائی ہے کہ سدیم بادلوں کی طرح متحرک کیوں رہتا تھا۔

گفت چون اجزا شدند از ہم جدا
مرہیولیٰ را بہ دَورِ ابتدا

کہتے ہیں کہ جب ہیولیٰ کے ابتدائی دور میں اس کے اجزاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے

ہر یکے گردندہ شد از انقباض
حاصلش آمد زگردش امتضاض

تو یہ بکھرے ہوئے اجزاء قوتِ کشش کی بدولت سبھی گردش کرنے لگے جس کی وجہ سے حرارت پیدا ہوئی۔

بعد ہر دورے زادوارِ قدیم
یافت سرعت گردش جرم سدیم

اس کے بعد ہر دورِقدیم میں بتدریج اس سدیم کی گردش میں تیزی آتی گئی

گفت دانائے دگر علمِ قلیل
ہست سدِّ راہ بحثِ این قبیل

ایک اور سائنس دان نے کہا کہ علم قلیل (یعنی کم علمی) اس قبیل کی بحث کے راستے کی دیوار (رکاوٹ) ہے

کس نداند جز خداوندِ علیم
از چہ روگردندہ شد جرم سدیم

اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ سدیم کیوں گردش کرنے لگا

بود خاصہ ذرہ راجنبند گی
خاصہ مجموع شد گردندگی

ذرے کی خاصیت ہے حرکت کرنا، اور ''ذرات کے مجموعے'' کی خاصیت بھی گردش کرنا بن گئی

خالق کل ہست رب العالمین
جنبش اندر ذرہ بے حکمش مبین

اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خالق ہیں ذرے کے اندر حرکت ان کے حکم کے بغیر ناممکن ہے۔

کے بود بے امرِ خاصِ ذوالمنن
آنچنان بحرے بہ گردش آمدن

اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اس سمندر جیسے جسم کا حرکت کرنا محال ہے

بحر گفتن کسر شانش کردن است
بحر پیشش کمتر از یک ارزن است

بلکہ لفظ سمندر کہنا بھی اُس کی کسرِ شان ہے یعنی سمندر تو اس کے سامنے دانۂ جَو کی مانند ہے

نزد دانائے منجم آن سدیم
داشت طول و عرض و پنہائے عظیم

ماہر فلکیات کے نزدیک اس سدیم کا بہت بڑا طول و عرض تھا

چند لک از سال نوری قطرِ آن
مے کند تخمین حکیم نکتہ دان

ایک حکیم نکتہ داں کے مطابق اس کے قطر کا تخمینہ چند لاکھ نوری سالوں کی مسافت جتنا لگایا گیا ہے

آن دخانِ تیرہ چون دریائے قیر
داشت در آغاز شکل مستدیر

گاڑے محلول کی صورت میں نظر آنے والا وہ سیاہ دھواں ابتدا میں چکی کی طرح گردش کرتا تھا۔

گردشِ محور تنش را برملا
کرد اماسیدہ گردِ استوا

خطِ استوا کے گرد محوری گردش سے وہ ایک سوجے (پھولے) ہوئے جسم کی شکل اختیار کر گیا

چوں سریع السیر شد جرم سدیم
شلجمہ شد آن تن ہمچون طریم

جب سدیم نے تیزی سے گردش شروع کی تو وہ جسم بادلوں کی طرح شلجم جیسی شکل کا بن گیا

تا چو قرصے شد دخانِ سہمگین
زفت درمرکز محیطِ آن مہین

حتیٰ کہ وہ خوفناک دھواں ایک ٹکیہ کی صورت اختیار کر گیا جس کے وسیع عریض مرکز کی چوڑائی میں اضافہ ہوتا گیا

کم اثر کردے بجسم چون ندیف
جذب مرکز اندران جرم و دیف

مرکز کی قوتِ کشش اس گردش کرنے والے جسم میں دھنکی ہوئی (صاف شدہ) روئی کی طرح نہایت کم اثر کرتی تھی

بُعد از مرکز بہ اجزا آن زمان
درتناسب داد رفتارے بدان

پھر مرکز سے دوری نے ان اجزاء کو ایک متناسب رفتار بخشی

گشت در قربِ محیطِ بحر نار
چند دیگر جامراکز آشکار

چنانچہ اس بحر نار (آگ کے سمندر) کے احاطے کے قریب ہونے کی وجہ سے کئی دوسری جگہوں پر بھی مراکز پیدا ہو گئے

در مراکز شد ہجوم ذرّہا
بین ہر جمعے پدید آمد خلا

پھر ان مراکز میں ذرات کی بھیڑ لگ گئی اور ہر مجموعے کے درمیان خلا ظاہر ہو گیا

پس بدان جرم ثوابت را وجود
از ہمین مجموعۂ ذرات بود

لہذا سمجھ لیجیے کہ ستاروں کا وجودانھی ذرات کے مجموعوں کی بدولت تھا

از عنا قید و مجامع سر بسر
آن چہ بینی در مُجرَّہ منتشر

کہکشاں میں جو ستارے اور سیارے منتشر صورت میں نظر آتے ہیں وہ اس میں خوشہ نما جُھر مٹ کے بکھرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔

جملہ زین گونہ بزادند از سدیم
حسب منشائے خداوند حکیم

یہ تمام اقسام کے ستارے اور سیارے حق تعالیٰ کے حکم سے، سدیم میں سے پیدا ہوئے ہیں

از ثوابت چند ہا گشتہ قریب
دادہ اند عنقود را شکل عجیب

چند ایک ستاروں نے ایک دوسرے کے قریب ہو کر ستاروں کی عجیب سی شکل بنا ڈالی ہے

جمع دیگر آنکہ اجرامش تمام
ہر یکے دُور از دگرشد در خرام

دیگر چند ستاروں کے اجرام، ایک دوسرے سے فاصلے پر محوِ گردش ہیں

این یکے را مجمع مبسوط دان
وان دگر عنقود را مقبوض خوان

ستاروں کے پہلے اجرام کو مبسوط کہہ لیجیے جبکہ مؤخرالذکر اجرام کا نام مقبوض ہے (مبسوط: ستاروں کا وہ گروہ کہ جن کے اجرام ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں مقبوض: جن کے اجرام باہم نزدیک تر ہوتے ہیں)

مانع آمد شرح را خوفِ طوال
تا کجا مانیم دراین قیل و قال

اس کی تشریح میں طوالت کا خوف مانع ہے ہم کب تک اسی قیل وقال میں پھنسے رہیں گے

نیست چون این بحث را پایانِ کار
از نظامِ شمس گویم گو شدرا

جب اس بحث کی کوئی انتہا ہی نہیں تو ہم نظام شمسی کے متعلق بات کرتے ہیں! توجہ کریں

زائیش این شمس و اجرامِ نظام
از مجرّہ بود درشکلِ غمام

اس سورج اور نظامِ شمسی کی پیدائش، گھٹا کی شکل کی ایک کہکشاں سے ہوئی

از سدیمش خرد تریک پارہ دان
قطرۂ بود از خمیرِ کہکشان

(نظام شمسی کو) سدیم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑہ تصور کر لیجیے جو کہکشاں ہی کے خمیر کا ایک حصہ تھا

درحساب ماولاکن بس کلان
بحرِ آتش شعلہ زن پر توفشان

یہ تو ہمارے حساب سے ہے جبکہ درحقیقت بہت بڑا ہے اور وہ (سورج) آگ کا شعلہ بار سمندر ہے

مرکزش درشمس و اقطارش برون
رفتہ ہر سواز مدار نفشیون

اس (نظامِ شمسی) کا مرکز سورج میں ہے اور اس کے کنارے ہر چہار طرف سے نیپچون کے مدار سے متجاوز ہیں

شمس و سیارات و دنیا وقمر
جملگی گرد د غبارے سر بسر

سورج، زمین، چانداور سیارے سب کے سب گردش کرتے رہتے ہیں

مرکزِ آن داشتی از انجلاب
بستہ اجزارا بہم دریک طناب

باہمی کشش کی وجہ سے اس کا مرکز ان سب کوایک ہی رسی میں باندھے رکھتا ہے

زاں ہیولائے نظامِ شمسِ خویش
باتو گویم تاچہ اش آمد بہ پیش

اپنے نظام شمسی کے اجرام کے متعلق میں آپ سے بیان کرتا ہوں کہ یہ (موجودہ صورت میں) کس طرح وجود میں آیا ہے

وجہ اشتاتِ ہمان جزوسدیم
گفت بردو طرز دانائے حکیم

اس سدیم کے اجزاء میں انتشار کی وجہ ایک سائنس دان نے دوطرح سے بیان کی ہے

ہر دوراہبر تو میگویم کنون
تاشود سوئے حقیقت رہنمون

میں آپ کے سامنے دونوں اقوال پیش کرتا ہوں تاکہ آپ پر حقیقت آشکارا ہو سکے

گویم اول از قیاس کہنہ تر
رائے نَورا بعد ازان گیرم زسر

پہلے میں قدیم ترین خیال کو پیش کرتا ہوں، بعد ازاں نئی رائے بیان کروں گا

گفت دانائے کہ بشکست آن دخان
ہمچو اصل خود سدیم کہکشان

ایک سائنس دان کا کہنا ہے کہ اس کہکشاں کی سدیم والا دھواں اپنے اصل (مرکز) کی طرح ٹوٹا

جزوِ اعظم ماند درمرکز مقیم
دیگران گردش دوان مثل ندیم

اس کا بڑا حصہ تو مرکز میں ہی مقیم رہا، جبکہ دیگر اجزاء ندماء (قریبی ساتھیوں) کی طرح گردش کرنے لگے

ہست در مرکز چراغِ آفتاب
آنکہ جسمش رانشد کم التہاب

چنانچہ مرکز (درمیان) میں سورج واقع ہے جس کے وجود میں آگ کے شعلے کبھی کم نہیں ہوتے

گرد آن گردان دگر سیارگان
پارہائے اوبہ گردِ او دوان

اوراس کے گرد دیگر سیارے گردش کرتے ہیں یعنی اسی کے اجزاء (ٹکڑے) اس کے گرد محو گردش ہیں

این قیاس کہنہ درباب نظام
باثوابت منطبق گشت و سدام

نظامِ شمسی کے متعلق یہ قدیم تصور ستاروں کی تخلیق سے متعلق ہے

لیک نزدِ اکثر آن جرم سدیم
آنچہ بشکست از مجرہ در قدیم

لیکن اکثریت کا خیال ہے کہ وہ سدیم، پرانے زمانے میں جب کہکشاں سے جدا ہوئی

مجتمع گردید وجرمے شدکلان
واحد و تنہا وبے سیارگان

توٹوٹے ہوئے اجزاء اکھٹے ہوکر ایک بڑی جسامت اختیار کر گئے، اور وہ تنہا تھے یعنی ان کے مزید سیارچے نہیں تھے

بود دریک گوشۂ از کہکشاں

از ہجومِ مجمع مبسوط آں

چنانچہ اس کے ٹوٹے ہوئے اجزاء کہکشاں کے ایک گوشے میں اکھٹے ہو گئے

شمس آں دم داشت دورانِ شباب

بود رقصش گرد محور درشتاب

اس وقت سورج گویا جوانی کے مراحل سے گذر رہا تھا، کہ وہ اپنے محور کے گرد بہت تیزی سے رقص (گردش) کرتا تھا

ناگہاں گاہِ سفر در رہ گزر

در جوار آمد یکے جرمِ دگر

دورانِ سفر (گردش کرتے ہوئے) رستے میں اچانک اس کے قریب ایک اور جسم یعنی ستارہ آ گیا

انجذابش کرد خارج زآفتاب

پارہائے مادہ بے حد و حساب

اس گولے کی قوت کشش سے سورج سے لاتعداد مادی ٹکڑے خارج ہو گئے

این زمان بینی کہ از جذبِ قمر

مدّو جزر آید بہر شام وسحر

آج کل بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ صبح وشام چاند کی وجہ سے (سمندر میں) مدوجزر پیدا ہوتا رہتا ہے

ہست جذبش کمتر از جذبِ زمیں

زین سبب چیزے نہ بردارد ازین

جبکہ چاند کی کشش زمین کی نسبت بہت ہی کم ہے اس لیے (چاند) زمین سے کوئی چیز قوتِ کشش کی بدولت اپنی طرف نہیں اٹھا سکتا

لیک جذب جسم اعظم در قدیم
برکشید از شمس یک جزوعظیم

لیکن ستارے کے اس بڑے گولے کی کشش نے سورج کا ایک بہت بڑا حصہ کھینچ لیا

پارہ شد آن جز وچون سیکارۃ
ہر یکے پارہ بود سیارۃ

سورج کا وہ حصہ سگار کی مانند شکل اختیار کر گیا اور ہر ایک ٹکڑا (درحقیقت) ایک سیارہ ہے۔

(سیکارہ: سگار یا سگار جو کہ دونوں طرف سے مخروطی اور باریک ہوتا ہے جبکہ درمیان سے موٹا ہوتا ہے چنانچہ سیارے کی کشش کی وجہ سے سورج کا جو حصہ ٹوٹا تھا وہ سگار کی سی صورت رکھتا تھا، اسی لیے بڑے سیارے درمیان میں ہیں اور چھوٹے سیارے دونوں اطراف میں واقع ہیں)

کردم از تائید حی لم یزل
تابہ امکان شرحِ اسرارِ ازل

اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے میں نے ممکنہ حد تک ازل کے اسرار کی تشریح کر دی ہے

کس چہ داند بود کے آغازِ کار
عقل ناقص را دراں جا نیست بار

کوئی کیا جانے کہ کب اس کام کا آغاز ہوا، اور کس طرح ہوا ناقص عقل کی اس قدر مجال نہیں ہے

بود کے دورِ ہیولائے قدیم
کے جدا گشتند اجسامِ سدیم

یہ پرانے اجسام کا دور کب تھا؟ اور کب سدیم کے اجسام جدا ہوئے تھے؟

اینک اجزائے ہیولائے کہن
دور بینت مے نماید در علَن

یہ لاتعداد قدیم اجسام، دوربین آپ کو واضح طور پر دکھا سکتی ہے

نیمہَ تیرہ دگرہا مثلِ نار
مے تو ان دیدن سدام پرغبار

نیم تاریکی میں آگ کی مانند اور بھی کئی غبار آلود اجسام آپ کو نظر آئیں گے

این دخان ہارا بہ جوفِ آسمان
سنگِ بنیادِ عقودِ نوبدان

آسمان کی فضا میں موجود اس دھویں کو آپ ستاروں کی نشاۃِ ثانیہ کی داغ بیل کہہ سکتے ہیں

گرچہ مخلوقش فزون تر از شمار
نیست از تخلیق غافل کردگار

اگر چہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق گنتی کے دائرے سے باہر ہے لیکن وہ اپنی مخلوق سے ہرگز غافل نہیں ہے

صد ہیولیٰ دردمے وارد کند
شمس ہارا تیرہ و بارد کند

ایک لمحے میں سینکڑوں اجسام پیدا کرتا ہے سورجوں کو تاریک و ٹھنڈا کر دیتا ہے

عالمے را بشکند از گردِ آں
یک سدیم نو کند از سرِ رواں

سورج کے اطراف سے ایک کائنات کو فنا کرتا ہے تو ایک نظام کو از سرِ نو وجود عطا کرتا ہے

نیز این کون و مکانِ دَورِ ما
نیست شاید اولین خلق خدا

نیز یہ ہمارے دور کے کون و مکان بھی شاید اس خدا کی اولین مخلوق نہیں ہیں

اغلبا پیش از ہمینان بے شمار
ساخت عالمہا خدائے کردگار

اس بات کا غالب امکان ہے کہ حق تعالیٰ نے اس سے قبل بے شمار عالم بسائے ہوں

گردِ ہریک راچو دہر از خویش رفت
پس گل یک عالم دیگر شگفت

زمانے نے جب ایک دنیا کو خاک میں ملایا ہوگا تو ایک دوسری کائنات کا شگوفہ کِھلا ہوگا

تابیا مد دَور این اجرامِ ما
غیر خوابے نیست این ایام ما

حتی کہ یہ ہمارا نظامِ شمسی کا دور آ گیا، لیکن ہمارے اس شب و روز کو بھی ثبات نہیں ہے

عالم نَو ہر زمان سازد خدا
چند عالمہا بردسوئے فنا

حق تعالیٰ ہر دور میں ایک نیا عالم پیدا کرتے ہیں، اور چند عالم فنا کر دیتے ہیں

فتنہ محشر بودیک سو بپا
عالم نَو را دگر سو ابتدا

ایک طرف (کی دنیا میں) تو فتنہ محشر بپا ہوتا ہے دوسری طرف ایک نئی کائنات کی ابتدا ہوتی ہے

کرد از برق ابتداء مادہ را
گر بخواہد او تلف سازد ورا

مادہ کی ابتدا اللہ تعالیٰ نے برق (بجلی) سے کی اگر وہ چاہے تو ان مخلوقات کو تلف بھی کرسکتا ہے

مرد دانا در حسابِ سالیان
گفت باما طول ادوارِ زمان

ایک سائنس دان نے زمانے کے ادوار کو بہت طویل کہا ہے

از شروع آن سدام ابتدا
تابہ دَورِ انشقاقِ شمس ما

اس ابتدائی سدام (سدیم) کے آغاز سے، ہمارے سورج کے ٹکڑے بکھرنے تک کے درمیان

دہ ارب کم گفت از پنجہ کرب
فی الحقیقت کس چہ داند غیر رب

اس کے نزدیک انچاس کھرب نوے ارب سال کا زمانہ گذرا ہے، لیکن درحقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں

زانکہ آندم سال واین روزت نبود
گیتی و ماہِ شب افروزت نبود

کیونکہ اس وقت یہ ہمارے دن وسال نہیں تھے یہ زمیں، اور رات کو جگمگانے والا چاند نہیں تھا

غور کن براین سخن ہائے دقیق
تارسی در کنہ اسرارِ عمیق

گہرے اسرار کی ان مشکل باتوں میں غور کیجیے، تاکہ آپ ان حقیقت تک پہنچ سکیں

بردلِ تو نقش گردد استوار
کبریا و عظمتِ پروردگار

اور آپ کے دل پر اللہ کی عظمت و کبریائی مضبوطی سے نقش ہوجائے

فصل چہارم

در بحث حالتِ اجزائے ہیولیٰ بعد انتشار تا انجماد و آغاز لیل و نہار

''ہیولیٰ کے اجزاء کے پھیلاؤ سے ٹھوس شکل اختیار کرنے کی حالت پر بحث اور رات دن کی ابتدا۔''

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی کامل۔ اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے۔ نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے، اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے، اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ (سورۃ یٰسٓ آیت: ۳۸، ۳۹، ۴۰، پارہ نمبر: ۲۳)

تکیہ برتائید حیّ لا ینام
مے کنم تشریح ترتیبِ نظام

اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے میں ترتیبِ نظامِ شمسی کی تشریح کرتا ہوں

گوئمیت ماہیتِ تخلیق را
از حقایق غایتِ تحقیق را

میں آپ سے مخلوقات کی ماہیت بیان کرتا ہوں اور انتہائی تحقیق کے ساتھ حقائق واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں

سرسری گفتم بتو ازدور رتق

بشنوا کنوں قصہ ما بعد فتق

رتق (سیاروں وغیرہ کے باہم ملنے کے دور) کا قصہ میں نے آپ سے سرسری بیان کردیا، اب اس کے بعد کا قصہ ٔفتق (یعنی ان کے ٹوٹنے اور جدا ہونے) کا ماجرا سنیئے

بعد اشتات آنچہ در مرکز بماند

مرہمان را مرد دانا شمس خواند

ٹوٹنے اور بکھرنے کے بعد جو چیز مرکز میں باقی رہی اسی کو ماہرِ فلکیات نے سورج کا نام دیا

قطرِ خورشید آمد است اندر شمار

ہشت لک امیال وشصت وشش ہزار

سورج کا قطر آٹھ لاکھ چھیاسٹھ ہزار (۸٦٦۰۰۰) میل ہے

صحتِ اعداد گر خواہی توبس

شش صدوسی وسہ را انداز پس

اگر آپ بالکل درست اعداد جاننا چاہتے ہیں تو اس میں سے چھ سوتینتیس (٦۳۳) منہٰی (کم) کردیجیے (یعنی آٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار تین سوسڑسٹھ (۸٦۵۳٦۷) میل ہے

گرچہ در شکل دخاں باشد کنون

وزن مخصوص از فلزدارد فزون

اگرچہ یہ اب بھی دھویں کی شکل کا ہے لیکن اس کا مخصوص وزن اندازوں سے کہیں بڑھ کر ہے

گردشش بر محور انجامد ہنوز

دردوساعت بیش بست و پنجروز

اس کی محوری گردش ابھی تک جاری ہے جو پچیس دن اور دو گھنٹے فی چکر پر محیط ہے

تا فلاطوں این ہمہ سیار گان
جملہ گردان گرد شمسِ ضَو فشان

پلوٹو (افلاطون) سمیت یہ تمام سیارے سورج کے گرد گردش کرتے رہتے ہیں۔

سابقاً جزوِ یکے کل بودہ اند
چون ورق درغنچۂ گل بودہ اند

ابتداًیہ ایک جسم ہی کے اجزاء واقع ہوئے ہیں، جیسے پھول کی کلی میں پتیاں ہوتی ہیں

زین سبب در قرب یک سطحے خرام
میکنند این جملہ ارکانِ نظام

اسی لیے یہ قریب قریب ایک ہی سطح میں رہتے ہوئے محوگردش ہیں (یعنی نظام شمسی کے تمام ارکان اگرچہ ایک ہی سطح پر نہیں ہیں لیکن ایک ہی سطح کے قریب قریب واقع ہوئے ہیں، اور یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ ایک ہی جسم کے اجزاء اور حصے ہیں)

چونکہ جمع ذرّہ را این خاصہ شد
گردِ محور ہر یکے رقاصہ شد

چونکہ ان کی خاصیت ہے کہ یہ ذرات کا مجموعہ ہیں لہٰذا یہ سبھی محور کے گرد گھومتے رہتے ہیں

داشت گردش محوری آن بحرِ نار
می رودھر پارہ آن سو برمدار

اور سورج کی گردش بھی محوری ہے، چنانچہ ہر سیارہ اپنے مدار میں رہتے ہوئے اس کی طرف بھی گھومتا ہے (یعنی مدار میں گردش بھی کرتا ہے اور محور میں بھی)

یاہمان جرمے کہ دردور قدیم

برکشید از شمس یک جزو عظیم

یا وہی جسم جس نے قدیم دور میں سورج سے ایک بڑا ٹکڑا الگ کر لیا تھا۔

رفت در سمتی کہ آن سو بعد ازان

مے روند این جملگی سیار گان

پھر وہ جسم اس طرف نکل گیا۔ جس طرف بعد میں یہ تمام سیارے نکل پڑے۔

گر نبودے جذبِ شمسی ہار جش

خود سری کردے زد ودہ خارجش

اگر سورج میں کشش ثقل نہ ہوتی تو یہ سب کے سب بے لگام گھومتے پھرتے

از اضافیت بگویم سرسری

بوکہ یابی تا حقیقت رہبری

ریلیٹیویٹی (Relativity) کے متعلق میں سرسری سا بیان کر دوں تا کہ آپ حقائق سے آگاہ ہو سکیں

بندۂ حس اے حقیقت جو مباش

پس بگردد رازِ گیتی بر تو فاش

آپ حقیقت پسند ہیں تو حس (حواسِ خمسہ) کی غلامی قبول نہ کریں تا کہ آپ پر کائنات کے اسرار کھل سکیں۔

این حواسِ پنج راہت می زنند

گردِ تو تارِ حوادث مے تنند

یہ حواسِ خمسہ آپ کی راہ مارتے ہیں اور آپ کے گرد حادثات کا جال بُن دیتے ہیں

عینک اقلید سی را دور کن

مغـز را از علمِ نَو پر نور کن

اقلیدس کی عینک اتار کر نئی معلومات سے ذہن روشن کریں

قید اَبعادِ ثلاثہ را گذار

سوئے بُعدِ چارمین شورہ سپار

تین اَبعاد (جمع بُعد) کی قید چھوڑ کے چوتھے بعد (Fourth Dimension) کی طرف دھیان دیں

نزدِ دانا نام بُعدِ چار مین

برزمانی و مکانی شد تعین

ایک سائنس دان کے نزدیک چوتھے ڈائیمنشن کا نام زمان ومکان (یعنی Time-space dimension) کے لیے متعین کیا گیا ہے

پس ز تحلیلِ زمان اندر مکان

بعـد چارم رابگو بُعدِ زکان

چنانچہ زمان کے مکان میں شامل ہونے کو Time space dimension یا چوتھے بعد کا نام ہی دیا جائیگا

ہست اندر عالم ابعاد چار

مستقیم این مخنی خَطّ مدار

یہ ٹیڑھا ساخطِ مدار ان چار ابعاد میں مستقیم (منحصر) ہے

راہِ کوکب بیضوی دانیِ زچیست

زانکہ سیرش درفضائی منحنی ست

آپ جانتے ہیں کہ سیاروں کا مدار بیضوی کیوں ہے؟ کیونکہ فضا میں ان کی گردش منحنی (ٹیڑھی) ہے

نیست زین روحاجتِ جذب و کشِش

اے کہ از عقل و خرد داری چشش

سؤاے دانش ورو! اس قسم کی گردش میں جذب وکشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔

عقل را غرقِ یم حیرت مکن

بیش ازین بحثِ اضافیت مکن

عقل کوورطۂ حیرت میں نہ ڈالواوراس سے قبل (Relativity) کی بحث میں مت پڑو!

جسم سیارات گاہ انتشار

ہمچنان مے بود در شکل غبار

سیاروں کے پھیلاؤ کے وقت ان کی شکل گردوغُبار کی سی تھی

مرکزِ ہر جرم باجذب مزید

دیگر اجزا را بسوئے خود کشید

ہر سیارے کے مرکز نے زیادہ قوتِ کشش کی بدولت دیگر اجزاء کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا

ثقل نامِ این کشش باشد بداں

بستہ از این اند اشیاء باجہان

اس (کشش) کا نام کششِ ثقل ہے جس کی وجہ سے چیزیں دنیا میں (اپنی اپنی جگہ) موجود ہیں

این کشش ذرات رادانی مگر

کرد در پیوستگی پیوستہ تر

ذرات کی اس کشش سے آپ واقف تو ہیں بس اسی نے ہر چیز کو (باہم) مربوط کر رکھا ہے

میکند تنقیص اجرام انقباض

از ہمین در جرم آمد امتضاض

کنٹریکشن (Contraction) یعنی سکڑاؤ سیاروں کے حجم میں کمیِ کشش کا باعث بنی اور اسی کی وجہ سے ان میں گرمی پیدا ہوئی۔

مائیعی شد جسم اجرام فلک
شکل ایشان شد مدوّریک بیک

اجرامِ شمسی کے یہ اجسام (سیارگان) مائع میں تبدیل ہوتے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے گول شکل اختیار کر گئے

ہم ازان اسباب کا مددر بیان
شلجمی شد صورت سیارگان

انھی اسباب سے (یعنی گیسوں میں دیگر اجزاء کی شمولیت سے) مائع بنتا گیا سو سیاروں کی شکل بیضوی اور شلجمی ہے

یافت چون دورِ زمانہ امتداد
جسم مایع سخت شد از انجماد

امتدادِ زمانہ سے مائع منجمد ہو کر ٹھوس شکل اختیار کر گیا۔

چونکہ از مرکز بیفتادند دور
زین سبب کردند گم گرمی و نور

کیونکہ یہ مرکز سے بہت دور گرے تھے چنانچہ حرارت و روشنی ان سے منقطع ہوگئ

گر نفاق افتد میانِ قومِ تو
گیرد اطرافِ بعیدہ را عدُو

جب آپ کی قوم میں نفاق پیدا ہوتا ہے تو دشمن دور کی سرحدوں کو جا لیتے ہیں (یا اچک لیتے ہیں)

بَرد بیرونی بر ایشان چیرہ شد

اکثرے راسطحِ سخت و تیرہ شد

سوان پر بیرونی ٹھنڈک مسلط ہوگئی جس سے ان کی سطح سخت اور سیاہ پڑ گئی

تافلاطو جملگی سیّارگان

از ضیائے شمس پر تو گیردان

پلوٹو سمیت تمام سیارے سورج کی روشنی کا عکس لیتے ہیں

گفتہ ام از چار سیاردروں

نیز بعدِ پنج اجرام بروں

میں نے آپ سے چار اندرونی (قریبی) اور پانچ بیرونی (دور کے) سیاروں کے متعلق بیان کیا ہے

در کلانی مشتری سرخیل شان

ہم زحل باطوق اندر ذیل شان

ان میں سب سے بڑا سیارہ مشتری ہے پھر زحل بھی اپنے حلقے (میں بند ہونے کی وجہ سے اس حلقے) سمیت بڑے سیاروں میں شمار ہوتا ہے

باہمہ وسعت ہمیں گوئی جہان

ہست یک از خُرد تر سیّارگان

دنیا کی تمام تر وسعتوں کے باجود آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹا سا سیارہ ہے

از دگر سیّارہا در دوربین

وقت شب کوکوب نماید این زمین

رات کے وقت دوربین کے ذریعے دوسرے سیاروں سے دیکھا جائے تو یہ زمین ستارہ نظر آئیگی

حالِ سطحِ دیگر اجرامِ نظام

نیست بر ما منکشف تم الکلام

دیگر سیاروں کی سطح کی کیفیت ہمیں ٹھیک سے معلوم نہیں، بات ختم۔

روئی اور انوس وسطحِ نفشیون

ہست مخفی باعثِ بعدِ فزون

یورینس اور نیپچون کے حالات تو زمین سے بہت زیادہ دوری کی وجہ سے ہم سے مخفی ہیں

تو بدان بر جبیں و کیوان رامگر

در غلافِ ابر تیرہ مستتر

اسی طرح مشتری اور زحل سیاہ بادلوں (دھوئیں) کی اوٹ میں چھپے رہتے ہیں

این دو سیارات سردو بارِد اند

نزد بعضی پُر ز ثلج و جامد اند

یہ دونوں سیارے انتہائی ٹھنڈے اور سرد ہیں، بعض کے نزدیک یہ برف سے ڈھکے ہوئے اور منجمد ہیں (یعنی بعض سائنس دانوں کے نزدیک مشتری اور زحل سردی کی شدت سے یخ بستہ ہیں کیونکہ تھرمامیٹر اسی طرح ظاہر کرتا ہے جبکہ بعض دانشوروں کا کہنا ہے کہ یہ ٹھنڈک تو بادلوں اور برف کے تودوں کی ہے جو ان کی سطح سے اوپر ہیں جبکہ سطح کی حالت کسی کو بھی معلوم نہیں حالیہ ایام میں خلائی تحقیقی جہاز وائیجر نمبر ا نے یورنیس کا سفر کیا اور اس کے بارے کافی معلومات بہم پہنچائیں۔ اس طرح وائیجر نمبر ۲ (Voyager2) ۱۹۸۹ء میں نیپچون سے صرف تین ہزار میل کے فاصلے سے گذرا۔ جس سے اس سیارے کے بارے مزید قیمتی معلومات سامنے آئیں۔ پتہ چلتا ہے کہ نیپچون پر مائع ہائیڈروجن اور ہیلیم گیس ہائیڈروجن اور ہیلیم کی چادر تنی ہوئی ہیں)

نزد اکثر ہر دورا داد این صفات

کسوتِ بارِد ز مزن و معصرات

اکثر کے نزدیک ان دونوں سیاروں پر ہمہ وقت بارش اور برف باری ہوتی رہتی ہے

حال سطح ہر دو از ما مختفی است

در بیانش این قدر ہم مکتفی است

ان دونوں کی سطحی حالت ہم سے مخفی ہے ان کے بیان میں اتنا کچھ کافی ہے

ہم عطارد شعاع آفتاب

بیشتر دارد زما اندر حجاب

عطارد کے متعلق بھی سورج کی شعاؤں کی زیادتی کی وجہ سے ہم زیادہ نہیں جانتے

زہرہ و مریخ دو یارانِ ما

بر چَپ و برراست ہمراہانِ ما

زہرہ اور مریخ دو ہمارے ساتھی ہیں جو ہمارے (یعنی زمین کے) دائیں بائیں محوِ گردش ہیں

از دگر ہا دیدِ شان آسان تراست

دُور بین تا سطحِ اینان رہبر است

دوسرے سیاروں کی نسبت انھیں دیکھنا زیادہ آسان ہے (طاقتور) دوربین ان کی سطح کو بھی دکھا سکتی ہے

زہرہ باشد سمت قرصِ آفتاب

بر ہوایش موج موج آید سحاب

زہرہ سورج کے گولے کی سمت ہوتا ہے اور اس کی فضا میں موج در موج (تہہ در تہہ گھنے) بادل چھائے رہتے ہیں

زین سبب حالش نہ بر ما روشن است

برتنش ازا بر تارے جوشن است

اس لیے اس کی (سطحی) حالت ہمارے اوپر واضح نہیں ہے اسکی سطح پر بادلوں کی ایک لہر موجود رہتی ہے

مانمی بینیم سطحش راعیان
گردشش بر محور ازما شد نہان

ہم اس کی سطح کا واضح طور پر نظارہ نہیں کر سکتے چنانچہ اس کی محوری گردش ہم سے پوشیدہ ہے

کُرّہ مریخ آن یارِ برون
سطح اومارا درین رہ رہنمون

ہمارے بیرونی ساتھی مریخ کی سطح اپنے مطالعے کے لحاظ سے ہمارے لیے رہنما ہے

در خدو خالش ترو خشک آشکار
برف برقطبین اودارد قرار

اس کے طبعی خدوخال میں خشکی اور تری آشکارا ہے اور قطبِ شمالی وجنوبی پر وہاں بھی برف جمی رہتی ہے

ممکن است آنجا مثالِ این زمین
ساکنان باشند اہلِ علم و دین

اس زمین کی طرح وہاں بھی انسانی آبادی ممکن ہے (حالیہ تحقیق کے نتیجے میں تا حال یہاں پر زندگی کے آثار دریافت نہیں ہو سکے)

گفتم از سیارگان تا نفشیون
نزد اکثر از مدار وے برون

نیپچون تک میں نے سیاروں کے متعلق بیان کر دیا، اکثریت کے نزدیک وہ نظامِ شمسی کے مدار سے باہر ہے

از سیارؔ کہا است یک مجمع دگر
تو فلاطورا یکی زاِنہا شمر

ان کے علاوہ چھوٹے سیاروں کا ایک مجموعہ بھی ہے آپ پلوٹو کو بھی انھی میں سے سمجھ لیجیے

گویمت اکنون زا قمارِ نظام
گرد سیارات خود محوِ خرام

اب آپ سے اقمار (جمع قمر، چاندوں) کے متعلق بیان کرتا ہوں جو اپنے سیاروں کے گرد گھومتے رہتے ہیں

جملہ سیارات در عہدِ قدیم
چون جدا گشتند از جرمِ عظیم

ابتدائی دور میں تمام سیارے جب جرمِ عظیم سے جدا ہوئے

این ہمہ بودند بے خوفِ گزند
برمدار خویش سابح دَورِ چند

تو یہ تمام سیارگاں کچھ عرصہ تک اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے رہے

در زمانے از ہمہ سیارہا
شد ہویدا افتکاک پارہا

پھر ایک دور میں تمام سیاروں میں ٹوٹ پھوٹ (ظاہر) ہوئی

تو ہمین ہارا قمر گوبے خلاف
کارِ آنہا گرد اصل خود طواف

آپ انھی ٹکروں کو چاند کہتے ہیں ان کا کام اپنے اپنے سیاروں (اصل جسم) کے گرد گھومنا ہے

جرم اما سید برگردِ کمر

زاد از اماس اوطفل قمر

پھران سیاروں میں ورم سا ابھرا اوراس ورم (سوجن) سے چاند کے بچے (مزید چھوٹے چاند) پیدا ہوئے۔

با دگر ہا شمس کرد اندر قدیم

آنچہ باوے کردیک جرم عظیم

اس دور میں سورج نے دوسروں کے ساتھ وہی کیا جو دورِ قدیم میں اس کے ساتھ ایک جرمِ عظیم نے کیا تھا (یعنی اس نے سورج کے ٹکڑے کیے تھے تو اس نے سیاروں کو توڑنا شروع کر دیا)

کرۂ خاکی کہ شد مارا مقام

یک قمر گردد بہ گرد او مدام

یہ زمین جس میں ہم رہ رہے ہیں ایک چانداس کے گرد ہمیشہ گردش کرتا رہتا ہے

ماہ دراصل است جزو این زمین

ہست طائف گرد دنیا از ہمیں

چانددراصل اسی زمین کا ایک ٹکڑا ہے جبھی وہ زمین کے گرد گھومتا ہے

یک طوافش ہست ماہے درشمار

در حسابِ وقت مے آید بکار

اس کا ایک چکر ایک ماہ میں مکمل ہوتا ہے جو وقت کے حساب میں مفید (کارآمد) ہے

گہ ازو مابین ما وخور حجاب

گہ کند محجوب ارضش ز آفتاب

کبھی وہ ہمارے (یعنی زمین) اورسورج کے درمیان آڑ بن جاتا ہےاور کبھی سورج اس کی سطح کو چھپادیتا ہے

آن یکے رانام کرد ستی کسوف
وین دگررا تو ہمے خوانی خسوف

اس پہلی صورت کا نام کسوف (سورج گرہن) ہے اور دوسری صورت کو خسوف (چاند گرہن) کہتے ہیں

مے دہدمہ نور خور را انعکاس
زان نماید گہ چو قرص وگہ چو داس

چاند سورج کی روشنی سے منعکس ہوتا ہے اس لیے کبھی گول اور کبھی کمان کی صورت میں دکھائی دیتا ہے

کوہ و وادی ہست بر رویش عیان
دشت و صحرا و جبل مثل جہاں

ہماری زمین کی طرح اس کی سطح پر پہاڑ، وادیاں اور صحرا دکھائی دیتے ہیں

بے نصیب از آب باشد قرصِ ماہ
نے دوابے اندر انجانے گیاہ

چاند کی سطح پانی سے محروم ہے سو اس پہ نہ کوئی جاندار ہے اور نہ سبزہ

ہست از تبرید جسمش ناتوان
سوز و سازش رفتہ چون از جسم جان

ٹھنڈک کی وجہ سے چاند کی زمین کمزور ہو چکی ہے مردہ جسم کی طرح اس کی تب وتاب مر چکی ہے

ارض ماد ارد ہمین کہنہ ندیم
خشک گشتہ مثل عُرجون قدیم

ہماری زمین کا ساتھی یہی پرانا چاند ہے، جو پرانی شاخ کی طرح خشک ہو چکا ہے

گردشش بر محور وہم برمدار
مے شود دریک زمانے یاد دار

اس کی محوری اور مداری گردش ایک مدت (مقررہ) میں مکمل ہوتی ہے

مانمے بینیم جز یک رُوئے او

آبِ جان نارفتہ اندر جوئے اُو

ہم اس کے ایک رخ سے زیادہ کچھ نہیں جانتے اس کی ندیوں نالوں میں آبِ حیات (یعنی پانی) نہیں ہے

از زمین امیال راتامہ شمار

ہست دولک نیز سی و نہ ہزار

چاند کا فاصلہ زمین سے دولاکھ انتالیس ہزار (۲۳۹۰۰۰) میل ہے

قُطرِمہ خواہی حسابِ میل دان

دوہزار ویک صدوشصت است آن

جبکہ چاند کا قطر دو ہزار ایک سو ساٹھ (۲۱۶۰) میل ہے

جز دو سیارِ درونی دیگرے

نیست کو ما ہے نہ دارد دربرے

دو اندرونی سیاروں (عطارد اور زہرہ) کے علاوہ ہر سیارے کے ساتھ چاند ہوتے ہیں

ہست جلادِ فلک را دو قمر

ہردو گردا گردِ او اندر سفر

جلادِ فلک (مریخ) کے دو چاند ہیں جو اس کے گرد محوِ سفر (گردش) میں ہیں

نُہ زا قمار اند گرد مشتری

زان شبش باروز دارد ہمسری

مشتری کے گرد نو چاند ہیں چنانچہ اس کی رات بھی (روشنی کی وجہ سے) دن کی ہمسری کر سکتی ہے (موجودہ تحقیق کے مطابق کل اٹھارہ چاند دریافت ہوئے ہیں)

اے زحل اے سرحدِ عہدِ قدیم

خود نجومی راز تو صد ترس وبیم

اے زحل اے قدیم دور کی سرحد، تجھ سے تو نجومی (ستارہ شناس) بھی سو طرح کے خوف کھاتا ہے

ہست فوقِ استوایت طوقِ تو

طوقِ سہ رنگی گواہِ شوقِ تو

تیرے خطِ استواء کے اوپر تیرا طوق (حلقہ) ہے تیرا سہ رنگی طوق تیری خوش ذوقی کا گواہ ہے (زحل کے گرد اس کے خط استواء سے باہر ایک تین رنگ کا حلقہ ہے جو دوربین سے دیکھا جا سکتا ہے)

نُہ زاقمار اند گردت در طواف

از دخان بر سطحِ تو باشد غلاف

زحل کے گرد بھی نو چاند گردش کرتے ہیں اور اس کی سطح پر دھویں کا غلاف سا رہتا ہے (ابھی تک ۱۹ چاند۔۔۔دریافت ہوئے ہیں)

مرترا دانندۂ رازِ سروش

کرد نامِ عالمِ زنّار پوش

علامہ محمد اقبالؒ نے ''جاوید نامہ'' میں زحل کو عالَمِ زنار پوش (زنار وہ دھاگا/ڈور جسے (ذمی) کافر اپنے گلوں میں ڈالے رکھتے ہیں) کا نام دیا ہے

از دُمِ استارہ دزدیدۂ

یاز آماس این چنین گردیدۂ

گویا زحل نے کسی ستارے کی دم چرا کر اپنے گرد (حلقے کی صورت میں) لگا لی ہے (یہ علامہ محمد اقبالؒ کا مصرعہ ہے)

یا شکستی یک قمر را سر بسر

ساختی از پارہا بندِ کمر

یا پھر اپنے ایک چاند کوتوڑ کر اس کے ٹکڑوں کو زحل نے کمر بند بنا لیا ہے

از ندیمانِ چومہ اندر کنار
نفشیون یک دارد اورانوس چار

چاند کی صورت میں نیپچون کا ایک ساتھی ہے اور یورینس کے چار ساتھی (چاند) ہیں (حالیہ تحقیق کے مطابق نیپچون کے ۸ اور یورینس کے پندرہ چاند ہیں)

غیر ازین اقمار واین سیارہشت
منہمک بینی دگر ہارا بہ گشت

ان آٹھ سیاروں اور ان کے چاندوں کے علاوہ بھی دوسرے (سیاروں وغیرہ) کو آپ گردش میں منہمک پائیں گے

مختصر گویم ترا از حالِ شان
تا کجا مانم بہ فکر آسمان

ان کے متعلق مختصراً بیان کرتا ہوں آخر کب تک میں آسمان کی سوچوں میں ڈوبا رہوں گا

از زمین ہم قصہ ہائے گفتنیست
تو زخاکی آسمان جائے تو نیست

زمین کے کئی قصے بھی ابھی گفتنی ہیں آپ بھی مٹی سے بنے ہیں آسمان آپ کا مقام نہیں

کوکب د مدار و احجارِ شہاب
گردشے دارند گرد آفتاب

دُمدار ستارہ اور شہاب ثاقب (کے پتھر) بھی سورج کے گرد گردش کرتے رہتے ہیں

چون بیاید در نظامِ شمس ما

کوکبِ دمدار از بعدِ فضا

جب دور کی فضاء سے (گردش کرتے ہوئے) دمدار ستارہ ہمارے نظامِ شمسی (کے مدار) میں آتا ہے

خواہد از سمت دگر بیرون جہد
ز بلائے قید و پابندی رہد

باہر کی فضا سے دُمدار ستارہ نظامِ شمسی میں داخل ہونے کے لیے کودتا ہے اور (بیرونی فضاء کی) قید و بند کی صعوبت سے چھٹکارا پاتا ہے

مے کشد شمس آں گریزاں یار را
می کند قوسی رہِ دُمدار را

تو سورج اس دور بھاگنے والے ساتھی (دم دار ستارے) کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کمان کی طرح کا اس کا راستہ (مدار) نیم بیضوی بنا دیتا ہے

گر نیاید ہارجے اندر سفر
مے رود زاں سو نیاید زو خبر

اگر اسے گردش کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ پیش آئے تو گھومتے ہوئے وہ نامعلوم مقام کی طرف نکل جاتا ہے

جرم سیار ار رسد در رہگذار
کوکبِ دمدار را سازد شکار

دم دار ستارے کی راہ میں اگر سیارے آجائیں تو اس کو شکار کر لیتے ہیں

در مدارش انحنا آرد مزید
در نظام آید یکے رکن جدید

چنانچہ اس کے مدار میں مزید انحناء (ٹیڑھاپن یعنی گولائی کی صورت میں) پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرح نظامِ شمسی میں ایک رکن کا اضافہ ہو جاتا ہے

پس موقت گرددش دَورِ سفر

نبودش از طوف شمسِ ما مفر

سواس کی گردش کا زمانہ متعین ہوجا تا ہےلیکن سورج کے طواف سے مفر بہرحال اسے بھی نہیں

چند ہا زین گو نہ اندر پیچ و تاب

محوِ گردش اند گردِ آفتاب

اس طرح کے چند ایک ستارے سورج کیگر دگردش کرنے پر مجبور ہیں

گرز جذبے انحنائے آن مدار

راست گردد میکند کوکب فرار

اگراس کا بیضوی مدار (سورج وغیرہ کی) کشش کی وجہ سے سیدھا (مستقیم) ہوجائے تو دم دار ستارہ نظامِ شمسی سے راہِ فرار اختیار کر لیتا ہے

صورتِ دمدار باشد آتشین

شعلہ زیرش مے نماید دور بین

اس کی دم آتشیں ہوتی ہے چنانچہ دوربین کی مدد سے اس کے نیچے شعلہ دیکھا جا سکتا ہے

درکلانی قطر بعضے در شمار

میرسد تا چند امیالِ ہزار

بعض دم دار ستاروں کا قطر چند ہزار میل تک ہوتا ہے

جسمِ شان را چون ہوا شفاف دان

ماورائیش مے تو ان دید اختران

اس کا جسم ہوا کی طرح شفاف ہوتا ہے چنانچہ اس سے پیچھے کے ستارے دیکھے جا سکتے ہیں

گویمت اکنون زاحجارِ شہاب

آنچہ دیدم دروَرق ہائے کتاب

جو کچھ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے اس کی روشنی میں شہاب ثاقب کے متعلق بیان کرتا ہوں

از کتب بیرون ندارم دست رس
علمِ من محدود اوراق است و بس

کتابوں سے ہٹ کر میری کوئی دست رس نہیں میرا علم کتابوں کے اوراق تک ہی محدود ہے

گرد شمس از این شہب بے انتہا
برمدارِ خویش مشغولِ شنا

بے شمار شہابیے سورج کے گرد اپنے اپنے مداروں میں گردش کر رہے ہیں

دائمًا ہستند اندر تاختن
زانکہ نایداز سکون جز باختن

یہ ہمہ وقت چمکتے دمکتے رہتے ہیں کیونکہ کھیل کود (گردش) کے سوا انھیں سکون ہی نہیں ملتا

سبحۂ احجار بے حد و شمار
سفتہ طولانی بیک سلک مدار

ان شہابیوں کے پتھر اعداد وشمار سے باہر ہیں جو ایک طویل مدار میں رہتے ہوئے ایک دوسرے سے منسلک ہیں

عرض این مجمع کم است و مختصر
آن زیک لک میل نبود بیشتر

ان کی چوڑائی نہایت کم اور مختصر ہے جو کہ ایک لاکھ میل سے زیادہ نہیں

دُور از دنیامدارِ این شہاب

داشت جائے خود بگردِ آفتاب

ان کا مدار بھی سورج کے گرد ہی ہے لیکن زمین (کے مدار) سے بہت فاصلے پر ہے

سالیان چار صد قبل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راہِ آنہا شد مبدل یکسری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے چار سو سال قبل ان کا راستہ یکسر تبدیل ہو گیا

برمدارِ ارض آمد راہِ شان

شد چراغان در ہوا ہر سو عیان

ان کا راستہ (مدار) زمین کے مدار میں آ گیا' اور فضاء میں ہر سو چراغاں ہو گیا

این چراغان بود درارض و سما

زانکہ مے شد شاہِ عالم رونما

یہ چراغاں زمین و آسماں میں ہوتا رہا کیونکہ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے والے تھے

تو ہمیدانی خدایا این چہ بود

مژدہ از مصطفےؐ ما را نمود

آپ کیا سمجھے' خدایا یہ کیا تھا!؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا مژدہ (خوشخبری) تھا

پس مگو گفتم دروغے از جنوں

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِمَّا یَفْتَرُوْنَ

مت سمجھیے کہ محبت کے جنوں میں' میں نے جھوٹ کہہ دیا' فاستعذ باللہ مما یفترون بلکہ مفتریوں کی افتراء پردازیوں سے اللہ کی پناہ مانگئے

از گمانِ بد مرو راہِ ضلال

خود بخوان تصنیف سر رابرٹ بال

بدگمانی کر کے گمراہ مت ہو جیئے سر رابرٹ بال کی کتاب (The story of heavens) خود پڑھ کے دیکھ لیں

تابہ بینی صدق این گفتار را
سن وصل ارض و این احجار را

تا کہ آپکو اس بات کی سچائی معلوم ہو سکے اور آپ اور شہابِ ثاقب کے ملنے کے زمانے کو جانچ سکیں

از گلولہ تیز تر اندر شتاب
میکنند احجار طوفِ آفتاب

(شہابیئے میں موجود) پتھر گولی سے کہیں تیز رفتاری سے سورج کے گرد گھومتے ہیں

چون بیفتند در ہوا گاہِ گریز
سنگ گردد از تصادم ریز ریز

گردش کرتے ہوئے جب ان کا گذر کھلی فضا میں ہوتا ہے تو یہ پتھر فضا کے ساتھ رگڑ سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں

صد مت آمد علتِ خطفِ شرار
دیدۂ این شعلہ ہارا بار بار

پس ان شعلوں (کے روشن ہونے کی وجہ سے) روشنی میں فرق آتا ہے۔ آپ نے ایسے شعلوں کا بارہا مشاہدہ کیا ہوگا

غیر ازینہا کوکبِ دمدار نیز
گاہ گاہے مے شود احجار ریز

ان کے علاوہ دمدار ستارے بھی کبھی کبھی شکست وریخت کا شکار ہوتے رہتے ہیں

بیشتر خواہی اگر تشریح این

سرگذشتِ کوکب بیلا بہ بین

اگرآپ اس کی مزید تفصیل سے آگہی چاہتے ہیں تو ان کی سرگذشت ''کوکبِ بیلا'' میں دیکھ سکتے ہیں

او برہ گیرد ہمیں بارِ حجر
یا بیارد ہمرہِ خود از مقر

وہ دمدار ستارہ ان (شہابیوں) پتھروں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے' یا گرتے ہوئے خود ان ہی کے ساتھ شامل ہو (کرگر) جاتا ہے

در ذوی الاذناب احجارِ شہاب
ازیکی زین دو طریق آمد بیاب

دمدار ستاروں میں شہاب ثاقب کے پتھر مذکورہ دو میں سے ایک طریقے سے آملتے ہیں' خوب سمجھ لیجیے

یافت از فضل خداوند اختتام
بحث شمس و دیگر ارکانِ نظام

سورج اور نظامِ شمسی کے دیگر اجرام کی بحث خدا کے فضل سے اختتام کو پہنچی

این ہمہ سیارگان و آفتاب
جملہ را بستند گوئی در طناب

یہ جملہ سیارگان اور سورج ایک ہی نظام سے منسلک ہیں

پس اشارات کلام حق شناس
وضع میزان را تناسب کن قیاس

سو کلامِ الٰہی کا اشارہ سمجھ کر وضعِ میزان میں غور کریں (آیت قرآنی ''والسماء رفعها ووضع المیزان'' (سورۂ رحمن) کی طرف اشارہ ہے۔ غالباً مصنف کے نزدیک وضع میزان سے مراد نظامِ اجرامِ فلکی میں توازن سے ہے)

دیدۂ برگردِ شمس مستنیر
ہست در گردش نظامِ بس کبیر

آپ نے دیکھا کہ اتنا بڑا نظام آفتابِ روشن کے گرد گھوم رہا ہے

شمس را ہم ساکن یک جا مدان
آیہ والشمس تجری را بخوان

لیکن سورج کو بھی ایک ہی جگہ پہ ساکن نہ سمجھیں آیت **والشمس تجری** (سورۃ یسٓ) پڑھ کر دیکھیں، اسی آیت کا ٹکڑا اور اس فصل کا عنوان بھی ہے

می رود خورشید سوئ مستقر
لیک آنجا کے رسد فہم بشر

سورج اپنے مستقر کی طرف رواں دواں ہے لیکن وہاں تک بشری سوچ کی رسائی ممکن نہیں

در دو گردش گفتہ ام از ابتدا
ہریکی سیار باشد برملا

ابتداً میں نے بیان کیا کہ ہر سیارے کی گردش دو طرح کی ہے

بر مدارش گردش دنیائے ما
میکند تبدیلی صیف و شتا

زمین کی اپنے مدار کے گرد گردش سے موسمی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں (زمین مداری گردش کے وقت چھ ماہ نصف زمین شمال کی طرف اور چھ ماہ نصف زمین جنوب کی طرف ہوتی ہے اور زمین کا بیشتر حصہ سال بھر سورج کے سامنے بھی رہتا ہے کیونکہ قطبِ شمالی اور جنوبی پر چھ چھ ماہ تک دن اور رات رہتی ہے)

زاویہ سازد چو محور بامدار
از ہمان درسال موسم شد چہار

زمین کا محور مدار کے ساتھ ایسا زاویہ بناتا ہے جس سے چار موسم پیدا ہوتے ہیں (اگر زمین مدار کے ساتھ منحنی زاویہ نہ بناتی اور زاویہ قائمہ بناتی تو سال بھر دنیا کا موسم یکساں رہتا)

گردِ محور ہم جہان دارد خرام
ہست از آن این طلسم صبح و شام

زمین اپنے محور کے گرد بھی گھومتی ہے جس کی وجہ سے یہ صبح و شام وجود میں آتے ہیں (دن اور رات کے وجود کا سبب محوری گردشِ زمین ہے کرہ ارض کا جو حصہ سورج کے سامنے ہوتا ہے وہاں دن اور اس کے مقابل حصے پہ رات ہوتی ہے)

ہمچنین ہریک ازین سیارگان
دارد ایام خود وہم سالیان

اسی طرح ان تمام سیاروں پر دن رات اور سال گذرتے ہیں

در تناسب بامسافت زآفتاب
سالِ ہر سیار را خواہی بیاب

سورج کے فاصلے کے تناسب سے ہر سیارے کے سال (یعنی ایک مکمل مداری چکر) کا اندازہ لگالیں

این بیانم ہست از بس مختصر
در کتابے شرحِ این را در نگر

میرا یہ بیان تو انتہائی مختصر ہے، اس کی مزید تشریح (بڑی) کتابوں میں دیکھ لیں

عمر دنیاز افتراق ازآفتاب
تازمان انقسامِ خشک و آب

سورج سے جدا ہونے سے لیکر زمین کے خشکی اور تری میں تقسیم ہونے تک

ہشت ارب آید بہ تخمین سنین

دیده ام قولِ حکیمان این چنین

سائنس دانوں کے اقوال کے مطابق آٹھ (۸) ارب سال کا اندازہ لگایا گیا ہے

رائے دانایان بخوان اندر کتاب

باز گو واللّٰہ اَعْلم بالصَّوابِ

سائنس دانوں کی رائے کتابوں سے دیکھیں لیکن پھر کہیں واللہ اعلم بالصواب

نیست کس غیر خدادانائے راز

آمدیم از او به او گردیم باز

ان اسرار سے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی واقف نہیں ہمیں اسی نے پیدا کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر ہمیں جانا ہے

فصل پنجم

در بیان منقسم شدن سطح زمین در
بحر و بر و تخلیق صخور رِجبال و حجر

خشکی اور تری میں زمین کی تقسیم اور پہاڑوں اور چٹانوں کی تخلیق

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

ترجمہ: اور پہاڑوں میں بھی ایسے ٹکڑے ہیں جو رنگ برنگ کے سفید اور سرخ ہیں،

اور کالے سیاہ بھی۔ (سورۃ فاطر، آیت: ۲۷، پارہ نمبر ۲۲)

تاکنوں بودیم محو اختراں
میکنم عزم زمین زا آسمان

اب تک ہم ستاروں میں ہی محو تھے اور اب آسمانوں سے (ہٹ کر) زمین کا ارادہ رکھتا ہوں

باتو گویم سرگزشت ارض را
از ہمہ اعصار پیشین ماجرا

آپ سے زمین کی سرگزشت بیان کرتا ہوں یعنی تمام ابتدائی زمانوں کا ماجرا

تو قیاس دیگر ارکان نظام
کن برین یک ہمسفر اندرخرام

آپ نظام شمسی کے دیگر اجرام فلکی کو زمین پر ہی قیاس کر لیجیے گا

لیک حجم جسمِ اجرامِ سماء
نیز بُعد شاں زشمس پرضیاء

لیکن اجرام فلکی کے اجسام کا حجم اور ان کا سورج سے فاصلہ

مختلف باشد زبس از یکے دیگر
فرق ازان آید بحالش سربسر

ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہوتا ہے لہٰذا ان کے حالات میں فرق بھی اسی طرح ہے

اصل سیارات لاکن واحد است
زان سبب یک بردگرہا شاہد است

لیکن تمام سیاروں کی ماہیت ایک ہی ہے اس لیے ایک سے دوسرے کی حالت پر قیاس کیا جا سکتا ہے

ہرچہ بریک جرم بگزشت آنچناں
در زمانے بگزرد بردیگران

جو کچھ بھی ایک سیارے پر بیتا وہی حال دوسرے سیاروں کا بھی ہوا

بود تاایں ارض مابگد اختہ
خنجر شعلہ بہ ہر سو آختہ

سورج کے جھلسا دینے والے چہار سو پھیلے ہوئے شعلے ہماری زمین کو پگھلاتے رہتے تھے

سوئے سطح آمد سبک تر ہرچہ بود
آنکہ وزنش بیشتر رفتے فرود

جو چیز ہلکی تھی وہ سطح کی جانب آ گئی اور بھاری اشیاء زمیں کی گہرائیوں میں پڑی رہ گئیں

از عناصر چند درشکل ریاح
یافتند از انجماد آن دم فلاح

وہ عناصر جو زمین میں منجمد تھے گیسوں کی صورت میں تبدیل ہوئے (یعنی جن عناصر کے ذرات آپس میں نہیں جڑ سکتے تھے۔ وہ ذرات کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے چھوٹے تھے۔ یہ مائع کی صورت میں موجود دیگر عناصر کے ساتھ مل کر کرہ ارض کی سطح تک آئے)

آنچہ ثقلش کم سُوئے بالا رمید
گرد دنیا کسوتِ بادی تنید

جس کا وزن کم تھا وہ اوپر کی طرف بھاگا اور اس نے دنیا کے گرد ہوائی لبادہ تن دیا۔

پس بدان این کرّہ بادی زسر
نیست عنصر بل مرکّب سربسر

چنانچہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ہوائی کرہ عنصر نہیں ہے بلکہ یقینا مرکب ہے

جسم بادِ روح پرور تند تاز
ہست یک مجموعۂ انواع غاز

ہوا کا یہ لطیف جسم مختلف گیسوں کا مجموعہ ہے (یعنی یہ مختلف عناصر کا مجموعہ ہے ایک ہی عنصر نہیں)

روئے گیتی بود دراوّل نہان
درغلاف تیرہ وگرم دخان

ابتدا میں روئے زمین گرم اور تاریک دھویں میں چھپی ہوئی تھی

ازدخان ہائے فلزات ثقیل
ہم زد ود تیرۂ ہمرنگ نیل

سیاہ اور کثیف دھوؤں کی دبیز چادر پر نیلگوں دھویں کی لہر بھی تھی

برتر ازآنہاز ظلمائے سحاب
کے گزر کردے شعاعِ آفتاب

پھران کے اوپر چھائے ہوئے بادلوں کی تاریکی بھی توسورج کی کرن کس طرح ان میں سے گزرتی

پس مُرور چند ادوارِ زمان
کردکم سو زندگی راآن چناں

پس چند سال گزرنے کے بعد سوزش (حرارت) ایسی کم ہوگئی

گرمیش کمتر زدورِ پیش بود
گوئیا در فکر سودِ خویش بود

کہ اس کی گرمی پہلے زمانے سے نہایت کم تھی ۔ گویا کہ وہ اپنے فائدے کے لیے متفکر ہو گئی تھی

آنچہ بالا رفت در شکل دخان
باز آمد دربر او شادمان

جو دھواں سطحِ زمین سے بلندی پر چلا گیا تھا، وہ خوشی سے دوبارہ زمین کی طرف آیا

لیک گرمی برزمین بود آنچنان
کاین زمان در کورۂ آہنگران

لیکن زمین پر گرمی ایسی تھی جیسی لوہار کی بھٹی میں ہوتی ہے

آب ازین روماند در جوِّ فضا
ارض اندر مُزن غائب دائما

پانی کھلی فضا میں (بادلوں کی شکل میں) ایسا ٹھہر گیا کہ زمین ہمیشہ کے لیے بادلوں کی اوٹ میں چلی گئی

لیک ازتابِ زمین شعلہ زا
نارسیدہ بر زمین گشتی ہوا

لیکن شعلہ بار زمین کی تپش کی وجہ سے ٹھنڈی ہوائیں اس تک نہ پہنچ سکیں

قرن ہائے چند بگزشت این چنیں
بود بالتدریج تبرید زمین

چند صدیاں اسی حالت میں گزر گئیں اور زمین بتدریج ٹھنڈی ہوتی گئی

بعد دورے سطح ارض از انجماد
ہم حرارت ہم ضیا از دست داد

ایک عرصہ کے بعد زمین کی سطح نے سخت ہو کر حرارت اور روشنی (چمک) کو ہاتھ سے جانے دیا

گشت ممکن برزمین گیرد مقام
آبِ کان مے بود در شکل غمام

چنانچہ زمین پر زندگی کے وجود کے لیے پانی کا ٹھہرنا ممکن ہو گیا جو کہ گھٹاؤں کی صورت میں تھا

ماء ثجّاج آمدہ از معصرات
منتظم شد بر زمین بہر حیات

ان بادلوں سے موسلا دھار بارش برسی، جس کی وجہ سے زمین پر زندگی کا انتظام ہو گیا

چوں بیامداز ہوا برروئے خاک
برزمین افتاد شور ہولناک

ٹھنڈی ہوا سے بارش جب زمین پر ٹپکی تو ایک ہولناک شور بپا ہو گیا

آب برآتش بزن آنرا ببین
بود زانسان حالت سطح زمین

آگ پر پانی پھینک کر دیکھئے! روئے زمین کی حالت ایسی ہی تھی۔

قشر بالائی شدے چوں سرد تر
اندرونِ نار رفتے سر بسر

زمین کی بالائی سطح نہایت ٹھنڈی ہو گئی جبکہ اس کے اندر اسی طرح بھڑکتی آگ دوڑ رہی تھی

آتش زیر ین بجایش آمدے
بہرِ جنگ آب رایش آمدے

نیچے والی (اندرونی) آگ اس کی جگہ پر آجاتی اور پانی کے خلاف مزاحمت کرتی

آب اندر بحر ہا جو شدہ بود
ابرگشتہ برزمین بارندہ بود

پانی سمندروں میں جوش مار رہا تھا اور بادل زمین پر برس رہے تھے

قشرِ سطح ارض بس باریک بود
چشم خود از ابرہا تاریک بود

زمین کی اوپر والی سطح انتہائی باریک تھی اور بادلوں کی وجہ سے تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی

رفتہ رفتہ قشر دنیا زِفت گشت
شد ہویدا بررُخش صحرا و دشت

آہستہ آہستہ دنیا کی سطح مضبوط ہوگئی اور اس پر صحراؤں اور میدانوں کے آثار نمودار ہونے لگے

چون بہ قرب سطح آن دم ناربود
ہیئتش صلصالٍ کالفخار بود

اس وقت سطح کے قریب جو آگ تھی اس کی کیفیت پکی ہوئی خشک ٹھیکریوں کی سی تھی

یاد دار این نکتہ ہا را بے شکوک
سالیان رفتند زینان تالکوک

شبہات سے ذہن پاک کر کے اس نکتے کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسی حالت میں کئی لاکھ سال گزر گئے

قشرِ ارض ہر جاکہ بودے نرم تر
آتشِ سیال بر آورد سر

جہاں جہاں سطح زمین نرم تھی وہاں سے آگ نے سر اٹھانا شروع کر دیا

نارِ مائع جوش می زداندرون
سرگشت ہر موج کان آمد برون

سیال آگ اندر سے جوش مارتی تھی۔ اور اس کا لاوا سطح سے اوپر آ کر ٹھنڈا ہو جاتا تھا

بر زمین در آن زمان اختلال
بود این تعمیر بنیاد جبال

اس انقلابی دور میں زمین پر یہ پہاڑوں کی تخلیق کی بنیاد تھی

از زلازل گشت چوں دنیا ستوہ
کوفت بردامان وے اوتاد کوہ

جب زمین بہت زیادہ لرزش کی وجہ سے غیر متوازن ہوگئی، تو (قدرت نے) اس کے دامن میں پہاڑوں کے کیل گاڑ دیئے

در کتاب خود خدائے ذوالجلال
گفتہ است این وجہ تخلیق جبال

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں پہاڑوں کی وجہ تخلیق یہی بیان فرمائی ہے

کردہ اند تعمیر کہسار از حجر
پس ز بحث سنگ کیے باشد مفر

پہاڑوں کی تعمیر پتھروں سے ہوئی ہے۔ لہذا پتھروں کی بحث سے ہم بھاگ نہیں سکتے

مے کنم قطع کلام خویشتن
از صخور اندر میان آرم سخن

اپنی بات کے تسلسل کو توڑ کر درمیان میں چٹانوں کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں

راند دانا برحجر رخش خیال
گفت دوقسم است سنگ اندر جبال

سائنس دانوں نے خیال ظاہر کیا ہیکہ پہاڑوں میں دو قسم کے پتھر ہوتے ہیں

آن یکے امواج نار اندرون
منجمد گردید چون آمد برون

پہلی قسم: جو آگ کی موجیں اندر سے باہر کو لپکیں اور باہر آتے ہی منجمد ہوگئی۔ (یعنی آگ کا لاوا ابلا اور باہر آتے ہی سخت ہو کر پتھر کی صورت اختیار کر گیا)

نام این نوع صخور کوہسار
مرد دانا مے نہد احجار نار

سائنس دان پہاڑی پتھروں کی اس قسم کو''آگ کے پتھر'' کا نام دیتے ہیں

گرچہ از یک اصل بیرون زدقدم
ہست برنوعین این ہم منقسم

اگرچہ ابتدائی دو قسموں میں سے یہ ایک قسم ہے لیکن اس کی بھی مزید دو قسمیں ہیں

آن یکے موج کہ آمد برملا
شد بہ عجلت سرد از بردِ ہوا

ایک یہ کہ آگ کی موج باہر آتے ہی ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے فوراً سرد پڑ گئی

این بود نرم وبزودی بشکند
برد و ریحش رمل سازد بشکرد

یہ نرم اور جلدی ٹوٹنے والے والے پتھر تھے ہوا اور سردی نے انھیں ریزہ ریزہ کر کے ریت بنا دیا تھا۔

وان دگرموجے کہ گردد ھگرا
لیک زیر سطح ماند مبتلا

اور دوسری وہ آگ کی موج جو ٹھنڈی ہوتی گئی لیکن سطح زمین کے نیچے ہی رہی

سرد گردد آن بتدریج اندرون
سختیٔ جسمش بَود از بس فزون

اندر ہی اندر وہ بتدریج ٹھنڈی ہو گئی اور اس کی سختی حد سے بڑھتی چلی گئی

چون زبطن ارض سیل آتشین
رخ کند بالاسوئے سطحِ زمین

جب یہ آتشیں مادہ زمین کے پیٹ سے نکل کر سطح کا رخ کرتا

گرشود مسدو دراہش ازصخور
فوق آن باشد زلازل راظہور

اگر چٹانوں اور پتھروں کی وجہ سے اس کا راستہ مسدود ہوتا تو اس کے اوپر زلزلے کے آثار پیدا ہونے لگتے

سدِّ راہش قشر دنیا مے شود
سیل آتش سنگ خارامی شود

زمین کی سطح اس کی راہ کی رکاوٹ بن جاتی ہے آگ کا لاوا اندر ہی اندر ٹھنڈا ہو کے سنگِ خارا بن جاتا ہے۔

در دِگر دَوران چوبالایش کنند
درمیانِ کوہِ نَو جایش کنند

دوبارہ جب آگ کا لاوا اوپر کو اٹھتا تو اس کی جگہ ایک نئے پہاڑ میں بنتی تھی

کوہِ نو بر روئے این دنیائے دون
ز انقباض آید چواز پیری غضون

سطح زمین پر نئے پہاڑ زمین کے سکڑنے سے اس طرح وجود میں آتے تھے۔ جس طرح بڑھاپے کی وجہ سے انسان کے چہرے پر شکنیں نمودار ہو جاتی ہیں۔

سنگ دیگر نوع در عہد عتیق
گشت پیدا درتہِ بحر عمیق

قدیم زمانے میں دوسری قسم کے پتھر گہرے سمندر کی تہہ میں پیدا ہوتے تھے۔

علتش تخریبِ دشت و کوہ وبر
ریزش اجزائے شان از ہمدگر

اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ پہاڑ کے ٹوٹے پھوٹے اجزاء اور ریت کے ذرات باہم مل جاتے تھے (جو گہرے پانی میں جمع ہو کر پتھر کی شکل اختیار کر لیتے تھے)

کوہساران قدیمی برزمین
از تنزل ہردمے اند وہگین

گویا زمین کے قدیمی پہاڑ ہمہ وقت کے تنزل سے پریشان تھے

باد و آب اندر خرابی تیز گام
کوہ ہا نالان ز تخریب دوام

ہَوا اور پانی پہاڑوں کی شکست وریخت میں بہت تیزی سے کام کررہے تھے جبکہ پہاڑ اس دائمی تخریب کاری کی وجہ سے بے آرام نظر آتے تھے۔

ہر زمان ذرات بے حد وحساب
آورد در بحر ہر دریائے آب

ہرزمانے میں دریاؤں کے پانی لاتعداد ذرات کو بہالاتے اور سمندروں میں پھینک دیتے تھے

تہ نشین گردد ہمہ خاک وحجر
آنچہ دریا آورد از سمت بر

مٹی اور پتھر کے وہ تمام ذرات سمندر کی تہہ میں بیٹھ جاتے ہیں جو دریا خشکی کی طرف سے لاتے ہیں

مادہ گرد دجمع اندر قعر آب
قشر برقشرے چوں اوراق کتاب

پانی کی گہرائیوں میں یہ مادہ کتاب کے اوراق کی طرح تہہ درتہہ جمع ہوتا رہتا ہے۔

ناگہان اجساد نوع زندگان
کمتر از بری واکثر بحریان

بیشتر بحری اور کچھ بری جانداروں کے رکازاتی (FOSSILS) عناصر

مے فتند اندر میان قشرہا
پس تحجّر سخت ساز دہر دورا

اچانک ان تہوں میں مل جاتے ہیں اور پتھروں کی سنگینی سے ان دونوں جاندار عناصر پتھروں

کی طرح سخت بن جاتے ہیں۔

حامل وزنِ ہمہ زیرین شود
زان سبب آن تختۂ سنگین شود

ان سبھی کا بوجھ اٹھانے والی سطح دب جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی سختی اور پختگی میں اضافہ ہوتا ہے

بعد دوری کوہ گردد بس کلان
زیرِ بحر از قشر ہائے بیکران

ایک مدت کے بعد یہ عناصر مل ملا کے سمندر کی وسیع تہہ میں بہت بڑے پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

جوش زن گردد اگر نارقدیم
زیرِ آب اندربن کوہ عظیم

پانی میں موجود اس بہت بڑے پہاڑ کے نیچے سے جب قدیم آگ جوش مارتی ہے۔

مرتفع گردد زمین وکوہ ہم
آب از سطحش نہد بیرون قدم

تو زمین اور پہاڑ بلند ہو جاتے تھے اور پانی اپنی سطح سے باہر قدم رکھ دیتا تھا

برشود ظاہر ززیرِ قعر آب
بحر درپستی رود اندر شتاب

پانی کی گہرائیوں میں سے خشکی (اوپر آ کر) ظاہر ہو جاتی ہے اور تیزی سے سمندر مزید گہرائی کی طرف چلا جاتا ہے

کوہ نو بالا شود برسطح بر
شد مجدّد نام این نوع حجر

یہ نیا پہاڑ خشکی کی سطح پر بلند ہو جاتا ہے۔ (چٹانوں کی اس قسم کا نام جُدد ہے (جو نئے سر سے تہہ در تہہ وجود میں آتے ہیں، ان کو تہہ در تہہ چٹانیں کہتے ہیں)۔

یاصخورِ آبیَش گفتن توان
زانکه پیدا گشت زیر بحر آن

یاانھیں آبی چٹانیں کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ سمندر میں پیدا ہوتی ہیں

سنگ رمل وسنگ احمر نوع این
سنگ ہائے تختہ امثال ہمیں

ریت کے بنے پتھر(Sand stone)،سرخ پتھر اور تختہ نما (سلیٹ) پتھر اسی کی اقسام ہیں

زیر بحر از جسم احیائے صغیر
آنکہ مے باشد در آنجا کثیر

سمندر کی تہہ میں چھوٹے چھوٹے جاندار عناصر جو کہ ایسی جگہوں پہ بہ کثرت پائے جاتے ہیں

جمع گردد تودھاؤر ہر طرف
جسم مردہ نیز مرجان وصدف

یہ عناصر، سیپیاں اور سچے موتیوں کی صورت میں ہر طرف اکٹھے ہوجاتے ہیں

سنگ گردد بعد دَورے زیر آب
پشتۂ اجساد بے حد وحساب

پانی کے نیچے یہ بیشمار اجزا عرصہء دراز کے بعد پتھروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں

زین حجر گردیدہ جسم زندگان
کوہ ہائے سنگ مرمر رابدان

یادر کھیئے کہ انھی جاندار اجسام کے پتھر بننے سے سنگِ مرمر کے پہاڑ وجود میں آتے ہیں

باجُدَ د این جملگی احجار آب
مے نمایند ہمچوا اوراق کتاب

یہ تمام کے تمام آبی پہاڑ کی کتاب کے صفحات کی طرح تہہ بہ تہہ نظر آتے ہیں

درقشور این چنین کہسارہا
بیند اہل دیدہ رازِ ابتدا

پہاڑوں کی اس تہہ درتہہ بناوٹ سے دانشوروں نے ان کی ابتداء کا اندازہ لگایا ہے

ہریکی قشرش زِادِ وارِ جدا
آرد اجساد مُحجّر راگوا

اس کی ہر تہہ کے نیچے موجود پتھریلے اجزاء اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

گرکنی پیدا دل و بینا بصر
ماجرا گوید بہ تو چوب وحجر

اگر آپ گہری نظر سے اس کا مشاہدہ کریں تو چٹانیں اور پتھر آپ کو اپنی سرگزشت سناتے نظر آئیں گے۔

ہر کہ او دانائے راز فطرت است
بہر او کوہے کتاب قدرست است

جوشخص فطرت کی اس رمز سے واقف ہے تو اس کے لیے پہاڑ گویا قدرت کی کتاب ہیں

لیک اوراق کتاب کوہسار
جملہ بے ترتیب از تاثیر نار

لیکن اس کوہستانی کتاب کے تمام اوراق آگ سے متاثر ہو کر بے ترتیب ہو چکے ہیں

چوں بزور اورا بہ بالا برکنند
نظم وترتیبش ہمہ ابتر کنند

جب آگ کالا وا اس کو بلند کرتا ہے تو ان کی بناوٹ کی ترتیب تہہ وبالا ہو جاتی ہے

نارِ اندر قشرِ آن داخل شود
نوع بانوع دگر واصل شود

اور آگ اس کے پیندے میں گھس کر مختلف اقسام کو باہم گڈمڈ کر دیتی ہے

نیز باران وہوا وسیل آب
کوہ ہا را میکند ہر دم خراب

نیز تیز بارشیں، ہوائیں اور سیلاب بھی پہاڑوں کو ہمہ وقت خراب کرنے میں لگے میں رہتے ہیں

زین وجوہِ مختلف دَورزمان
آرد اندر کُہ تغائر آنچنان

اسی وجہ سے مختلف ادوار میں پہاڑوں میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے

کس نداند غیر استاد ان فن
کان چگونہ بود درعہد کہن

ماہرین فن کے علاوہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ قدیم دور میں اس کی ہیئت کیسی تھی

دفتر کہسار ہا بے انتظام
خواندنش برسہل جویان شد حرام

غیر منظم کوہساروں کا مطالعہ تسہیل پسند (کسلمند) آدمی کے لیے ممکن ہی نہیں ہے

آنکہ باشد صاحب علم وکمال
از برون بیند معادن درجبال

ماہرین فن تو باہر سے ہی پہاڑوں میں موجود معدنی ذخائر کو دیکھ سکتے ہیں (موجودہ زمانے مسیں مصنوعی سیاروں کی شبیہات (Satellite Imegaries) کی دریافت نے اس فن کو مزید ترقی دی ہے)۔

سنگ ہائے ہر فلز را یا ددار
مے توانی یافت دراحجار نار

معدنی پتھروں کی شناخت نوٹ کرلیں! آپ کو آگ والے پتھروں سے معدنیات مل سکتی ہیں

از شروعِ کار اینہا بودہ اند
ذرہ ہا اندر ہیولیٰ بودہ اند

شروع سے ہی یہ معدنیات زمین کے گولے (کرّے) میں موجود رہتی آئی ہیں

باز از بطن مذابِ ارض ما
چوں بروں آمد بہ کُہ بگزید جا

پھر زمین کے اندر کا پگھلا مادہ جب باہر نکلتا ہے تو پہاڑوں میں اپنے لیے جگہ بناتا ہے۔

در صخور نوع ثانی ہم بتو
معدنی آید بدست از جستجو

دوسری قسم کے چٹانوں میں بھی تلاش کرنے سے آپ کو معدنیات مل سکتی ہے

باتو گویم گرنمے آئی ستوہ
جائے معدن چون شد اندر قشر کوہ

اگر آپ تفصیل چاہتے ہیں تو سنئے کہ معدنیات اس طرح کے پہاڑوں میں پائی جاتی ہیں

فرض کن کوہے کہ معدن اندرواست
آب از وے سوئے بحرے راہ جواست

فرض کریں کسی پہاڑ میں معدنی ذخائر ہیں (اس پہاڑ سے بہنے والے) دریا کا پانی جب سمندر میں گرے گا

آب سنگ وخاک را باخُود برد
تابہ قعر بحر آن مادہ رسد

وہ پانی مٹی اور پتھروں کو اپنے ساتھ بہا کر سمندر کی گہرائی میں پھینک دے گا

از معادن ذرّہا آرد مزید
برقشور آید ہمیں قشر جدید

اسی طرح معدنی ذرات بھی ساتھ لائے گا اور یوں پہلے والی تہہ پر ایک اور تہہ لگ جائے گی

گرد ہندش جائے برسطح زمین
باخود آرد این معادن رادفین

اگر (کسی طرح سے یہ حصے) سطح زمین پر آجائیں تو اپنے ساتھ ان دفن شدہ معدنیات کو بھی اوپر لاتے ہیں۔

پس بدان در ہر دو اقسام جبال
گنج مَعدن کرد پنہان ذوالجلال

سو معلوم ہوا کہ رب ذوالجلال نے دونوں قسم کے پہاڑوں میں معدنی ذخائر چھپا رکھے ہیں

زین سبب گوید خدائے کرد گار
تو ببین رنگ جُدد در کوہسار

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم پہاڑوں کے مختلف رنگوں کے ٹکڑے دیکھ سکتے ہو

ابیض واحمر یکے چوں گل بباغ
در سیاہی دان دگر چُون پرِّ زاغ

ایک کی رنگت سرخ وسفید ہے جیسے باغ میں گلاب۔ تو دوسرا کوے کے پر کی طرح سیاہ ہے

وائی بر قومے کہ زینہا بے خبر
ساخت خود را باعث ننگ بشر

حیف ایسی قوم پر جس نے خود کو ان حقائق سے بے خبر رکھ کر ننگ انسانیت کا ثبوت دیا ہے۔

بامسلمان زان سبب این بد رسید
زانکه غافل شد ز اَنْزَلْنَا الْحَدِيْد

مسلمان قوم پر یہ مصیبت اس لیے آئی کہ وہ آیت انزلنا الحدید سے غافل ہوگئی ہے۔ (آیت وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (الحدید) کی طرف اشارہ ہے یعنی ہم نے لوہا نازل (پیدا) کیا جس میں سخت خطرات ہیں اور لوگوں کے لیے فوائد بھی

کردم این تشریح زائد اے رفیق
باز گویم قصۂ عہد عتیق

قارئین کرام! یہ تشریح تو میں نے زائد کی ہے، دوبارہ آپ سے قدیم دور کا قصہ بیان کرتا ہوں

در ہمان دوران کہ بود این ارض نَو
بر مدار گرد محور تیز رَو

اسی دور میں جب یہ نومولود زمین اپنے محور اور مدار میں بہت تیزی سے حرکت کر رہی تھی

برسطوح آتش فشانی بیش بود
ناررا بیرو ن جہیدن کیش بود

تو سطح زمین کی مختلف جگہوں میں آتش فشانی بہت زیادہ تھی زمینی آگ باہر نکلنے کی کوشش میں مصروف تھی

باعث تغویر و تنجید زمین
شد وفورِ جوشش اندر بطن این

زمین کی اسی آگ کا جوش مارنا، یعنی اس کی سطح کی ناہمواری کا باعث بنا۔

شرح این الفاظ میگویم بتو
معنی تغویر دان رفتن فرو

ان الفاظ کی تشریح کرتا ہوں تغویر کے معنی پست اور نیچے ہونا ہے

مطلب تنجید شد بالا شدن
ازمقام خویشتن والا شدن

تنجید کا مطلب ہے بلند ہونا، اپنی جگہ سے اوپر کو اٹھنا

بہر تغویر ار نویسی انخفاض
یا بگو تنجید را تو انتہاض

تغویر کی بجائے آپ انخفاض استعمال کر سکتے ہیں اور تنجید کو انتہاض سے تعبیر کر لیں

مطلب ومعنائے ہر دو واحد است
در کتابم بر دوگونہ وارد است

دونوں الفاظ ہم معنی ہیں اور میری اس کتاب میں دونوں طرح سے استعمال ہوئے ہیں

از وجوہ ہیئت سطح زمین
انقباض قشر را دان اولین

سطح زمین کی موجودہ حالت کا اولین سبب اس کے پوست (قشر) کا سکڑنا ہے

ز انقباض اندر کلام کردگار
نَنقُصُ اَطرَافھا را یادگار

اس (سکڑنے یا پھیلنے) کے متعلق قرآن مجید میں ننقص اطرافھا کو یاد کیجیے (یعنی آیت اَوَلَمۡ یَرَوۡ اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کی اطراف سے کم کر کے لاتے ہیں)

کوفت نار اندرون را انقباض
داد آں یک جانبے را انتہاض

انقباض نے اندرونی آگ کو دباتے ہوئے زمین کی ایک جانب کو انتہاض (میں مبتلا کر) دیا (یعنی اونچا کر دیا)

چون زمین را پیر مے سازد زَمَن
کوہ را دانی بہ رخسارش شکن

زمین پر زمانہ بڑھاپا طاری کرتا ہے تو پہاڑوں کو اس کے چہرے کی شکنیں (بڑھاپے کی لکیریں) سمجھ لیں

یک طرف سطح زمین کہسار شد
جائے دیگر پست و پر از غار شد

زمین کی سطح ایک طرف سے پہاڑوں میں تبدیل ہوگئی جبکہ دوسری جگہ کھائیوں سے بھر گئی

گشت ناہموار چوں سطح جہان
سوئ پستی کرد رو آب روان

جب زمین کی سطح ناہموار ہوگئی تو پانی نے پستی کا رخ کیا

مے شد از تغویر تجفیف زمین
نیز با تنجید تجبیر ہمقرین

تغویر (پستی) کی وجہ سے زمین خشک ہوگئی جبکہ تنجید (اونچائی اور بلندی) کی وجہ سے سمندروں میں اضافہ ہوتا گیا۔

پہن سطح آب گر با شد فزون
دورِ تجبیرش بخوان بے چند وچوں

پانی کی اس اٹھتی ہوئی سطح کو آپ سمندروں کی زیادتی کے دور کا نام دے سکتے ہیں

گرز معمول است زائد روئے بر
گاہ تخفیفِ زمین آنرا شمر

اور اگر خشکی کا خطہ معمول سے زیادہ ہو جائے تو اسے تجفیف زمین (زمین کا خشک ہونا) شمار کیا جائے گا

نکتۂ دیگرہمی گویم بیاب
از کجا آمد ہمہ دریائے آب

توجہ کیجیے! میں ایک اور نکتہ بیان کیے دیتا ہوں کہ یہ تمام دریا کہاں سے پیدا ہو گئے

نزد اہل علم این ماء معین
نیست عنصر بل مرکب شد تعین

دانش وروں کے نزدیک یہ چشموں کا پانی عنصر نہیں بلکہ مرکب ہے

از دو نوع غازہست او را وجود
آن یکی حمضین ویک مائین بود

دو قسم کی گیسوں سے اس کا وجود ہے یعنی ہائیڈروجن اور آکسیجن

ابر اول گشت پیدا زیر خاک
یافتہ ترکیب خود اندر مغاک

بادل ابتداً مٹی میں پیدا ہوئی اور غاروں میں ان کی ترکیب وجود میں آئی۔

پس بجو شید وزجا سر بر کشید
ہمچو آن دیوے کہ اززندان رمید

پھر انھوں نے کسی قید خانے سے رہا ہونے والے دیو کی طرح جوش مارتے ہوئے سر باہر نکالا

قطرۂ باران شدہ از معصرات
آمدہ ور زید بر گیتی ثبات

بارش کے قطرے زمین کو زندگی دینے کے لیے بادلوں سے آتے ہیں

باز آمد برزمین چون از سما
پر شداز آن جملہ پستی جا بجا

دوبارہ جب وہ آسمان سے زمین پر آئے تو تمام پست زمین جا بجا (پانی سے) سے بھر گئی

گفتمت از وجہ فرط ارتعاش
یافت خدوخال گیتی انتقاش

میں نے آپ سے زمینی ارتعاش بڑھنے کی وجہ بیان کی ہے کہ کس طرح زمین کے (موجودہ) خدوخال ابھر آئے

بحر شد یک جا بیک سو کوہ ودشت
نار و دُودِ ابتدا نیسان بگشت

ایک طرف سمندر دوسری طرف پہاڑ ومیدان یکجا ہوئے اور آگ اور دھواں اسی سے وجود میں آئے

گویمت افکار یک دو عالمان
گرچہ مقبولِ تمامی نیست آن

آپ سے چند ایک سائنسدانوں کے خیالات بیان کرتا ہوں اگرچہ وہ تمام حضرات کے نزدیک معتبر نہیں ہیں

گفتہ اند آنہا کہ جرم ماہ ما
آنکہ جسمش بود جز این دہر را

ان کے بقول چاند بھی ہماری زمین کا ہی ایک ٹکڑا ہے۔

دست دادش چون زدنیا افتراق
زان بہ سطح ارض آمد انشقاق

جب دنیا سے جدا ہوا تو اس کے کٹ جانے کی وجہ سے زمین میں گڑھے پڑ گئے

نزد آنہا بحر کاہل سر بسر
جائے میدار د بہ مسکون قمر

انکا ہی خیال ہے کہ بحرالکاہل کا اتنا بڑا گڑھا چاند کے کٹ کر علیحدہ ہونے کی وجہ سے وجود میں آیا ہے

لیک شاید ماہ ما ازا ابتدا
بودسیارک ازین دنیا جدا

لیکن شاید ہمارا یہ چاند ابتدا سے ہی ایک الگ چھوٹا سا سیارہ تھا

چوں بہ قربِ گرہٗ دنیا رسید
ارض ما آنرا زجذب خود کشید

جب یہ (گردش کرتے ہوئے) کرہ ءارضکے قریب پہنچا تو زمین کی کشش نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا

ہست گردان بعد ازان گرد زمین
در جوار ماست تا این دم مکین

تب سے یہ ہماری رفاقت میں اس زمین کے گرد محوِ گردش ہے

ختم شد شرح وبیان بحروبر
بود جان تا ایں زمانہ مستتر

بحر و بر کے متعلق تشریح اپنے انجام کو پہنچی ۔ زندگی (یا روح کی حقیقت) اب تک ہم سے مخفی تھی

کس نکرد است این تقرر درسنین
کے حیات آمد برین کہنہ زمین

کسی نے بھی یہ تعین نہیں کیا کہ ہماری زمین پر زندگی کتنے سال قبل آئی تھی

چوں حرارت رفت واآمد اعتدال
پائے خود را جان برون کرد از شکال

جب حرارت میں کمی واقع ہوئی تو زندگی کو قید سے نجات ملی ہے

صرف فکرت را مکن دربحر وبر
رہ زمخلوقات تا خالق ببر

اپنی سوچوں کو بحر و بر تک محدود نہ رکھیں بلکہ مخلوقات سے خالق کو پہچاننے کے لیے راستہ تلاش کریں

فصل ششم

در بیان حالت سطح ارض در آغاز زندگی وظہور زندگان در آب وقوانین حیات

ابتدائے زندگی میں سطح زمین کی حالت، پانی میں زندگی اور زندگی کے قوانین

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ

ترجمہ: دنیوی زندگی کی مثال تو کچھ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا جس کی وجہ سے زمین سے اگنے والی وہ چیزیں خوب گھنی ہوگئیں جو انسان اور مویشی کھاتے ہیں۔

(سورۃ یونس، آیت: ۲۴، پارہ نمبر: ۱۱)

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْھَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ ؕ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ ؕ﴿۱۷﴾

ترجمہ: جو جھاگ ہوتا، وہ تو باہر گر کر ضائع ہو جاتا ہے، لیکن وہ چیز جو لوگوں کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے، وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔

(سورۃ الرعد، آیت: ۱۷، پارہ نمبر: ۱۳)

از سر نو کردم آغاز سخن
این زمان گویم ازان دور کہن

میں اس دور میں اسی قدیم دور کے متعلق از سر نو بات کا آغاز کرتا ہوں

نے سبزۂ نے درجہان نے درختے
نے نشانے از وجود زندۂ

دنیا میں نہ تو سبزہ تھا نہ درخت اور نہ ہی زندگی کے کوئی آثار تھے

کوہسار آتش فشان و مشتعل
بحر ہائے گرم قدرے معتدل

پہاڑ آتش فشانیوں میں سرگرم عمل تھے اور سمندروں کے گرم پانی قدرے معتدل تھے

ہر طرف غُرّان سحاب اندر فضا
شعلہ زن برقِ درخشان دائما

فضاء میں ہر سو بادل گرج رہے تھے اور ہمہ وقت (آسمانی) بجلیاں گراتے رہتے تھے

قطرۂ باران وہم بادِ وزان
ہردو خالی از برودت آن زمان

بارش کے قطرے اور ہوائیں دونوں ہی اس وقت ٹھنڈک سے خالی تھیں

جرمِ مہ چون بود درقرب وجوار
مد وجزر بیش بود اندر بحار

چاند چونکہ اس وقت زمین کے قریب تھا اس لیے سمندروں میں مدوجزر بہت زیادہ تھا

زود مے آمدز بعدِ صبح شام
داشت دنیا تیز بر محور خرام

زمین اپنے محور میں انتہائی تیزی سے حرکت کر رہی تھی جس کی وجہ سے جلدی جلدی دن رات گزر رہے تھے

چون زمانہ مے کند بروے گزر
مے شود گیتی بطی السّیر تر

جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا زمین کی رفتار کم پڑتی گئی

زانکہ مد وجز دنیا یکسری
ضعف آرد درخرام محوری

اس لیے کہ کرۂ ارض کا مدوجزر اس کی محوری گردش کو سست کرتا گیا

خالق ما کرد کامل انتظام
تاشود جاں را درین دنیا قیام

خالق کائنات نے کامل انتظام فرمائے تا کہ دنیا میں زندگی پیدا ہو جائے

چونکہ اول منزلش صلصال بود
روی گیتی جملہ پراوحال بود

چونکہ زندگی کی ابتدا گارے سے ہوئی ہے لہٰذا پوری زمین کیچڑ سے لبریز تھی

در جہان می یافت امرے انصرام
سائبانے بود بروئے از غمام

دنیا میں ایک ''امر'' کے نتیجے میں نظم قائم ہوا اور اس پر گھٹاؤں نے سایہ کیا

در وحول گرم آن دور زمان
رخ نمود اول درین سیارہ جان

اس گرم ترین زمانے میں اس سیارے (زمین) میں زندگی کا وجود ابھرا

چون مرکب جان شد با مادیات
درزمان ماست نامِ آن حیات

جب وہ زندگی (یعنی روح) مادیات کے ساتھ ملی تو اس کو ہمارے دور میں حیات کہا جانے لگا

ہمچو اصل جملہ اشیائے جہان
ہست رازروح ہم ازمانہاں

دنیا کی تمام چیزوں کی حقیقت کیطرح روح کا راز بھی ہم سے مخفی ہے

شرح آنرا چون کنم من بے دلیل

خود خدا گوید کہ اُوْتِيْتُمْ قَلِيْل

بغیر حجت کے میں روح کی تشریح کیسے کرسکتا ہوں جبکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **اوتیتم قلیل** (آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

ترجمہ: کہہ دو کہ: ”روح میرے پروردگار کے حکم سے (بنی) ہے۔اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے، وہ بس تھوڑا ہی سا علم ہے۔ (الاسراء، پارہ:۱۵، آیت:۸۵)

آن قلیلی را کہ حق با مانمود

پردہ ازخسار مے باید کشود

اس قلیل علم میں سے جو حق تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا اس (روح) کے چہرے سے پردہ اٹھانا چاہیے

گفت رب ازعالم امر است جان

نکتۂ مرغوب را کردہ عیان

حق تعالیٰ نے اس میں ایک نکتے کی وضاحت فرمائی کہ روح عالمِ امر سے ہے

عالمان گفتند مخلوق خدا

منقسم بر قسم دو سر تا بپا

حکماء فرماتے ہیں کہ مخلوقِ خدا کی دو قسمیں ہیں (حکماء اور صوفیاء کے نزدیک مخلوقات کی دو قسمیں ہیں: عالم خلق اور عالم امر۔ عالم خلق سے مراد مخلوقات مادی ہیں اور عالم امر سے مراد عالم ارواح ہے جسے عالم ملکوت بھی کہا جاتا ہے)

خلق باشد نام جملہ مادیات
آنچہ محسوس است ومحدود جہات

تمام مادی اشیاء کا نام مخلوق ہے جو کہ محسوس کی جاسکتی ہیں اور جہات (سمتوں) میں مقید ہیں

عالمے آزاد از قید سمات
عالم امراست غیر از مادیات

ایک عالَم سمتوں کی قید سے آزاد ہے یعنی عالم امر جو مادیات سے ماوراء ہے

جانِ ما یک پرتوِ آن عالم است
گرچہ باما دہ دو روزی منظم است

روح انسانی اس عالم کا ایک عکس ہے اگرچہ چندروز کے لیے مادے (یعنی جسم) کے ساتھ منظم کی گئی ہے

اندرونِ جسم ہمچوں میہمان
کرد جان خود را درین دنیا عیان

یہ روح جسم میں مہمان کی حیثیت سے دنیا میں ظاہر ہوئی ہے

مرترا باوے تعارف میکنم
دربیانش مختصر حرفے زنم

اس کے بیان میں چندالفاظ کہتے ہوئے آپ سے مختصر تعارف کرواتا ہوں

نزد دانایانِ دوران جدید
صاحبانِ دانش و علمِ مزید

جدید دور کے سائنس دانوں اور دانش واروں کے نزدیک

روح ماہمزاد جسم مادہ است
درازل بامادہ یک جازا دہ است

ہماری روح مادہ جسم کے ساتھ پیدا کی گئی ہے ازل سے ہی یہ مادہ کے ساتھ ایک ہی جگہ میں بنائی گئی ہے

جز بہ جسمے تو نہ بینی زندگان
زندہ باشد صاحب جسمی وجان

جسم کے بغیر آپ زندگی کا تصور نہیں کر سکتے ،جسم اور روح والے کو ہی زندہ (جاندار) کہا جاتا ہے۔

تانہ گردد بار بر طبع ومزاج
من نہ کردم ذکر تحقیقات لاج

جب تک میری طبیعت اور مزاج پر گراں نہیں گزرا میں نے ''لاج'' کی تحقیق کا ذکر نہیں چھیڑا (یعنی سر الیور لاج ،جنھوں نے علوم روحانی میں جدید تحقیقات کی ہیں)

گویم این جاتا چہ افگندند بن
اندرین مبحث حکیمان کہن

اب یہ بیان کرتا ہوں کہ سابقہ حکماء نے اس چیز میں کس کو بنیاد ٹھہرایا ہے

از محمد ابن زکریا شِنَو
زانکہ اومے داشت بس افکارِنَو

محمد ابن زکریا رازی کی زبانی سنیں، کیونکہ وہ بہت سے افکارِ جدیدہ سے واقف تھے (آپ ایک مشہور فلسفی گزرے ہیں جنھوں نے ابتداے کائنات کے متعلق کتاب لکھی اور ان کا خیال یہ ہے کہ ابتدا میں روح محض ایک حرکت کرنے والی قوت کا نام تھا جو ادراک وشعور سے بے بہرہ تھی)۔

اوز شاگردان ایران شہری است
نزد ملاؔ ملحد اَست و دہری است

وہ مشہور فلاسفر ''ایران شہری'' کے شاگرد تھے بعض علماء کے نزدیک وہ ملحد اور دہریہ تھے

ہست ارشاد ش کہ روح اندر قدیم
نے شعورے داشت نے عقل سلیم

ان کا کہنا ہے کہ قدیم دور میں روح کو شعور حاصل نہیں تھا اور وہ عقل سلیم سے بھی بے بہرہ تھی

آمد واندر ہیولیٰ جا گزید
زان گلِ مقصود در عالم دمید

وہ روح، ایک ھیولیٰ میں داخل ہو گئی جس سے دنیا میں گلِ مقصود کھِلا

گر بپر سد کس ھیولیٰ بود نار
روح را در آتش سوزان چہ کار

اگر کوئی کہے کہ ہیولیٰ تو درحقیقت آگ تھا تو بھڑکتی آگ میں روح کا کیا کام؟

گویمت روحے کہ در ذرّات بود
از حواس جسم ما آزاد بود

میں آپ کو جواب دیتا ہوں کہ روح جو کہ ذرات میں موجود تھی اور ہمارے جسمانی حواس (خمسہ) سے آزاد تھی

ہمچو ل جذب وجنبش وامثال آن
روح را خاصیت مادہ بدان

جذب اور جنبش وغیرہ کی طرح روح کو بھی مادی خاصیات جیسا سمجھ لیں

جان ما گر نفرت و خواہش دہد
روح ذرہ طاقت جنبش دہد

ہماری روح (زندگی) نفرت اور خواہش وغیرہ دیتی ہے اسی طرح ذرے کی روح حرکت کرنے کی طاقت دیتی ہے

روح ہمچو ل جسم اندر ارتقا
مرحلہ مے کرد طے ازابتدا

جسم کی طرح روح نے بھی ابتدا سے ترقی کے کئی مراحل طے کیے۔

در زمان اولین آمد پدید
مُرتقی گشت وباین صورت رسید

ابتدائی دور میں یہ پیدا ہوئی اور ترقی کرتے ہوئے اس حالت کو پہنچی

ارتقائے جسم ہم دراین زمان
منکشف شد بر عقول مردمان

جسم کا ارتقاء بھی اس دور میں لوگوں کی عقول پہ منکشف ہو چکا ہے (ارتقائے جسمانی کو روحِ حیوانی کے ارتقاء کی مانند تصور نہیں کرنا چاہیے سابقہ حکماء اسے ابتدا سے ہی موجودہ صفات کی حامل سمجھتے تھے جس کی وجہ سے اسے سمجھنے میں مشکلات پیدا ہوتی تھیں)

ارتقائے روح بودہ مختفی
زان ہمے گفتند اورا اجنبی

روح کی ترقی پوشیدہ کی حالت میں ہوئی ہے جبھی تو اسے اجنبی کہا جاتا ہے

ورنہ از روزِ ازل بامادہ جان
بود درہر مرحلہ یک جابد ان

ورنہ روزِ ازل سے روح ہر مرحلہ میں مادہ کے ساتھ رہی ہے

من نگویم روح انسانی ست ایں
بلکہ ذکرِ روحِ حیوانیست این

میں یہ نہیں کہتا کہ یہ روحِ انسانی ہے بلکہ یہ تو روح حیوانی کا ذکر چل رہا ہے

یافت جان تکمیل اندر بو البشر
خواہد آمد ذکر آن جائے دگر

روح انسانی نے تو حضرت آدمؑ (کے جسم) میں تکمیل پائی ہے جس کا ذکر ایک اور جگہ آئے گا

داد قلبش نور حق را انعکاس
از نَفَخْتُ فِیْہِ کردم این قیاس

آپؑ کا دل (روح) حق تعالیٰ کے نور سے منعکس ہوا یہ قیاس میں نے نفخت فیہ سے کیا ہے (و نفخت فیه من روحی یعنی اور ہم نے پھونکا ان میں اپنی روح سے)

این سخن را درمقام خود بجو
مے کنم از خلق عالم گفتگو

یہ بات (بالتفصیل) اپنے مقام میں بیان کی جائے گی فی الحال میں تخلیق کائنات کے متعلق گفتگو کر رہا ہوں

جان کہ در قطرات یا ذرات بود
غافل ومحروم از نشو ونمود

روح جو کہ قطروں میں (روح انسانی وحیوانی مراد ہے) یا ذرات میں (مادیات کی حرکت والی روح مراد ہے) موجود تھی، وہ نشو ونما سے محروم اور بے بہرہ تھی

زانکہ باوے نا مصاعد بود حال
مے شد از جنگ عناصر پائمال

کیونکہ اس کے ساتھ حالات ناموافق تھے اور وہ عناصر کی جنگ سے پامال ہوتی رہتی تھی (عناصر کی جنگ سے مراد زلزلے، آتش فشانی، سمندروں کی لہروں میں مدوجزر کی کثرت، اور بادوباراں کی زیادتی ہے)

این زمان تبدیل شد حال جہان
خواست حق آرائش محفل زجان

اس زمانے میں تو دنیا کی حالت تبدیل ہو چکی ہے۔حق تعالیٰ نے دنیا کی محفل کو زندگی سے مزین کرنا چاہا

گشت قشر ارض ہم مضبوط تر
معتدل گشتند قدرے بحر و بر

زمین کی سطح بھی انتہائی مضبوط ہو گئی اور بحر و بر بھی قدرے اعتدال پر آ گئے

چونکہ ممکن گشت آغاز حیات
خلط شد جان بیشتر بامادیات

چونکہ زندگی کا آغاز ممکن ہو چکا تھا لہٰذا روح بیشتر مادیات کے ساتھ خلط ملط ہو (کر گھل مل) گئی

نام جز و مادیہ را جسم دان
زندہ باشد صاحب جسمی و جان

روح کے مادی اجزاء کا نام جسم ہے نیز جسم اور جان کے حامل کو ہی زندہ (جاندار) کہا جاتا ہے

خاصۂ اشیائے حی بالیدن است
ہم ز اصلی فرعہا زائیدن است

زندہ اشیاء کی خاصیت یہ ہے کہ ان میں نشو و نما پانے کی صلاحیت اور ایک جسم سے مزید (اجسام) پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے

شئی حے کان اول آمد درجہان
در حمیہ بودے بے نام ونشان

زندگی (روح) جو کہ ابتداً دنیا میں آئی تو یہ مٹی اور پانی کی آمیزش (گارے) میں گم نام تھی

این نبود اندر بحاربس عمیق
بلکہ اکثر اندران عہد عتیق

یہ انتہائی گہرے سمندروں میں نہیں تھی بلکہ اس قدیم دور میں

مد و جزرِ بحر و مدرا رِ مطر
اکثرِ سطح زمین را ساخت تر

سمندری لہروں کے مدو جزر اور موسلا دھار بارشوں نے سطح زمین کے اکثر حصے کو تر کر دیا تھا

جمع مے گشتند ہر جا آب ہا
بود سطح ارض پر تالاب ہا

جگہ جگہ پانی (گڑھوں) میں جمع ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے سطح زمین تالابوں سے پر تھی

نے نباتے بود نے حی آن زمان
پاک ز آلائش فضائے این جہان

اس زمانے میں نہ تو نباتات تھے اور نہ حیوانات، دنیا کی فضا (ہر قسم کی) آلائش سے پاک تھی (یعنی اس دور میں فضاء میں آکسیجن کم تھی اور اسی طرح دیگر اقسام کی گیسز جو کہ حیوانات اور نباتات کے مختلف عمل کے نتائج میں پیدا ہوتی ہیں اسی وجہ سے سورج کی تمام قسم کی شعاعیں زمین تک پہنچتی تھیں اور حیات کے لیے ممد و معاون بنتی تھیں)

پس زقرص شمس ہر نوع شعاع
در زمین گشتے ممد با اختراع

چنانچہ سورج کی ہر قسم کی شعاعیں زمین پر (پہنچ کر) زندگی کی معاون بنتی تھیں

بود بیش آمیزش ماء معین
با معادن در بحور اولین

پرانے سمندوروں میں پانیوں اور معدنی ذخائر کی بہت زیادہ آمیزش تھی (سمندوروں کے پانیوں میں بے شمار معدنیات تھیں جو پانی میں ملی ہوئی (مکس) تھیں سمندر کی مثال اس پانی کی سی تھی جس میں صابن ملا ہوا ہو اور یہ آمیزش بھی زندگی کے ظہور میں بہت معاون ثابت ہوئی)

حل بکن صابون را در جام آب
صورت بحر اندران دوران بیاب

پانی کے ایک گلاس میں صابن حل کریں! اس دور میں سمندروں کے پانی کی کیفیت بھی (کچھ) اسی طرح کی تھی

زندگی در آن وحول آمد پدید
خالق بے چون بہ مُہرش پرورید

اس کیچڑ نما پانی میں زندگی پیدا ہوئی ہے اور یوں بے مثل و بے مثال خالق نے اپنی مہربانی سے اس (زندگی) کی پرورش فرمائی

چون رِحم گرمی بہ عالم جملہ بود
زانکہ جسمِ زندہ مثل نطفہ بود

پوری دنیا میں رحم مادر کی طرح گرمی تھی کیونکہ زندہ اجسام نطفے کی طرح پگھلے ہوئے تھے

ارتقائے زندگانِ اوّلین
شد ز قطراتِ سلال ماءِ طین

ابتدائی زندگی کا ارتقا پانی اور مٹی کی آمیزش کے جوہر سے ہوا تھا

زائش افراد ما در این زمان
بر ہمین شیوہ بود اندر جہان

اِس دور میں بھی ہماری پیدائش دنیا میں اسی طرح سے ہوتی ہے (یعنی ہم اس دور میں بھی پانی کے قطروں سے جسے منی کہتے ہیں پیدا ہوتے ہیں)

ہمچنین شد ابتدائے اوّلین
زندگان را جملہ برروئے زمین

شروع شروع میں زندگی کا آغاز اسی طرح ہوا یعنی جس قدر حیوانات دنیا میں موجود ہیں ان کی ابتدا اسی طرح ہوئی

ارتقا را باعث آمد حکمِ کن
ہست ایں سرے ز علم مِن لّدن

پھر ان میں ارتقاء کا سبب حق تعالیٰ کا حکمِ ''کن'' ہے اور یہ علوم باطنیہ کا ایک راز ہے

امر کن دادن سزاوار خدا است
بتگری ابعد ز شانِ کبریاست

امر ''کن'' فرمانا اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہے بت گری اس کی شانِ کبریائی سے بعید تر ہے (یعنی یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد سے ایک بہت بڑا بت بنایا اور پھر اس میں روح پھونکی گویا اللہ رب العزت کی ذات باری کے ساتھ بت گری کو منسوب کرنا ہے)

حق تعالیٰ خواست مرجان را بقا
خادم جان گشت ارض ہم سما

مشیّتِ ایزدی کو زندگی کا باقی رکھنا منظور ہوا، سو زمین و آسمان کو زندگی کا خادم بنا دیا گیا

بہر استقرار جان نازنین
داشت گرمی سر بسر روئے زمین

اس نازنین زندگی کی بقاء کے لیے روئے زمین گرم رہتی تھی

آب گرم بحرہا غسلش نمود
شد موافق ارض وتعدادش فزود

سمندروں کے گرم پانی اسے غسل دیتے رہے زمین بھی اس کے موافق ہوتی تو اس کی تعداد میں اضافہ ہوا

پیشتر از بحث حی مرتقی
بشنو اسرار واصول زندگی

ترقی پذیر زندگی کی بحث سے پہلے زندگی کے اسرار واصول سن لیجیے

شیٔ حیٔ چون زاد دردنیائے ما
دشمن جانش بود دیو فنا

دنیا میں جب زندگی معرض وجود میں آئی تو ''فنا'' دیو اس کی جان کا دشمن ٹھہرا (یعنی زندگی کا پہلا اصول) تنازع للبقاء (بقا کی جنگ لڑنا) ہے وجود صالح کا باقی رہنا اسی کا نتیجہ ہے

بہر جنگ آن غنیم پر حسد
جمع سامان بقا را میکند

وہ زندگی سے حسد کرنے والا دشمن جنگ کے لیے سامان بقاء جمع کرتا رہتا ہے

حرب صعب است این تنازع للبقا
جنگ با اعداؤ با ارض وسما

یہ تنازع للبقا کی جنگ نہایت سخت (مزاحمت) ہے کہ اپنے دشمنوں اور زمین وآسمان کیخلاف جنگ ہے

چیرہ گرد دگاہ دشمن برملا
گہ مخالف می شود آب وہوا

کبھی دشمن کھلم کھلا صف آراء ہو جاتا ہے تو کبھی آب وہوا مخالفت میں اٹھ کھڑی ہوتی

اے بسا اجناس درجنگ وجدال
اے بسا انواع درجہد وقتال

افسوس ہے کہ کئی ایک چیزیں باہمی ٹکراؤ میں رہتی ہیں تو کبھی بیشتر اقسام ایک دوسرے کی جاں کے درپے ہوتی ہیں۔

ریختند از ہم دگرا اجزئے شان
شُستہ شد اوراق از اسمائے شان

ان حریفوں نے ایک دوسرے کی دھجیاں بکھیر دیں حتیٰ کہ ان کے نام بھی اوراقِ تاریخ سے صاف ہو گئے

آنکہ صالح تر بود پائندہ تر
انتخاب قدرت است این سر بہ سر

جو زیادہ باصلاحیت ہو وہی پائیدار رہتا ہے بلا شبہ یہی انتخاب قدرت (نیچرل سلیکشن Natural Selection) ہے

در مثال این برون زین بحث ہم
از شواہد ہست پُر دورِ امم

اس بحث سے ہٹ کر بھی اس کی مثال میں سابقہ اقوام کی تواریخ بھری پڑی ہیں

خود خدا گوید بہ قرآن وزبور
ارض راوارث شود صالح ضرور

خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور زبور میں ارشاد فرماتا ہے کہ نیک اور باصلاحیت آدمی ضرور اس زمین کا وارث (حاکم) بنے گا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝١٠٥ ترجمہ: اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ (سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۰۵، پارہ نمبر ۱۷)

ہر کہ دارد طاقتِ حرب حیات
در جہان حاصل کند حقّ ثبات

جو جنگ حیات کی طاقت رکھتا ہے دنیا میں زندہ رہنے کا حق وہی پا جاتا ہے

صالح است از دیگران صالح تراست
گرچہ دین او فضول وابتر است

جو دنیوی امور میں باصلاحیت ہے وہی سب سے بڑا صالح ہے اگر چہ اسکا مذہب فضول وابتر ہی کیوں نہ ہو

ہست ارشاد نبی محترم
کفر مے پاید نمے پاید ستم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''کفر باقی رہ سکتا ہے، ظلم باقی نہیں رہتا'' (الملك یبقیٰ بالکفر ولا یبقیٰ بالظلم) کسی ملک کی حکومت کفر کے ساتھ پنپ سکتی ہے جبکہ ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی)۔

بردگر کس ظلم کردن ناروا ست
برتن خود ظلم نفی کبیریا است

کسی دوسرے پر ظلم کرنا ناجائز ہے اپنی جان پر ظلم کرنا حق تعالیٰ کی نفی ہے یعنی اپنی جان پر ظلم کرنا (خودکشی کرنا) گویا اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے کے مترادف ہے)

سست گشتن خویشتن راکشتن است
خود کشان را خون جان برگردن است

سستی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے خودکشی کرنے والوں کا خون اُن کی اپنی ہی گردن پر ہے۔

گرفریقے سست وکاہل میشود
از فنون وقت جاہل میشور

اگر کوئی ایک فریق سستی اور کاہلی دکھاتا ہے اور فنون وقت سے بے بہرہ ہوتا ہے

در جہان او را نمے باشد ثبات
گرچہ مے آرد بجا صوم وصلوٰۃ

تو دنیا میں اس کو ثبات نہیں مل سکتا اگرچہ وہ پابند صوم وصلوٰۃ ہی کیوں نہ ہو

زانکہ او ظلم وستم بس ناروا
برہمہ افراد خود دارد روا

اس لیے کہ وہ انتہائی ناروا ظلم وستم کو اپنے تمام افراد کے لیے روا رکھتا ہے

نیست بریک شیوہ قایم دہرما
فرض شد تبدیل گشتن بہرما

ہماری یہ دنیا ایک ہی قانون پر قائم نہیں ہے بلکہ تبدیل ہونا ہماری تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے

حق تغیر کے دہد حال تُرا
تانہ بیند خوب اعمال ترا

اللہ تعالیٰ آپ کی حالت کو کیونکر تبدیل کریں جب تک وہ آپ کے اعمال کو اچھی طرح نہ دیکھ لیں (یعنی آپ کے اعمال کے مطابق ہی وہ فیصلہ فرمائیں گے)

اصلح الاعمال باشد ایں زمان
یک قدم برتر زدن از دیگران

اس دور میں اصلح الاعمال (سب سے زیادہ صلاحیت کا حامل) وہ ہوگا جو دوسروں سے ایک قدم آگے بڑھے گا۔

دین را باگفتۂ من جنگ نیست
صبغۃ اللہ است زین بہ رنگ نیست

دین اسلام کو بھی میرے اس قول سے اختلاف نہیں صبغۃ اللہ (اللہ کا رنگ) یہی ہے کوئی اور رنگ مراد نہیں ہے

انتم الاعلون مے گوید خدا
برتری زیبد بہ مومن دائما

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انتم الاعلون چنانچہ برتری اور سربلندی ہمیشہ مومن ہی کو زیب دیتی ہے(اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ)تم ہی سر بلند ہو گے اگر مومن ہوئے تو)

اے کہ داری تو بکف ام الکتاب
دین روشن تر ز قرص آفتاب

اے بھائی تیرے ہاتھوں میں قرآن مجید اور روز روشن سے زیادہ واضح دین ہے

شد زقرآنت منور کل جہان
نیست خفاشی طریق مؤمنان

تیرے قرآن ہی کی بدولت تو پوری دنیا روشن ہے چمگادڑ کی طرح روشنی سے گھبرانا مومن کا طریقہ نہیں ہے۔

مید ہد درس تنازع للبقا
لیس للانسان الا ماسعیٰ

تنازع للبقا اس بات کا درس دیتا ہے کہ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ ترجمہ: اور یہ کہ انسان کو خود اپنی کوشش کے سوا کسی اور چیز کا (بدلہ لینے کا) حق نہیں پہنچتا۔

(سورۃ النجم، آیت: ۳۹، پارہ نمبر: ۲۷)

این نصیحت یاد دارا اے متقی
مرتقی شو مرتقی شو مرتقی

محترم یہ نصیحت پلے باندھ لیں ترقی کریں، ترقی کریں اور ترقی کریں

انحصار جسم بر آب وہوا ست
روح را از علم ودانش ارتقاست

جسم کا انحصار تو ہوا اور پانی پر ہے روح کی ارتقاء علم ودانش سے ہے

علم وفن آموز این راہ خداست
جہل نفی لطف ومہر کبریا ست

علم وفن سیکھئے یہی راہ خدا ہے۔ جہالت تو حق تعالیٰ کے لطف وکرم اور کبریائی کی نفی ہے

شخص نادان ترک دنیا می کند
مرد راہ ایجاد اشیاے کند

کم فہم آدمی ہی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے کام کا آدمی تو نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے (کیونکہ حدیث مبارکہ ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام اسلام میں رہبانیت (ترکِ دنیا) نہیں ہے)

زاید آمد درمیان این گفتگو
تو مدہ از کف عنان جستجو

یہ بحث درمیان میں زائد ہی آگئی بہرحال آپ جستجو کرنے سے منہ نہ موڑیئے

غور کن اندر طلسم کائنات
میکنم شرح قوانین حیات

کائنات کے رموز واسرار میں غور کیجیے تاکہ میں قوانین زندگی کے متعلق وضاحت کروں

این دوم بشنو ز قانون جہان
مے کند مجبور موسم ہر زمان

دنیا کی زندگی کے قوانین میں سے (پہلا تو تنازع للبقا تھا، اب) دوسرا سنیئے! حیوانات ہر دور میں موسم سے مجبور ہوتے ہیں

تا بسا زد زندہ خود را آشنا
در جہان باحالت آب وہوا

تاکہ دنیا میں حیوانات آب وہوا کے حالات سے آشنا ہو کے ان سے موافقت پیدا کریں

بہر موش روس لازم شد سمور
موش ہندوستان ازاں دارد نفور

روس کے چوہوں کے لیے موٹی کھال ضروری ہے جبکہ ہندوستان کے چوہے اس سے متنفر ہیں

پوستین پوشد جوان ترکمان
یک ردا کافی برائے ہندوان

ترکمانستان کے باشندے بڑے بڑے چمڑے کے کوٹ پہنتے ہیں جبکہ ہندوستان کے باسیوں کے لیے ایک چادر ہی کافی ہوتی ہے

یک شتر از ھند ویک از باختر
فرق باشد ہر دورا از یک دگر

ایک ہندوستانی اور باختری (ہندوکش کے شمال میں ایک سرمقام) اونٹ بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

گرم گردد بعد دوری گرشمال
زندگان راہم شود تبدیل حال

کچھ عرصے بعد جب قطب شمالی گرم ہوتا ہے تو حیوانات کی بودوباش بھی تبدیل ہو جائیگی

ترکمان از پوستین گردد نفود
یا بمیرد موش یا ریزد سمور

چنانچہ ترکمانی گرم لباس اتار پھینکیں اسی طرح (روسی) چوہا مر جائے گا یا پھر موٹی کھال گرادے گا۔

ہر کہ این کردن نداند بے گمان
مے رود از دھر نگزارد نشان

اور جو اس قسم کی تبدیلی لانے سے نابلد ہے تو یقیناوہ دنیا سے گزر جائے گا اور اسکا نام ونشان بھی مٹ جائیگا

جائے او گیرد یکے نوع دگر
کہ بہ او گرمی بود مرغوب تر

اس کی جگہ کسی اور قسم کے جانور آ جائیں گے جنھیں گرم موسم راس آتا ہے

میشود زین جہد در دفعِ ممات
درجہان اصلاح انواع حیات

اس جدو جہد سے اموات میں کمی واقع ہوتی ہے اور دنیا میں اس نوع حیوان کی نسلیں بڑھتی ہیں

زیر این قانون بنگر درجہان
ماضی وحالِ گروہ مِومنان

اسی قانون کے تحت دنیا میں مسلمانوں کا ماضی اور حال دیکھ لیں

سست تر رفتیم واز پسماندگان
لاجرم ہستیم می بینی عیان

ہم ترقی کی راہ میں نہایت سست پڑ گئے نتیجتاً ہم پسماندگان میں شمار ہوتے ہیں

جملہ شاہان وشیوخ قوم ما
کارشان تن پروری عُجب وریا

ہماری قوم کے سبھی صاحب اقتدار اور بڑے لوگوں کا شیوہ تن پروری، خود پسندی اور ریا کاری بن چکا ہے

غافل و کوتہ نظر بے دانشان
ز اختلافات وفساد و غدر شان

غفلت، کوتاہ نظری اور کم علمی کے سبب، اور اسی طرح باہمی اختلافات اور دھوکہ فساد کی وجہ سے

ملتے کان بود استادِ زمن
ہست در گردابِ آفت غوطہ زن

وہ قوم جو زمانے کی استاد تھی آج مصائب وآفات کے بھنور میں غوطے کھا رہی ہے

این سوم قانون را ہم گوش دار
بررہِ اہل خرد شورہ سپار

دانشوروں نے زندگی کا جو یہ تیسرا قانون بیان کیا ہے اس کی طرف بھی توجہ کیجیے

آشکارا است این کہ اندر ارض ما
ہر وطن دارد دگر آب وہوا

یہ بات واضح ہے کہ ہماری زمین میں ہر ملک کی آب وہوا مختلف ہے۔

فرض کن اول بہ کل روی جہان
بود یکسان حال موسم جاودان

فرض کیجیے کہ شروع میں پوری روئے زمین پر موسم کی حالت ہمیشہ سے یکساں تھی

پس برودت کردیک جانب ظہور
ماند در دیگر وطن برجا حرور

پھر زمین کی ایک جانب سے ٹھنڈک ظاہر ہوئی جبکہ دوسرا حصہ گرمی میں اپنی حالت پر برقرار رہا

سردی و گرمی بہ دوران زمان
اختلاف آرد بحال زندگان

دنیا کے زمانوں میں سردی اور گرمی کی وجہ سے حیوانات کے احول میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں

ہست از یک نوع موش ہندوروس
فرق از آب وہوا دان وعلوس

اس میں سے ایک مثال برصغیر اور روس کے چوہوں میں فرق کی ہے اسی طرح آب وہوا اور خوارک میں بھی فرق ہوتا ہے۔

گشت در بنگال افغانی مکین
فرقش از افغانئ سرحد بہ بین

افغانی باشندے بنگلہ دیش میں مقیم ہو گئے' اب اُس افغانی میں اور سرحد پہ رہنے والے افغانی میں فرق دیکھ لیں۔

فرق آرد سردی وگرمی بہ تن
ہم بہ شکل رنگ واجزائے بدن

سردی اور گرمی بھی جسم میں رنگ و روپ اور اجزائے بدن کے اعتبار سے تبدیلیاں لاتی ہے

مختلف ہر ملک را باشد غذا
اختلاف آرد غذا در تن جدا

اسی طرح ہر ملک کی غذا مختلف ہوتی ہے سو غذا بھی جسم میں ایک الگ تبدیلی پیدا کرتی ہے

بیشتر ماحول مے دارد اثر
برہمہ انواع حیوان وشجر

چنانچہ تمام حیوانات و نباتات پر ماحول اور آب و ہوا کا بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے

می شود از این سبب فرق فروع
ہست این تفریق جاری از شروع

اسی وجہ سے فرق فروع (نسلوں میں فرق) ہوتا ہے اور یہ تفریق ابتدا سے جاری ہے (اور اسی کو تفریق انواع (نسلوں کا فرق) بھی کہا جا سکتا ہے۔

تو بگو فرق فروع اندر کلام
یا بکن تفریق انواعش بنام

اس بحث میں آپ اِسے فرق فروع سے تعبیر کر لیں یا پھر تفریق انواع بھی کہہ سکتے ہیں

زین وجوہات اختلاف زندگان
درہمہ انواع دیدن می توان

اسی وجہ سے حیوانات کی تمام اقسام میں فرق دیکھا جا سکتا ہے

ازقوانین باتو گفتم تا اخیر
قصہ آغاز را از سربگیر

قوانین حیات کے متعلق میں نے آخر تک بیان کر دیا ہے ابتدائی قصہ کو از سرنو پڑھ لیں

گویم اول از ہمہ زندہ وشان
آنچہ زیر خورد بین مانند نہان

اولاً میں تمام زندہ ذرات کی بات کرتا ہوں، جو خوردبین کے ذریعے بھی آسانی سے نہیں دیکھے جا سکتے

فرقش از ذرات دیگر ہست کم
غنچۂ نو رستہ از کتم عدم

دیگر ذرات ان سے تھوڑے سے ہی مختلف ہیں یہ ایک نئی کلی کی طرح پردۂ غیب سے کھلے ہیں

زان سپس از آن سلال ماء و طین
آنکہ آمد برسر ماء مہین

اس کے بعد اس پانی اور مٹی کے جوہر سے ماء مہین پیدا ہوا (ماء مہین: گاڑھا پانی، یعنی پانی اور معدنیات کا محلول، جو معدنی ذخائر اس دور میں سمندروں کی تہوں میں موجود تھے (ان میں اس ذرے (خلیے) کی پرورش ہوئی)

گر بخوانی نطفہ اش باشد روا
زندگان کردند از وے ارتقا

اگر آپ پانی اور مٹی کے اس جوہر کو نطفہ کا نام دے لیں تو ناروا نہیں ہوگا کیونکہ تمام جانداروں کا ارتقاء اسی سے ہوا ہے

ارتقا جُو بود آن جسمِ رقیق
گشت با ماحولِ خود ہر جا رفیق

وہ انتہائی باریک اور لطیف جسم (ذرۂ مذکورۂ بالا) ارتقاء پسند تھا، اور جگہ جگہ اپنے ماحول کا ہمدم و ہمقدم بن گیا

در کلام خویشتن خلاّقِ حق
از اِذا تُمنٰی بما دادہ سبق

اللہ نے اپنے قرآن مجید میں ہمیں اذا تمنی کا سبق دیا ہے (مِنْ نُطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی کی طرف اشارہ ہے یعنی ''نطفے سے کہ جس کی تقدیر اللہ نے مقرر فرمائی ہے''

بعد ازان از زندۂ یک خانوی
در جہانِ پیر مہمانِ نوی

اس کے بعد اسی قدیم دنیا میں نئے مہمان کے طور پر زندہ ''یک خانوے'' (یا نفسِ واحدہ) ظاہر ہوا (جسے انگریزی میں Unicellulargerm کا نام دیا جاتا ہے)۔

من مثیل زندگان ابتدا
گر بخواہی مے نمایم مرترا

آپ چاہیں تو میں ابتدائی حیوانات کی مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس دور

تو امیبا را بہ بین در این زمان
یادگار بس کہن از زندگان

میں آپ امیبا (Amoeba) کو دیکھ لیں بہت ہی پرانے حیوانات کی یہ ایک یادگار ہے

جسم او در خرد بین آید نظر
زندہ وبے دست وپا وبے بصر

اسے آپ خوردبین کے ذریعے دیکھ سکتے ہیں ہاتھ، پیر اور آنکھوں سے بے نیاز یہ زندہ ہے

نزد دانا جاندار اولین
خرد تر بود از امیبا بالیقین

سائنس دانوں کے نزدیک ابتدائی جاندار یقیناً امیبا سے بھی چھوٹے ہوتے تھے

مشرقی دانائے اسرار کتاب
نفس واحد مے نہد نامش بیاب

ایک مشرقی دانشور نے اپنی کتاب میں اس کو ''نفس واحد'' کے نام سے یاد کیا ہے

جمع گشتہ آن نفوس واحدہ
اخذ از ماحول کردہ فائدہ

وہ نفوس واحدہ ایک جگہ جمع ہو کر اپنے ماحول سے منتفع ہوئے (نفوس واحدہ نفس واحد کی جمع ہے(یعنی Unit of life)

گامزن گشتند بر راہ ھدیٰ
صاعدانِ نرد بانِ ارتقا

ہدایت کی راہ میں گامزن ہو کر وہ ارتقائی منازل طے کرتے رہے

چون بہ گیتی داشت او رائے ثبات
بست اندر سلسلہ خودرا حیات

جب اس نے زمین میں زندہ رہنے کا فیصلہ کیا تو اپنے آپ کو سلسلہء حیات میں باندھ لیا(یعنی نفوس واحدہ نے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر خود کو ایک زنجیر کی طرح بنا لیا)

شد عروجش را ازان دم ابتدا
یافت از ہر خطّہ تاثیرِ جدا

اسی لمحے اس کے عروج کی ابتدا ہوئی ہر خطے سے اس نے الگ تاثیر پائی

فرق در تن آمد اندک اند کے
سبزہ شد یک جادگر جا کر مکے

آہستہ آہستہ اس کے جسم میں فرق آتا گیا کہیں اس نے سبزے کی صورت اختیار کی تو کہیں چھوٹا سا کیڑا بن گیا۔

گرہے خواہی تو شرح وبسط این
در نگرآن را بہ فصل ہفتمین

اگر آپ اس کی مزید تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو ساتویں فصل کا مطالعہ کریں

اندران بینی چہ سال از ابتدا
مرتقی شد زندگی تا انتہا

اس میں آپ دیکھیں گے کہ کس طرح زندگی کی ابتدا ہوئی اور پھر ترقی کر کے انتہاء کو پہنچی

خالق ما از کر مہائے مزید
جاندران را بہ دنیا پروید

ہمارے خالق، و مالک نے مزید کیڑوں مکوڑوں سے دنیا میں کئی جاندار پیدا فرمائے

گفتمت اسرار ادوارِکہن
تاشوی آگہ ز احوال زَمَن

میں نے آپ سے قدیم دور کے اسرار بیان کیے ہیں تا کہ آپ زمانے کے حالات سے آگاہ ہوسکیں

مدعا زین دردِسر و ز قیل وقال
نیست مارا جز رضائے ذوالجلال

اس قیل وقال اور دردِسر سے ہمارا مدعا رضائے الٰہی کے سوا کچھ نہیں

صحیفۃ التکوین کے پہلے حصے کا تتمہ

ثبوت مباحث گزشتہ از قرآن و تطبیق معقولات با منقولات

گزشتہ مباحث کا قرآن مجید سے ثبوت اور عقلیات کی نقلیات سے مطابقت

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۳۰

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ سارے آسمان اور زمین بند تھے، پھر ہم نے انہیں کھول دیا، اور پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی ہے؟ کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟

(سورۃ الانبیاء، آیت: ۳۰، پارہ نمبر ۱۷)

من ز فضل مالک یوم الحساب
ختم کردم نظم یک جزء وکتاب

مالک یوم حساب (اللہ تعالیٰ) کے فضل وکرم سے میں نے اپنی منظوم کتاب کا ایک حصہ مکمل کرلیا

آنچہ باعلم قلیل وفہم کم
از کتب فہمیدہ ام کردم رقم

اپنی کم علمی اور کم فہمی کے باوصف جو کچھ میں نے کتابوں سے سمجھا رقم کردیا

چشم پوشی باید اے استادِ فن
از نقائص در خیال و نظم من

سو ماہرین سے میری گزرش ہے کہ میرے خیالات اور منظوم کلام کے نقائص سے چشم پوشی فرمائیں

نیستم عالم نیَم اہلِ زبان
شعر را بہتر ازین گویم چہ سان

نہ تو میں ماہر فلکیات ہوں اور نہ ہی اہل زباں، نظم میں اس سے بہتر کیسے بیان کرسکتا ہوں؟

شرح کردم ارتقائے مادیات
از ھیولیٰ تا بہ آغاز حیات

میں نے مادہ کے ارتقاء کی تشریح بیان کی ہے ہیولیٰ سے لیکر زندگی کے آغاز تک

گویمت اکنون کلام کبریا
درہمین مبحث چہ فرماید بما

اب آپ سے یہ بیان کرتا ہوں کہ قرآن مجید اس بحث کے متعلق ہمیں کیا کہتا ہے

مسلک مذہب درین گفتار چیست
اندرین رہ دین را رفتار چیست

مسلک اور مذہب اس بارے کیا کہتے ہیں اس بحث کی اسلام نے کہاں تک وضاحت کی ہے

گرچہ بحثِ مذہب اندر کائنات
ہست اکثر ماورائے مادیات

اگر چہ کائنات میں مذہب کی بحث عموما مادیات سے ہٹ کر ہے

لیک اصل مذہب حق از خداست
کے بود قول خدا جُز صدق وراست

لیکن سچے مذہب کی بنیاد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ کا فرمان سچ اور درست کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے

چون کند بحث امور حادثات
عقل ناقص می شود حیران ومات

جسطرح وہ مخلوقات کے متعلق بیان فرماتا ہے عقل فاتر حیران وششدرہ رہ جاتی ہے

آیت عنوان این گفتار ما
ہست دریک فقرہ راز ابتدا

میری اس گفتگو کے عنوان پر پیش کردہ آیت میں رازِ ابتدا ایک فقرے میں بیان کیا گیا ہے

بحر اَعظم بند اندر کوزۂ
پائے عالم جملہ در یک موزۂ

پوری کائنات کا بحرِ عظیم ایک کوزے میں بند ہے۔ پوری دنیا کا قدم گویا ایک ہی موزے میں ہے

اندرین آیت ز اسرارِ جہان
بحث کامل کرد ربّ مستعان

اس ایک آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اسرار کی پوری بحث بیان فرما دی ہے

گویدت از رتق اجرام وزمین
اصل اینھا بود واحد بالیقین

اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتے ہیں کہ تمام آسمان وزمین رتق تھے اور انکی بنیاد یقیناً ایک ہی چیز تھی (رتق آپس میں جڑا ہوا ہونا۔ یعنی زمین اور اجرام فلکی ھیولیٰ کے اندر آپس میں جڑے ہوئے تھے)

این خیالت سوئے بالا مے کند
راہنمائی تا ہیولیٰ مے کند

یہ خیال آپ کو اوپر لے جائے گا اور ھیولیٰ تک آپ کی رہنمائی کر دے گا

در پس آن لفظ فتق آرد خدا
گشتن اجزازِ اصل خود جدا

پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے فتق فرمایا، یعنی اجزاء کا اپنی اصل سے جدا ہونے کا حکم فرمایا (فتق) ایک دوسرے سے الگ ہونا، یعنی بڑے ھیولیٰ سے کہکشاں کا ہیولیٰ جدا ہوا، اور پھر نظام شمسی کا ہیولیٰ کہکشاں کے ہیولیٰ کے دیگر اجزاء سے جدا ہوا۔ پھر سورج سے سیارے اور سیاروں سے چاند الگ ہوئے)

معنئ آن را مگر فہمیدۂ
زانکہ اقوال حکیمان دیدۂ

آپ نے حکماء کے جو اقوال (اس کے متعلق) دیکھے ہیں کیا اس کا مفہوم سمجھ میں آیا؟

من زاسباب وعلل گفتم سخن
وجہ اشتات ہیولیٰ کہن

میں نے بڑے اور پرانے ہیولیٰ کے ٹوٹنے کی وجہ اور اس کے اسباب کے متعلق گزشتہ بحثوں میں بات کی ہے۔

رتق بود و فتق شد از حکم رب
این چنین گو اے گرفتار سبب

اگر آپ ضرور اسباب جاننا چاہتے ہیں تو یوں کہیے کہ پہلے رتق تھا پھر حق تعالیٰ کے حکم سے فتق ہو گیا

غور کن بر رمز قرآن کریم
کن حذرا زمکر شیطان رجیم

قرآن کریم کے اشاروں میں غور کیجیے، شیطان مردود کے مکر و فریب سے احتراز کریں

بعد ازاں گوید کہ خلاق حمید
زندگان را جملہ از آب آفرید

اس کے بعد کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام زندہ اشیا کو ہم نے پانی سے بنایا ہے

آیت است این بوستانی باردار
آیت است این بحرِ ناپید اکنار

یہ آیت ایک پھل دار باغ کی مانند ہے اور یہ ایک بحرِ بے کراں کی مثل ہے

ہست این از معجزاتِ احمدی ﷺ

جامِ جان پرور زِعین سرمدی

یہ نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ہے یعنی آپ کا زندہ معجزہ قرآن کریم ہے جو کہ روح کو مسرت بخشنے والا دائمی چشمہ ہے۔

گویدت این از ہیولائے عظیم

زانتشار جز وِجز وش در قدیم

یہ آیت بتلاتی ہے کہ قدیم دور میں بڑے ھیولیٰ کے ٹکڑے کے اجزاء سے دنیا وجود میں لائی گئی ہے

زان سپس از آمدِ جان درجہان

مے کند این آیتِ قرآن بیان

اس کے بعد یہ آیت مبارکہ دنیا میں زندگی کے پیدا ہونے کا اشارہ کردیتی ہے

این دو رَمز از راز ہائی ابتدا است

اندرین مستور سرِّ انتہا است

آیت میں مذکور دونوں رمزیں آغاز دنیا کا راز ہیں اور اسی میں کائنات کی انتہاء (فنا) کا راز بھی پنہاں ہے

ذکر این ہر دو بتو کرد است رب

تا ازوغافل نباشی روزو شب

ان دونوں باتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ہم سے کیا تاکہ ہم کسی بھی وقت اس کی یاد سے غافل نہ ہوں

آخرِ این آیہ از اہل کمال

ہست مستفسر خدائی ذوالجلال

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ باشعور لوگوں سے سوال فرماتے ہیں

غور کن اے آلِ آدم از شما

آفریدم مرسلان و انبیاء

کہ غور کر اے نبی آدم! تم ہی سے میں نے انبیاء ورسل علیہم السلام پیدا کیے ہیں

جملہ سوئے وحدت من خلق را

داعیان بودند برراہ ھدی

جو تمام کے تمام لوگوں کو میری وحدانیت اور ہدایت کے راستے کی طرف بلاتے تھے

دادہ ام قرآن بہ ختم المرسلین

برشما از من پیام آخرین

میں نے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمھاری طرف اپنے آخری پیغام کی صورت میں قرآن عطا فرمایا ہے

در ہمین آیہ زاسرار کہن

سرِّ خلقت را بتو گفتم علَن

اس آیت میں پرانے اسرار میں سے میں نے تم سے سرّ تخلیق کھلم کھلا بیان کیا ہے

گرکنون ہم راہ ایمان نسپری

تاکجا انکار وطغیان می بری

اگر اب بھی تو ایمان نہیں لاتا تو کب تک کفر اور سرکشی کرتا رہے گا

گفت احمد معجزم قرآن بُوَد

قابل این صاحب ایمان بُوَد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا معجزہ قرآن ہے، اور اس قرآن کا قائل مومن ہے

غیر وحی حق یکے از اُمّیان
کے شناسد رازِ تخلیق جہان

کوئی اُمّی شخص (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) وحی الٰہی کے سوا دنیا کی تخلیق کا راز کیسے جان سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ ترجمہ: اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

(سورۃ النجم، آیت: ۳، ۴، پارہ نمبر: ۲۷)

بالخصوص آن دم کہ دنیا سربسر
بود از اسرارِ خلقت بے خبر

خصوصاً اس دور میں جبکہ دنیا اسرارِ خلقت سے سراسر بے خبر تھی

سرِّ کینونت چہ داند دیگری
جز مکوّن یا ازو پیغمبری

کائنات کے راز کون جانتا ہے، سوائے حق تعالیٰ کے یا اس سے اس کے پیغمبرؑ کے

نے بہ انجیل و نہ توریت وزبور
نہ بہ وید و نے اوستا درسطور

نہ تو انجیل میں، نہ توریت وزبور میں اور نہ ہی وید اور اوستا میں یہ باتیں لکھی ہوئی ہیں (وید، ہندوؤں کی کتاب، اوستا، زرتشتوں کی کتاب کا نام ہے)

این چنین آیت کسے مسطور دید
بکر معنے راچنین مستور دید

کسی نے اسطرح کی آیت ان کتابوں میں دیکھی؟ چھپی ہوئی دلہن کو اتنے پردوں میں کسی نے دیکھا ہے؟

گوہرے زینسان ز اسرار خدا
بہر ما آورد احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حق تعالیٰ کے اسرار میں سے اسی طرح کا ایک گوہر ہمارے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لیکر آئے ہیں

صد سلام و صد درود و صد ثنا
بَر رسولُ اللہ شاہ انبیاء

سیدالانبیاء جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس پر صد سلام وصد درود وصد ثناء

رفت با موسیٰ عصا یش از زمین
معجزِ احمد ہمیشہ زندہ بین

موسیٰؑ کی دنیا سے رحلت کیساتھ آپؑ کا عصا مبارک بھی دنیا سے چلا گیا، جبکہ حضرت احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزہ قرآن مجید آپ ہمیشہ کے لیے زندہ دیکھ سکتے ہیں

ہم بہ قرآن یاب دردیگر مقام
بکر معنیٰ ہمچو حور اندر خیام

قرآن ہی میں ایک اور مقام پہ دیکھیے (چھپی ہوئی) دلہن جیسے حور خیموں میں پوشیدہ ہے (نئ نویلی اور چھپی ہوئی دلہن سے استعارہ ہے قرآنی آیت کے مفاہیم کی طرف)

صالحان را گفت حق نافع چو آب
طالحان را بے فواید چون حباب

نیک لوگوں کے متعلق فرمایا کہ پانی کی طرح نفع بخش ہیں جبکہ بد بخت لوگوں کو جھاگ کی طرح بے سود کہا گیا ہے

گفت نفع آب ماند تا ابد
محو گردد درڈوسہ ساعت زبد

نیز فرمایا کہ پانی کا نفع ہمیشہ کے لیے رہتا ہے اور جھاگ دو، تین منٹ میں ختم ہو جاتا ہے

مقصد این آیہ از بس اوضح است
کاشف رمز بقائے اصلح است

اس آیت کا مفہوم انتہائی واضح ہے۔ یہ آیت رمز بقائے اصلح (باصلاحیت چیز کے ثبات اور بقا کے قانون) کو کھول کر بیان کرتی ہے (اس سے مراد سورہ رعد کی آیت :فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاۗءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ہے

گر مُدَ وِّ ر نزدِ تو باشد فضا
ہست این نکتہ بہ اقطار سما

اگر آپ کے خیال میں (پوری) فضا گردش کرتی ہے تو اس کی تائید میں اقطار سماء کا نکتہ ہے (اشارہ سورۃ رحمن کی آیت يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۔کی طرف ہے)

دورِ آتش بود قبل آب وخاک
قَبْلِہٖ مِنْ نَّار در قرآن پاک

پانی اور مٹی سے پہلے زمین پر آگ کا دور تھا، اس کے متعلق قَبْلِہٖ مِنْ نَّارٍ قرآن پاک میں ہے،(وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ)

می دہد قرآن از نیسان ہر زمان
درس ہائے نو بنو بامؤ منان

اسی طرح قرآن مجید ہر دور میں مسلمانوں کو نئے سے نئے درس دیتا ہے

آنچہ دیدی در کتابم سر بسر
رائے و قول جملہ ارباب ہنر

جملہ ارباب ہنر کے اقوال اور میری رائے جو آپ نے واضح طور پر میری کتاب میں دیکھی

مومن و نصرانی و ہم از یہود
از مجوسان و بزرگانِ ہنود

مسلمانوں، نصرانیوں، یہودیوں، مجوسیوں اور ہندو پیشواؤں کے بھی (اس میں اقوال تھے)

اختلافش چیست باقول خدا
پس تو حکمت را مدان از دین جدا

خدا تعالیٰ کے فرمان سے ان کا اختلاف کیا حیثیت رکھتا ہے؟ پس آپ حکمت (اور دانائی) کو دین سے الگ کوئی چیز نہ سمجھیے

بالخصوص اسلام دین آخرین
ملت بیضائے ختم المرسلین

خصوصاً آخری دین (مذہب) اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملت بیضاء

جامع احکام ادیان قدیم
مخزن اسرار قرآن کریم

تمام سابقہ مذاہب کی جامع، اور تمام اسرار کا مخزن قرآن کریم ہے

چیست قرآن نور رب العٰلمین
شاہد خلاق بر روئے زمین

قرآن کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا نور ہے، اور دنیا میں خلاقِ عالم (کائنات کو پیدا کرنے والے) کی موجودگی کی گواہی دیتا ہے

اژدہائے سحرِ شک و اِرتیاب
از ید بیضا فزون تر این کتاب

شکوک و شبہات کے حامل جادوئی اژدہے (کے مقابلے میں حضرت موسیٰؑ کے معجزۂ)

ید بیضا سے کہیں زیادہ روشن ترین یہ کتاب ہے۔

در جہان نور خدا وند این کلام
گیر حبل اللہ محکم والسلام

دنیا میں یہ کتاب اللہ تعالیٰ کا نور ہے پس اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رکھو والسلام۔

صحیفۃ التکوین

حصہ دوم

فصل ہفتم

آغاز زندگی کے بیان میں

دربیان آغاز حیات درآب شدن نباتات وارتقاء درختان وتخلیقِ مضغہ از علوقِ نطف وارتقاء حشرات وقشریات وحیتان وضفادع وضبغات (زحاف)

پانی میں آغاز حیات، پودوں کا اگنا، درختوں کا ارتقاء، جمے ہوئے نطفے سے مضغہ (لوتھڑے) کی پیدائش اور حشرات، سانپوں، مینڈکوں اور ڈائنوسارز کا ارتقاء

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: اور اللہ نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو چار (پاؤں) پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۴۵، پارہ نمبر: ۱۸)

از عنایات خدا وند کریم

خالق و رزّاق ورحمن ورحیم

اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والے سبھی کو رزق دینے والے، سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے اور انتہائی مہربان ہیں، کی مہربانی اور عنایات سے۔

این دوم جز وِکتاب آغاز شد
فکر من باطبع من دمساز شد

یہاں سے کتاب کے دوسرے حصے کا آغاز ہو رہا ہے اور میری سوچ بھی میرے مزاج کے موافق ہو چکی ہے۔

گفتمت از زندگی در ابتدا
بشنواز اطوار اندر ارتقا

پہلے میں نے آغاز حیات کے متعلق بیان کیا، اب ارتقاء کے طور طریقے سنیئے

از معارج در عروج جسم وجان
مے کنم جهدے که آید دربیان

جسم وجان کے عروج کی منازل، جہاں تک مجھ سے ہو سکا بیان کروں گا

سرگزشت زندگان اندر بحار
ز ارتقائے نوعہائے ذی فقار

سمندری حیوانات کی سرگزشت کے متعلق اور ذی فقار جانوروں کے ارتقاء کے متعلق (ذی فقار: عربی لفظ ہے۔ فقروالے، یعنی ریڑھ کی ہڈی والے جانور۔

از خروج زندگان دردشت وبر
از نباتات و ز اشجار وثمر

حیوانات کے جنگلوں اور خشکیوں کی طرف نکلنے کے متعلق نیز درختوں، پودوں اور پھلوں کے متعلق میں بیان کروں گا۔

سیر مخلوقات رب العلمین
در دلت پیدا کند حق الیقین

حق تعالیٰ کی مخلوقات کی معرفت آپ کے دل میں یقین کامل پیدا کرے گی

مجملے گویم زااحوال نبات

بعد ازان از دیگرانواع حیات

پہلے پودوں کے متعلق مختصر طور پر کچھ کہوں گا پھر دیگر اقسام کے حیوانات کے بارے میں بیان کرونگا۔

من نگویم از درخت باردار

از صنوبر یا زشمشاد وچنار

میں پھل دار درختوں کی بابت نہیں لکھ رہا، اور نہ ہی صنوبر، شمشاد اور چنار کا تعارف کروارہا ہوں۔

بلکہ آغازم زبحث آن نبات

بود کان در دَورِ آغازِ حیات

بلکہ ان نباتات کی بحث سے آغاز کرونگا جو اس آغاز حیات کے دور میں تھیں

اصل حیوان ونباتات زمین

یافت صورت درسلال ماء وطین

زمینی جانورں اور پودوں کی بنیاد نے پانی اور مٹی کے جوہر میں تخلیق پائی ہے

کرد فطرہ ارتقا ازاین سلال

مسکن مالوفِ او آب زلال

فطرت نے اس جوہر سے ارتقاء کرتے ہوئے گاڑھے پانی کو اپنا پسندیدہ مسکن بنالیا

از تلطف ہائے حیؐ لایموت

کرد آن از نور شمسی اَخذ قُوت

اللہ تعالیٰ کے بے نہایت مہر وکرم سے اس نے سورج کی روشنی سے اپنی مقرّرہ خوراک حاصل کی

در نباتی ہست یک جز ولطیف
کان کشد از نور ارزاق نظیف

نباتات میں ایک انتہائی لطیف حصہ ہوتا ہے جو سورج کی روشنی سے پاکیزہ، رزق حاصل کرتا ہے

از شعاعِ شمس چوں رِزقش رسید
رنگ اخضر از ہمان آمد پدید

جب سورج کی شعاعوں سے اسے رزق پہنچتا ہے تو اس میں سبزہ (یعنی سبز رنگ) اسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

فطرۂ اول کہ بود اصل نبات
در وجود آمد بہ آغاز حیات

فطرۂ اول جو کہ نباتات کی اصل ہے آغاز حیات ہی میں وجود میں آیا (فطرۃ) وہ سبز ذرہ جس سے نباتات نے ارتقاء کیا، اور اسے خوردبین سے دیکھا جا سکتا ہے دوسرے لفظوں میں اسے نباتاتی خلیہ بھی کہا جا سکتا ہے)

باحیاتی چونکہ این معمول شد
در تنازع للبقا مشغول شد

چونکہ اسے زندگی عطاء کی گئی تھی لہٰذا یہ تنازع للبقاء میں مشغول ہو گیا

خشک گشتے آب واین بیجان شدے
بار دیگر زندہ از باران شدے

کبھی پانی خشک ہو جاتا تو یہ بے جان پڑ جاتا (مرجھا جاتا ہے)۔ پھر بارش کی وجہ سے دوبارہ زندہ ہو جاتا

زیست فطرہ قرنہا زینسان زبون
تاصلاحیت بہ جسمش شد فزون

یہ فطرہ ایک طویل مدت تک اسی حالت میں زندہ رہا حتیٰ کہ اس کی جسمانی صلاحیت میں اضافہ ہوگیا

تافت بروے نورِ الطافِ خدائے
از سواحل دروحوش داد جائے

اس پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا نور چمکا اور یہ سمندروں کے ساحلوں سے تالابوں کی طرف پھیل گیا۔

مدتے زا مواج در اقلاق بود
در و حوش خواہش اعراق بود

ایک مدت تک یہ دریا کی موجوں میں بے چینی میں تھا پھر دلدلی حالات میں اسکو جڑیں لمبی کرنے کی خواہش ہوئی۔

اندر این جا رست فطرہ زانغماس
یافت بے تکلیف نوعش انغراس

پانی کی تہوں سے چھٹکارا حاصل کر کے فطرہ تالابوں میں پہنچا تھا۔ اب کسی تکلیف و پریشانی کے بغیر اس سے درخت پیدا ہونے لگے۔

فطرہائے چند پس یکجا شدند
مرتقی از خلقت اولیٰ شدند

پس چند فطرے ایک جگہ جمع ہو کر اپنی ابتدائی خلقت سے ترقی کرنے لگے

ز انفرادیت چو کر دند ارتقا
جسم کل گوئیم آن مجموعہ را

اکیلے رہنے کے بعد جب ترقی کرتے ہوئے یہ اکھٹے ہوئے تو ہم اس مجموعے کو ''جسمِ کل'' کہنے لگے (یعنی وہ جسم جوان جراثیموں (یعنی نباتاتی خلیوں) کے مجموعے سے وجود میں آیا

ہر یکے در جسم کل میکرد کار
برعمل شد شکل ہر یک را مدار

یہ سبھی جسم کُل میں کام کرتے تھے، اور ہر ایک کی شکل کا دارومدار ان کے افعال پر ہو گیا

آن یکے شد برگ وسر بالا نمود
تا بیامد رحمت یزدان فرود

چنانچہ ایک نے پتے کی شکل اختیار کی اور زمین سے اوپر کو سر اٹھایا تا کہ اللہ کی رحمت کو نیچے کی طرف متوجہ کر سکے۔

کارِ لنگر کرد یک جز وش کہ آن
بیخ سبزہ شد پس از دور زمان

اس کے ایک جزو نے جو بعد میں پودے کی جڑ بنا، اس دور میں لنگر کا کام دکھایا (لنگر: سمندروں اور دریاؤں میں کشتی کو ٹھہرانے کے لیے لوہے کے جس ٹکڑے یا کھوٹے ساتھ اسے باندھا جاتا ہے، لنگر کہلاتا ہے۔ یعنی سبزے کا وہ جزو جو پودے کے لیے لنگر کا کام کرتا ہے کچھ عرصہ بعد جب زمین میں اس نے قدم جمائے تو سبزے کی جڑ کی شکل اس نے اختیار کر لی)

آن یکے رگ گشت ورزقش را کشید
باسہولت طعم خود رامے چشید

ایک دوسرے جز نے تنے کی صورت اختیار کی اور بڑی آسانی سے جڑ کے ذریعے اپنا رزق حاصل کرنے لگا۔

فرقش از حیوان سکون دریک مقام
غافل وبے بہرہ از ذوق خرام

حیوانات سے اس کا فرق یہ ہے کہ ایک ہی جگہ میں ساکن رہتا، گویا ذوقِ خرام (حرکت کرنے

کی لذت) سے بے بہرہ تھا، (یعنی نباتات اور حیوانات میں ابتدائی فرق یہ تھا کہ فطرہ (نباتاتی خلیہ) ساکن تھا جبکہ حیوانی (خلیہ) نطفہ متحرک تھا اسی طرح فطرہ کا رزق عناصر تھے اور حیوانی نطفے کی غذا نباتات اور دیگر جواہر۔

این نباتی از عناصر رزق چید
قُوتِ حیوان از دگر احیا رسید

اس نباتاتی (خلیے) نے (زمینی عناصر) کو اپنی خوراک بنایا، جبکہ حیوانات کو دیگر جانداروں سے رزق پہنچنے لگا۔

طعم خود را یافت یک جا برقرار
نے چو حیوان رزق او صید وشکار

پودے کی خوراک ایک ہی جگہ پر برقرار تھی۔ حیوانات کی طرح شکار (کرنا) نہ تھی

چون بقائے نسل او ازفطرہ بود
لازمًا در آب جائے خود نمود

جب اسی کی نسل کی بقاء ہی فطرہ تھی تو لازمی طور پر اس کی جگہ (ابتدائی مقام) پانی میں تھی

زال دنیا بود در آن دم جوان
گرم سطحش چون بطون مادران

دنیا کی سطح اس دور میں جوان (حالت) تھی اور اس کی سطح ماں کے پیٹ کی طرح گرم تھی

سبزہ در ماحول خود خوشحال بود
جائے او در ساحل واو حال بود

سبزہ اپنے ماحول میں خوشحال تھا، اور اسکا مقام ساحلوں اور تالابوں میں تھا۔

رزق زیرین پنجۂ بیخش کشید
نور وغازات ہوا را برگ چید

نیچے سے اس کو رزق جڑوں کے ذریعے پہنچتا تھا روشنی اور گیسز اس کے پتے حاصل کرتے تھے

اے کہ جوئے سرِّ ابقائے حیات
می توان در برگ دید انف النبات

جو بقائے حیات کے راز سے واقفیت چاہتا ہے، وہ پتوں میں انف النبات کو دیکھ سکتا ہے (انف النبات: نباتات کی ناک۔یعنی سانس لینے کے لیے مشام جو پتوں میں موجود ہوتے ہیں)۔

ارتقا جُو سبزہ نَو رستہ گشت
بعد دورے ریشہ اش آمد بدست

یہ نیا پیدا ہونے والا سبزہ ارتقاء پسند بن گیا' کچھ عرصے کے بعد اسکا ریشہ بھی پیدا ہو گیا (ریشہ: نباتات کی دو قسمیں ہیں۔اولاً جو بیج سے پیدا ہوتے ہیں۔ثانیاً وہ جنکی افزائش نسل ریشہ کے ذریعے ہوتی ہے۔ریشہ ان باریک اجزاء کا نام ہے جو انتہائی باریک بالوں کی طرح ہوتے ہیں اور بعض پودوں میں بیج کی بجائے کام کرتے ہیں۔)

یافت چون ماحول بہتر شد نہال
گامزن ہر دم بمعراج کمال

جب اسے قدرے بہتر ماحول میسر آیا تو ہنسی خوشی عروجِ کمال کی طرف گامزن ہو گیا

گیرد از ماحول شیئَ ے اثر
کرد آن تفریق انواع شجر

زندہ جسم اپنے ماحول سے اثر لیتا ہے اس نے درختوں کو مختلف اقسام میں تقسیم کر دیا (یعنی مختلف قسم کے درختوں کی شکل اختیار کر لی)

داشت نازک ہمچونے جسمے درخت
د رسوا حل زان سبب افگند رخت

یہ پودے سرکنڈے کی طرح نرم جسم کے مالک تھے اس لیے انھوں نے ساز وسامان یعنی برگ وبار ساحلوں میں پھینک دیا۔

کرد باز اصلاح وتادیبش خدا
گامزن کردش براہ ارتقا

اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کی اصلاح اور تادیب فرمائی اور اسے ترقی کے راستے پر چلایا۔

دور ریشہ رفت وتخم آمد پدید
دست دادش فتح ابواب جدید

ریشہ دور چلا گیا اور اس کا بیج ظاہر ہوا اس طرح اس نے (زندگی کے) نئے ابواب کھولے۔

آنکہ تخم او نکردہ ارتقا
تاکنوں در نزد آبش ہست جا

جن پودوں کے بیج ترقی نہ کر سکے وہ اب تک ساحل ہی میں پائے جاتے ہیں۔

بس شجر بابیخ وبرگ وبارشد
ریخت تخمش نسل آں بسیار شد

کئی درخت اپنی جڑوں اور پتوں سمیت پھل پھول گئے سو انھوں نے اپنے بیج بکھیرے اور اسطرح ان کی نسل بہت زیادہ ہوگئی۔

قوت خود را بیخ وبرگ خِویش چید
احتیاج زیست در ساحل ندید

بیجوں اور پتوں نے اپنی خوراک خود تلاش کی اور انھیں زندگی کے لیے ساحل مـیں رہنے کی ضرورت نہ رہی۔

چون شجر از عطش بے اندیشہ شد
سوی بریلغار فوج بیشہ شد

جب درخت پانی کی ضرورت سے اگنا اور پھیلنا شروع کر دیا بے خوف ہو گئے تو جنگلوں کی فوج نے خشکی پر یلغار شروع کی۔

رفت بالتدریج از ساحل برون
در وجودِے درشتی شد فزون

بتدریج وہ ساحلوں سے دور ہوتے چلے گئے اور ان کے تنوں کی سختی میں اضافہ ہوتا گیا۔

سخت شد آن ہمچونے نازک بدن
پس بہ آسانی بہ دشتش شد وطن

وہ سرکنڈے کی طرح نرم و نازک پودا، سخت درخت کی شکل اختیار کر گیا پس بڑی سہولت سے اس کا مقام صحراؤں اور میدانوں میں ہو گیا۔

پیشتر مے زد بہ ہر دوران قدم
تا بزد بر قُلّہ ہائے کُہ علم

ہر دور میں وہ آگے سے آگے قدم بڑھاتا گیا حتیٰ کہ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھی اس نے اپنے جھنڈے گاڑ دیے۔

درمیان جملہ انواع حیات
اولاً آمد سوئ خشکی نبات

حیوانات کی تمام اقسام میں سے سب سے پہلے خشکی کی طرف نباتات آئیں

بود حیوان را غذا ازبرگ و بر
پیش پیشش زان سبب آمد شجر

حیوانات کی غذا پھل اور پتے تھے لہٰذا ان سے پہلے درخت نمودار ہوئے۔

غور کن در دل کہ این تقدیر کرد
یا کہ خاک تیرہ این تدبیر کرد

اپنے دل میں غور کیجیے کہ یہ اللہ کی تقدیر نے کیا یا زمین کی نااہل مٹی نے یہ تدبیر کی؟

سبزہ وگل بردرختان جدید
بعد چندین قرنہا آمد پدید

سبزہ اور پھول نئے درختوں پر کئی زمانوں کے بعد پھر ظاہر ہو گئے۔

تو مگو تنہا نبات آمد بہ بر
در پَیش احیائے دیگر رہ سپر

یہ مت سمجھیے کہ نباتات اکیلے ہی خشکی کی طرف بڑھے بلکہ ان کے پیچھے دیگر حیوانات بھی گئے۔

نوع غاز آن راکہ مائین است نام
انحصار زندگان بروے مدام

گیس کی وہ قسم جسے آکسیجن کہتے ہیں تمام جانوروں کا انحصار اسی پر ہے(آکسیجن: یعنی پودے جب سانس لیتے ہیں تو آکسیجن کو خارج کرتے ہیں اور اسی وجہ سے درختوں کی بہتات سے آکسیجن زیادہ ہوتی ہے جس پر حیوانات کی زندگی منحصر ہے۔)

سبزہ آن را اخذ کردہ جابجا
مے دہد آزاد یَش اندر ہوا

پودے جابجا اسے اخذ کر کے ہوا میں چھوڑ رہے ہیں۔

سبزہ چون مائین را داد ازدیاد
سوئے خشکی روئے خود زندہ نہاد

پودوں نے جب آکسیجن میں اضافہ کیا تو حیوانات نے خشکی کا رخ کیا۔

گشت لشکر کش بہ سمت بر حیات
بود قائد فوج راجنس نبات

زندگی نے خشکی کی طرف جب لشکر کشی کی تو ان کی فوج کا سالار یہ پودے تھے۔

چون نبات آمد بخشکی از وحول
جیش حیوان کرد در آنجا نزول

جب پودے تالابوں سے نکل کر خشکی کی طرف آئے تو جانوروں کے لشکر نے بھی خشکی میں پڑاؤ ڈالا (یعنی جس دور میں نباتات تالابوں سے نکل کر خشکی کی طرف آئے تو حیوانات تالابوں میں سکونت پذیر تھے گویا حیوانات کی خشکی کی طرف آمد بتدریج تھی۔)

پس نباتی رفت در قرب جبال
کرد حیوان سوئے برشد الرحال

پھر پودے کہساروں میں پہنچ گئے تو جانورں نے بھی خشکی کی طرف کوچ کیا۔

برسر کہسار ہابا چار پا
رفت یکجا بعد چندین قرنہا

کئی صدیوں کے بعد پودے اور چوپائے پہاڑوں کی چوٹیوں میں یکجا ہو گئے۔

از سواحل تا بہ کہسار ش رحیل
بودہ است اندر زمانے بس طویل

جانداروں کے ساحلوں سے پہاڑوں تک جانے میں طویل ترین زمانے لگ گئے۔

طول آن مدت بگویم درسنین
اندرین جانے بہ فصل ہشتمین

اس مدت کی طوالت کو میں یہاں نہیں بلکہ آٹھویں فصل میں بیان کرونگا۔

ختم بہتر بحثِ انواعِ نبات
گویمت از دیگر اقسامِ حیات

پودوں کی اقسام کے متعلق بحث بہتر طریقے سے انجام کو پہنچی اب آپ سے جانداروں کی دیگر اقسام کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔

خواست چون تخلیق حیواں را خدا
در زمین مابہ دور ابتدا

ابتدائی دور میں ہماری زمین میں اللہ تعالیٰ نے جب جانوروں کی تخلیق کا ارادہ فرمایا۔

از سلال طین در بحر عمیق
گشت پیدا چوں منی جسم رقیق

تو مٹی کے جوہر (خمیر) سے سمندر کی گہرائی میں منی (نطفے) کی طرح ایک رقیق اور لطیف جسم پیدا ہوا۔ (جسے انگریزی میں پروٹوزوا Protozoa کہتے ہیں.

درمیان آں چناں ماءِ مہین
کرد پیدا نطفہ رب العٰلمین

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے درمیان گاڑھے پانی کی طرح نطفہ پیدا فرمایا۔

نطفہ را گویم جرثوم حیات
بود آں چون فطرہ جنس نبات

نطفے کو میں جرثوم حیات سے تعبیر کرتا ہوں جو کہ پودوں کے خلیے (یعنی فِطرہ) کیطرح تھا۔

چون امیبا بود جسم مختصر
آنکہ اندر خرد بین آید نظر

امیبا (Amoeba) کیطرح اس کا جسم نہایت مختصر تھا اور امیبا کو خوردبین میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حالت بحر ہمان دوران بہ تو
گفتہ ام در فصل سادس موبمو

اس دور میں سمندروں کی حالت میں آپ سے چھٹی فصل میں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں

بستہ خود را آں نطف در سلسلہ
تازہ تر کرد ند پیدا مشغلہ

نطفے نے خود کو (زنجیر کی طرح) سلسلے باندھ کر ایک نیا مشغلہ اپنایا۔

این بهم چسپیدہ را گویم علق
شد علوق از رحمت رب الفلق

اس آپس میں چپکے ہوئے (نطفے کے) سلسلے کو میں علق کہتا ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے علوق کی شکل اختیار کی۔علوق :علق کی جمع بمعنی لوتھڑا یعنی جراثیمِ حیات کے یکجا ہو کر سلسلہ بنانے سے جو ایک جسم بنا اس کو علق کہتے ہیں۔(انگریزی میں Coeleneterates کہلاتا ہے)

جز وہا چسپیدہ باہم کل شدند
باغ عالم را گل وبلبل شدند

اجزاء آپس میں چپک کر جسم واحد بن گئے، یوں گلشنِ دنیا کے لیے پھول اور بلبل بن گئے۔

بود ہر یک جز ورا تخصیص کار
نفع آن در جسم کل شد آشکار

ہر جز کا ایک مخصوص کام تھا اور اس کا فائدہ پورے جسم کو پہنچتا تھا۔

آن حیات ابتدائی شد مکین
باقرار اندر یکے کنج زمین

وہ ابتدائے حیات (زندگی) زمین کے ایک کونے میں رہائش پذیر ہوئی۔

ہمچو سبزہ کرد آبش پرورش
چون نباتے حاصلش می شد خورش

پانی نے سبزے کی طرح اس کی بھی پرورش کی پودوں کی طرح اسے بھی پانی سے خوراک حاصل ہوئی۔

رو ''مِنَ الارضِ نباتا'' را بخواں
ہست اندر سورہ نوح ایں بیاں

من الارض نباتاً والی پیدائش کو پڑھیے، جسے سورۂ نوحؑ میں بیان کیا گیا (واللہ انبتکم من الارض نباتا) کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں پودوں کی طرح زمین سے پیدا فرمایا

تا نگیرد خود بخود راہِ فرار
داد یک مستحکمش جائے قرار

جب تک اس نے خود بخو دراہِ فرار نہ اختیار کی پانی نے اسے ایک مضبوط جائے قرار فراہم کی۔

ہمچو سبزہ بود بیخ او بہ گل
ذوق آزادیٔ وے بودش بہ دل

پودوں کی طرح اس کی جڑیں (بنیاد) بھی مٹی میں تھیں اور وہاں سے آزادی کا شوق اس کے دل میں تھا۔

از زمین برید و سابح شد بہ آب
بود در امواج اندر اضطراب

چنانچہ یہ زمین سے بھاگا اور پانی کی سطح پر تیرنے لگا جبکہ پانی کی موجوں میں بھی یہ مضطرب تھا

در تلاشِ رزق رفتے جا بجا
ہر زمان در نَو تگاپو مبتلا

ہر لمحے یہ نئی جد وجہد میں مبتلاء ہوتے ہوئے جگہ جگہ رزق کی تلاش میں پھر رہا تھا۔

کرد امداد حیات آب وہوا
یافت زان بالید گی نشو نما

آب وہوا نے اس ''زندگی'' کی مدد کی جس سے اِس نے بڑھوتری اور نشونما پائی۔

ہمچنیں گفتند اخوان الصفا
راز دانانِ قدیم از قوم ما

اخوان الصفا نے اسی طرح سے بیان کیا ہے جو کہ مسلم قوم کے پرانے راز دان (عباسی دور کے

سائنس دان) لوگ تھے۔

در ہمان دوران کہ شد ظاہر حیات
گرم تر بود این زمین بے ثبات

کہ اس دور میں جبکہ زندگی کا ظہور ہوا یہ فانی زمین انتہائی گرم تھی۔

زان حرارت این زمان یابی نشان
در رِحمِ اندر بطونِ مادران

اِس دور میں اُس زمانے کی گرمی کو رحم مادر سے تشبیہ دے لیں۔

خالق عالم زا الطاف مزید
در چنین ماحول حَیّ را پرورید

خلاق عالم نے اپنی مزید مہربانیوں سے حیات (زندگی) کی پرورش اسطرح کے ماحول میں فرمائی

پس زتاثیرات ماحولش زمان
ساخت چون کرمے بہ آب اندر دوان

زمانے نے ماحول کے اثرات سے اسکو پانی میں تیرنے والے کیڑوں کی طرح بنا دیا۔

آنکہ پیشا پیش بود اندر سبل
گشت مغز اندر سر آن جسم کل

جو ترقی کی راہ میں پیش پیش تھا، وہ اس مکمل جسم کے سر میں مغز کی صورت اختیار کر گیا (یعنی جب جرثوموں نے خود کو ایک سلسلے میں جکڑ کر جسم واحد کی شکل اختیار کی تو جو جرثومہ ان سبھی جراثیم سے مقدم اور پیش رو تھا، دماغ بن گیا)۔

تو مگو این جا کہ انکار از خداست
خود زمانہ حکم آن رب العلیٰ است

یہاں یہ نہ کہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انکار ہے بلکہ خود زمانہ ہی اللہ تعالیٰ کا محکوم ہے۔

کرمکے بے استخوان آن زندہ بود
کل وجود ش نرم وہچوں مضغہ بود

وہ چھوٹا سا کیڑا ہڈیوں کے بغیر تھا، اس کا پورا جسم نرم اور مضغہ (گوشت کے نرم لوتھڑے) کی طرح تھا

مضغہ نام زندۂ بے استخوان
جسم او بے طاقت وتاب وتوان

اس بے ہڈی جانور کو مضغہ ہی کہہ لیں اس کا جسم انتہائی ناتواں کمزور اور نفیس تھا۔

آنچہ گفتم نے فقط رائی من است
بلکہ رومی نیز ہمرائی من است

جو کچھ میں نے کہا یہ محض میری رائے ہی نہیں ہے بلکہ مولٰنا رومؒ بھی میرے ہم خیال ہیں

پیشکش سازم دو گوہر شاہوار
از کلام پیر رومی یادگار

میں مولانا رومؒ کے یادگار کلام میں سے دو گوہر (یعنی شعر) پیش کرتا ہوں۔

از جمادی مردم ونامی شدم
مردم از نامی بحیوان سرزدم

جمادات سے مٹ کر میں بڑھنے والے جسم کی صورت میں آیا، (پھر) اس جسم سے (ارتقا کرتے ہوئے) میرا اشمار حیوانات میں ہوا۔

مردم از حیوانی و آدم شدم
چون بگویم من زمُردن گم شدم

حیوانات سے فنا ہونے کے بعد میں آدمی بنا اسی لیے کہتا ہوں کہ میں مرنے کی وجہ سے گم ہوا ہوں (یعنی میری انا مر چکی ہے)

دور از مبحث چرا این گفتگو
قصہ آغاز حیوان باز گو

اپنی بحث سے ہٹ کر یہ گفتگو کیوں کروں دوبارہ آغاز زندگی کا قصہ بیان کرتا ہوں

شیٔ حی را بود جسمے بس نحیف
چون امیبا وچو کرمان ضعیف

جاندار چیز (مثل نطفہ) کا جسم نہایت نازک تھا امیبا (مشہور جرثوم حیات) اور ضعیف کیڑے مکوڑں کی طرح

ارشدے یک جانبے خشکی پدید
شیٔ حیے گشتی از آنجانا پدید

اگر کسی ایک جانب (سمندر) سے خشکی ظاہر ہوتی تو زندہ جسم وہاں سے ناپید ہو جاتا۔

پس بہ حیوان دا دحق تاب وتوان
کرد پیدا در وجودش استخوان

پھر اللہ تعالیٰ نے اس (حیوان) کو طاقت وتوانائی عطا فرمائی اور اس کے وجود میں ہڈیاں پیدا کیں۔

بشنوا اینک گویمت تا اختتام
درتن زندہ زتخلیق عظام

سنئیے میں اب اختتام تک مختصراً بیان کرتا ہوں یعنی اس حیوان کے جسم میں ہڈیوں کی تخلیق کے متعلق

حصہ بیرون بعضے مضغہ ہا
سخت ترشد از مرورِ قرنہا

بعض مضغہ جات کا بیرونی حصہ کئی عرصے گزرنے کے بعد انتہائی سخت ہو گیا

یادگار ما ازان دور سلف
جملہ قشریات ومرجان وصدف

گزشتہ دور کی اس حالت کی مثال موجودہ زمانے میں تمام سخت خول، سپیاں اور سچے موتیوں سے دی جاسکتی ہے۔

اشتداد آمد چو دَر آب وہوا
کرد اہل جسم نازک رافنا

آب وہوا میں جب سختی پیدا ہوئی تو اس نے اس نازک جسم کو فنا کر دیا

جنگ با آب وہو امید اشت جان
جسم خودرا کرد در قشر ے نہان

اس جسم کی آب وہوا سے (گویا) جنگ تھی، جس کی وجہ سے اپنے جسم کو کسی خول میں گھسا کر چھپالیتا تھا

چون قرون چند بگزشت ہم برین
بازشد تبدیل حالت برزمین

جب اس حالت میں کچھ عرصہ گزر گیا تو دوبارہ زمین کی حالت تبدیل ہوگئ

یافتند احیازگرمی آب وتاب
نوعہا گشتند زاید از حساب

ان حیوانات نے سورج کی گرمی سے زندگی پائی اوران کی بےشمار اقسام وجود میں آگئیں

چون زمانہ را بہ خود دمسازدید
زندہ سر از قشر خود بیرون کشید

جب انھوں نے زمانے کو اپنا موافق پایا تو اپنے خول سے اپنے زندہ سر کو باہر نکالا

قشر را بدرید و پاره کرد دو
از لحوم این پاره ہا راشد رفو

خول کو پھاڑ کر اس نے دوٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گوشت، پوست کی وجہ سے یہ دونوں ٹکڑے دو بارہ جڑ گئے (یعنی ان دونوں ٹکڑوں پر گوشت چڑھ آیا' اور یہ گویا ہڈیاں بن گئی)

لحم بعضے یافت در آن دم وفور
ساخت از خودیک قبائے بر قشور

بعض جاندار جسموں پر زیادہ گوشت چڑھ گیا جس سے خودبخود ان کے خول پر ایک قبا (چغہ) سی بن گئی۔

برقشور سخت کسوت از لحوم
زندگان را داد خالق بالعموم

سخت خول (یعنی ہڈیوں) کے اوپر گوشت کا لباس اللہ تعالیٰ نے بالعموم تمام جانوروں کو عطا فرمایا ہے۔

قشر شد اندرتن زندہ عظام
زندگانی یافت اعلیٰ تر نظام

وہ خول حیوانات کے جسم میں ہڈیوں کی شکل اختیار کر گیا، اسی طرح زندگی نے ایک اعلیٰ تر نظام حیات پایا۔

این چنین حیوان در جنگ بقا
برد بازی در زمان ابتدا

اس طریقے سے ابتدائی دور میں بقاء کی جنگ میں حیوانوں نے بازی جیت لی

آن کہ از این نوع اول رونماست
جانور کم استخوان بے دست وپاست

جو جانور اس ابتدائی قسم کے نمودار ہوئے وہ کم ہڈیوں والے بے دست و پا جانور تھے

استخوان اوتنک ہمچوں نقیر

جسم او شفاف مانند حریر

اس کی ہڈیاں نقیر کی طرح انتہائی نازک تھیں اور جسم ریشم کی طرح شفاف تھا (نقیر: کھجور کے اندر اس کی گھٹلی پر چڑھا ہوا نازک سا ریشہ)

در جہان آمد چو نوع ذی فقار

کامیاب از امتحان کردگار

اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں کامیاب ہو کر دنیا میں جب ریڑھ کی ہڈیوں والے جانورں کی اقسام پیدا ہوئیں۔

کرد زود از حالت ضعف ارتقاء

یافت در گیتی عروج واعتلاء

تو اس نے بہت جلد ہی ضعف کی حالت سے ترقی کی اور دنیا میں عروج اور بلندی حاصل کر لی۔

فرعہائے او زحد افزون شدند

چون جدا ماحول شد صد گون شدند

ان کی نسلیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں اور ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے ان کی سو قسمیں بن گئیں

ہر یک از عضو دگر بگرفت کار

از تقاضائے لزوم ہر دیار

ہر ملک کے مروجہ تقاضوں کے مدنظر ہر جانور مختلف اعضاء سے کام لینے لگا

ز اختلاف عضو در تکمیل کار

در فروغ آمد تباین آشکار

کسی کام کی تکمیل میں مختلف اعضاء سے کام لینے کی وجہ سے ان نسلوں میں واضح فرق پیدا ہونے

لگے (یعنی جب یہ جانور مختلف علاقوں میں اپنی اپنی ضروریات کے مطابق مختلف اعضاء کو کام میں استعمال کرتے تھے تو اسی وجہ سے ان کے اعضاء کی بناوٹ میں بھی فرق پیدا ہوتا گیا۔

پُرز ایشان گشت اندر بحر آب
زندگان گشتند زائد از حساب

انکی وجہ سے سمندر کے پانی بھر گئے (اور) جانداروں کی تعداد بے شمار ہو گئی۔

ماہیانِ گونہ گونہ زوج زوج
از نہنگان تناور فوج فوج

ان میں انواع و اقسام کی نر اور مادہ مچھلیاں اور فوج در فوج مگر مچھ سے بھی بڑے بڑے تھے۔

زندگان بودند آبی جملگی
سوئے برنہا دہ بُد پازندگی

تمام کے تمام حیوانات پانی میں رہتے تھے اور خشکی کی طرف تا ہنوز انھوں نے قدم نہیں بڑھائے تھے

چون برین بگزشت دَوران زَمن
زندہ شد جو ئندۂ دیگر وطن

جب اس حالت پہ ایک لمبا عرصہ گزر گیا تو حیوانات کوئی دوسرا مسکن تلاش کرنے لگے

از قدیم آئیم تا دورِ جدید
آوردْ مخلوقِ نو خالق پدید

دور قدیم سے اب ہم نئے زمانے کا رخ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نئی نئی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں

مے نہد در پیش فوج حی قدِم
مے زند بر سنگرِ خشکی علَم

یہ حیوانات کی فوج آگے قدم بڑھاتی گئی اور خشکی کے خطوں میں پہنچنے لگی۔

هست لازم قبل شرح ماجرا
باتو گویم حال سطح ارض را

مکمل قصے کی تشریح سے پہلے ضروی ہے کہ آپ سے اپنی سطح زمین کے حالات بیان کروں

روئے گیتی اندران دورِ زمان
داشتے دریا چہ ہائے بیکران

اس دور میں روئے زمین پر لاتعداد چھوٹے بڑے دریا تھے۔

اکثرِ روئے زمین پر آب بود
ربع خشکی نیز چون مرد اب بود

روئے زمین کا اکثر حصہ پانی سے بھرا ہوا تھا خشکی کا چوتھائی حصہ بھی کیچڑ کی مانند بن کر رہ گیا تھا

نیست این پوشیدہ بر اہل عقول
دور استنقاع باشد پر وحول

اہل عقل لوگوں سے یہ بات مخفی نہیں کہ پانی کی بہتات کے اس دور میں جگہ جگہ تالاب ہی تالاب تھے۔

بیشہا بودند بر آن ارض تر
بانباتی بود امداد مطر

اس گیلی زمین پر بے شمار جنگلات تھے اور انکی مدد کے لیے بارشیں بھی کثرت سے ہوتی تھیں

آن زمان اندر سواحل شد مقیم
از جنود زندگان فوج عظیم

تو اس دور میں حیوانات کا جم غفیر ساحلوں پر سکونت پذیر ہوا۔

نوعہائے ضفدعی از امر حی
مرحلہ از ارتقا کردند طے

اللہ تعالٰی کے حکم سے (وہاں) مختلف قسم کے مینڈکوں نے ارتقاءِ زندگی کے مراحل طے کیے

ضفدعی خوانیم آن انواع را
آنچہ انگلیش بگفت ایمفیبیا

اس قسم کے جانداروں کو فارسی (اور عربی میں) ضفدع کہا جاتا ہے جس کا انگریزی میں نام ایمفیبیا ہے۔

جائے خیشوم از رِیَہ دم مے کشد
گہ برون از آب بر خشکی رود

وہ خیشوم کی بجائے ریہ سے سانس لیتا ہے جب کبھی وہ پانی سے نکل کر خشکی پر بھی چلا جاتا ہے (خیشوم: ناک کا بانسہ یہاں مراد مچھلیوں کے گلپھڑے جن سے وہ سانس لیتی ہیں رِیَہ پھیپھڑے یہاں مراد مینڈک کی کنپٹی پر موجود ہیں جن کے ذریعے وہ سانس لیتے ہیں)۔

دم کشیدن از ہوا آموختہ
مایۂ طرز نوی اندوختہ

ہوا سے سانس کھینچنا اس نے سیکھا اور یوں اس نے اس نئی طرز کا سرمایہ حاصل کیا

از ہمین نوع ضفادع چندہا
زیستند اندر سواحل جابجا

انھی میں سے مینڈک کی چند اقسام جگہ جگہ ساحلوں پر زندگی گزار رہی ہیں

چون ز قید بحر بیرون تاختند
از سواحل سوئے او حال آمدند

سمندر کی قید سے چھٹکارا پا کے، ساحل چھوڑ کر تالابوں میں جا بسے

شئ حے اندر وَحل تکثیر یافت
زندہ بہر خویشتن اکسیر یافت

زندہ جسم نے تالاب میں کثرت پائی اور اپنی زندگی کے لیے ایک اکسیر نسخہ حاصل کیا

گشت پُر ہر یک وَحل از زندگان
از ضفادع تو ہمینان را بدان

ان زندہ اجسام سے تمام تالاب بھر گئے ان (زندہ اجسام) کو آپ مینڈکوں کی طرح کے جانور سمجھ لیں۔

روئے گیتی بود چون نمناک وتر
بہرِ اینان بود آسان سَیرِ بر

چونکہ زمین کی سطح گیلی اور نمی والی تھی لہٰذا ان کے لیے خشکی۔ (یعنی سمندروں سے باہر) کی سیر نہایت آساں ہوگئی۔

ہمبرین بگزشت دوران مدید
حسب عادت ارض رنگِ نو گزید

اسی حالت میں مزید لمبا عرصہ بیت گیا اور حسب عادت زمین نے ایک نیا رنگ چن لیا

کرد تنجید سطوح آن دم عیان
جوشش بطن مذابِ این جہان

اس دور میں زمین کی سطح، اندرونی سیال مادے کے جوش مارنے سے بلند ہوگئی

خشک میگردید سطح از ارتفاع
شد ازین رو دَورِ نَورا ابتداع

بلندی کی وجہ سے سطح زمین خشک ہوگئی اسی وجہ سے ایک نئے دور کی بنیاد پڑی

بود بالتدریج تجفیفِ زمین
نیز تغویرتہِ ماءِ معین

زمین بتدریج خشک ہوتی چلی گئی نیز صاف پانی گہرائی کی طرف جاتا رہا۔

رفتہ رفتہ خشک چون مرد اب شد
زندگی ہم بے نیاز از آب شد

سطح زمین آہستہ آہستہ خشک ہوکر چٹیل میدان کی طرح ہوگئی اور زندگی بھی پانی سے بے نیاز ہوگئی۔

چند حیوان سوئے برراہی شدند
نیم دیگر یار با ماہی شدند

چند حیوانات نے خشکی کی راہ لی، دیگر جاندار مچھلیوں کے ہمراہ پانی میں ہی رہنے لگے

شئِ حی کا ندر وَحل مسکن گزید
درعظام پا توا نائی نہ دید

جن جانوروں نے تالاب میں رہائش اختیار کی ان کے پیروں میں کھڑے ہونے کی صلاحیت پیدا نہ ہوئی۔

چون بخشکی آمد اول زین سبب
کرد از بے طاقتی مشق ضبب

اس لیے شروع شروع میں جب انھوں نے خشکی کا رخ کیا تو ناتوانی کی وجہ سے پیٹ کے بل ہی رینگنے لگے۔

گشت درخشکی چو حیوان سر بلند
اوّلاً ما شی علی البطن آمدند

حیوانات جب خشکی کے خطوں میں سربلند ہوئے تو اولاً وہ پیٹ کے بل ہی چلتے تھے۔

گر بجوئے تو ز آنہا یادگار
ہست باقی تا بہ این دم سوسمار

اگر ان میں سے کسی کی یادگار آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ ابھی تک گوہ کی شکل میں موجود ہے۔

در زمانِ پیش برروئے زمین
جانور بودند بسیا ران چو این

موجودہ زمانے کی طرح پہلے دور میں بھی زمین پر بےشمار جاندار موجود تھے۔

زاحفِ پیشین بہ سستی کردہ خو
بودنے چون سوسماران تند پو

رینگنے والے ابتدائی جانور انتہائی سست تھے' گوہ کی طرح چالاک اور چست نہیں تھے

بعد قرنِ چند اجسامِ عظیم
یافتند این جاندارانِ قدیم

کچھ مدت کے بعد ان قدیم جانداروں نے بڑی بڑی جسامت اختیار کر لی

از نظر برجسم شان لرزید دل
پیل پیش عظمت آنان خجل

ان کی جسامت کو دیکھنے سے دل پہ لرزہ طاری ہو جاتا تھا، ہاتھی بھی اس کی جسامت سے شرمندہ تھے۔

مے کشم بہرِتو من تصویر آن
سوسماری کن تصور بس کلان

آپ کے سامنے اسکا نقشہ کھینچتا ہوں آپ ایک انتہائی بڑی گوہ یا نیولے کا تصور کیجیے

طول اوسی گزز دُم تافرق سر
بیشتر از شش گزش گرد کمر

اس کی دم سے سر تک لمبائی تیس گز تھی چھ گز سے زیادہ اس کی کمر کا پھیلاؤ تھا۔

چار پامیداشت او بہرخرام
برزمین دم را کشیدے او مدام

زمین پر چلنے کے لیے اس کی چار ٹانگیں تھیں وہ اپنی دُم ہر وقت زمین میں پھیلائے رکھتا تھا

بود یک نوع تناور جاندار
پُشتش از سر تا بہ دُم دندانہ دار

جانداروں کی ایک اور طاقت ور قسم بھی تھی جس کی پشت پر سر سے دم تک دندانے بنے ہوئے تھے۔

داشت گیتی چند انواع دگر
مختلف در شکل وقامت خُرد تر

زمین پر چند اور قسم کے جانور بھی موجود تھے جو مختلف شکلوں اور چھوٹی جسامت والے تھے

زیست یک ہم شکل خفاش اژدہا
در کلانی چون جہازات ہوا

ان میں چمگادڑ کی شکل کا ایک اژدھا بھی تھا جس کی جسامت ہوائی جہاز کی طرح تھی۔

قبل دورِ طائرِ باپرّ وبال
در ہوا او بود شاہ بیہمال

پرندں کے دور سے قبل وہ اپنے بالوں اور پروں سے ہوا میں رُکے بغیر اُڑتا تھا

آن دگر صید افگنی ہمچون سباع
طولش از سر تا بہ دُم ہژدہ زراع

ایک اور جانور شکاریوں کی طرح شکار کا متلاشی تھا جس کی لمبائی اٹھارہ گز تھی

گوشت خورے پیل زورے تند خو
بر دو پا استادہ مثل کنگرو

ایک ہاتھی کی جسامت والا سخت مزاج گوشت خور جانور بھی تھا، جو کنگرو کی طرح دو ٹانگوں پر بھی کھڑا ہو سکتا تھا۔

باچنین جسم سترگ این اژدہا
ہمچو شیرے جست می زددر ہوا

یہ اژدھا اتنی بڑی جسامت کے باوجود شیر کی طرح ہوا میں جست لگا دیتا تھا۔

در عظام پائے او آمد صمول
زانکہ رفتے بردو پااندر وحول

پھراس کے پیروں کی ہڈیاں انتہائی سخت پڑگئیں تا کہ وہ دوٹانگوں کے ذریعے تالابوں میں چل سکے۔

خُرد تر بودند بسیاران چون این
ہمچو موروموش بر روئے زمین

ان کی مانند کئی چھوٹے جانور بھی زمین پر موجود تھے جیسے چیونٹیاں اور چوہے۔

طیر بری از ہمین نوع دو پاست
مرتقی او از زحاف ابتداست

خشکی کے پرندے بھی انھی دو پایوں کی قسم سے ہیں اور وہ رینگنے والے جانورں سے ترقی کرتے ہوئے اس حد تک پہنچے ہیں۔

بود بر بازوئے شان از ابتدا
پوست وش چیزے چو خفاشان ما

ان کے بازوؤں پہ ابتدا سے ہی چمگاڈر کی طرح کھال نما چیز تھی۔

زان مدد می یافت می زدجست ہا
رفت از نخلے بنخلے درہوا

انھی کی مدد سے وہ مختلف باغوں کی طرف ہوا میں چھلانگیں لگانے لگتا تھا۔

زیستند از دشمنان پُر ترس وباک
جست زن گشتند از بیم ہلاک

دشمنوں سے ڈر کر وہ زندگی گزرار ہے تھے لہٰذا وہ ہلاک ہونے کے خوف سے اڑنے کی کوشش کرتے تھے۔

چست تر گشتند از جهد دوام
فربہی کم گشت ہم ثقل عظام

اس مسلسل کوشش کی وجہ سے وہ انتہائی چست ہو گئے ان کا گوشت، اور ہڈیوں کا وزن بھی کم ہو گیا

چون ضرورت ما درِ ایجاد شد
بر تنش مجداف راایزاد شد

چونکہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے لہٰذا ان کے جسموں پر پروں کا اضافہ ہو گیا

خواست حق این نوع آموزد ہنر
گشت پیدا بردو بازوبال وپر

اللہ نے انھیں (مزید) ہنر سکھانے کے لیے ان کے دونوں بازوؤں پر بال اور پر پیدا کیے۔

از زمین رفتند بالا درہوا
طائران گشتند در جوِّ فضا

سو پرندوں کی شکل اختیار کر کے وہ زمین سے بلند تازہ فضاء میں اڑنے لگے۔

جنسِ طایر زیست در عہدِ عتیق
ہمرہِ ماشی علی البطن او رفیق

جبکہ قدیم دور میں (موجودہ) پرندوں کی نسلیں زندہ تھیں۔ اس وقت بھی وہ پیٹ کے بل رینگنے والے جانوروں کے ساتھ بھی موجود تھے

برد پروازش مرا ورا جابجا
زان سبب او ماند گم شد اژدہا

ان کی پروازیں انھیں جگہ جگہ لے گئیں اور وہ زندہ رہے لیکن وہ اژدھے دنیا سے معدوم ہو گئے

زاحفان را گردش گیتی ربود
وجہ آن تبدیلی ماحول بود

ڈائنوسارز وغیرہ کو گردش زمانہ نے مٹا دیا جس کی ظاہری وجہ ماحول کی تبدیلی تھی

زانکہ دررگھائے نوع اژدھا
خون اثر ہامے پزیرفت از ہوا

چونکہ اژدہوں کی رگوں کا خون ہوا سے اثر قبول کرتا تھا۔

گرم گشتی خون بہ ایام حرور
سرد گشتی از برودت بالضرور

چنانچہ گرمیوں میں اس کا خون گرم اور سردیوں میں ٹھنڈا ہو جاتا۔

گشت چون تبدیل احوال جھان
ساختن بادھر نتوانست آن

جب دنیا کا ماحول تبدیل ہوا تو اس کی زمانے سے نہ بن سکی۔

چونکہ ناقص بود مغز اژدھا
او نہ شد پویان براہ ارتقاء

کیونکہ اژدھا کا دماغ ناقص تھا اس لیے وہ ارتقاء کی راہ پہ نہ چل سکا۔

لازمًا ناکام درجنگ بقا
رفت از دنیا بہ آغوش فنا

لہٰذا جنگ بقا میں ناکام ہو کر وہ دنیا سے معدوم ہو گیا اور موت کی آغوش میں سو گیا

نیست از ایشان درین دوران نشان
غیر از بوسیدہ یک چند استخوان

سوائے چند ایک بوسیدہ ہڈیوں کے اس دور میں ان کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔

چون مسلمان گم شدہ از اندلس

قصر الحمریٰ نشان مانداست وبس

جس طرح مسلمان اندلس سے روپوش ہو گئے تو ان کا نشان وہاں صرف قصر الحمریٰ کی صورت میں باقی ہے۔(قصر الحمریٰ اندلس (اسپین) میں مسلمانوں کا تعمیر کردہ ایک عظیم الشان محل ہے)

عظمتِ تن را نماید استخوان

ہمچو قطب از عظمتِ ایبک نشان

ان بوسیدہ ہڈیوں سے ان کی عظیم جسامت کا اندازہ ہوتا ہے جسطرح سلطان قطب الدین ایبکؒ کے مینار سے ان کی نشانی جھلکتی ہے۔

سالیان شش کرور ارض فراخ

بود ملک این گروہ دیو لاخ

چھ کروڑ سال پہلے تک وسیع وعریض زمین پر ان دیوقامت جانورں کا راج تھا۔

رفت چون ماشی علی البطن کہن

دورِ دیگر را جہان افگند بن

پرانے رینگنے والے جانوروں کی طرح یہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے اور دنیا نے ایک اور زمانے کی داغ بیل ڈالی۔

بعد مدت ارض رنگِ نو گرفت

بیشتر سطحش ز خور پر تو گرفت

ایک مدت کے بعد زمین نے ایک نیا رنگ دیکھا اس کی زیادہ تر سطح تک سورج کی روشنی پہنچنے لگی۔

باز شد آب وہوایش معتدل
بارِ دیگر شمع جان شد مشتعل

اس کی آب وہوا پھر سے معتدل ہوگئی اور دوبارہ زندگی کی شمع اس پر روشن ہوگئی۔

چارپا ذات الثدی آندم خروج
کرد در دنیا و آمد بر عروج

اس دور میں ممالیہ چوپائے اور درندے دنیا میں پیدا ہوئے اور زمین پہ چھا گئے۔

از ہمین ماشی علی الاربع بیان
در نہم فصل است بنگر اندران

انھی چوپایوں کے متعلق نویں فصل میں بیان کیا جائے گا وہاں دیکھ لیں۔

یا الٰہا خالقا رب العباد
سجدۂ تو مے کند حیؐ وجماد

اے اللہ! اپنے بندوں کے رب! کائنات کی تمام چیزیں تیرے ہی آگے سجدہ ریز ہیں۔

از طفیل سرور خیر الانام
این کتابم را رسان تا اختتام

سرور خیر الانام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میری اس کتاب کو انجام تک پہنچا۔ آمین!

فصل ہشتم

در شواہد جدود صخور بر ارتقائے زندگان

و وجوہ اشتدادِ آب و ہوائے جہان و تقلیل و تکثیر احیاء در ادوارِ زمان

مختلف نواع و اقسام کے پتھروں اور چٹانوں کا ارتقائے حیوانات پر گواہ ہونا اور دنیا میں شدت آب و ہوا کی وجہ اور اس دور میں زندگی (جانداروں) کی قلت و کثرت کے بیان میں۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ ① الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ②

ترجمہ: بڑی شان ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی اس لئے پیدا کی تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ بہتر ہے، اور وہی ہے جو مکمل اقتدار کا مالک، بہت بخشنے والا ہے۔

(سورۃ الملک، آیت: ۱، ۲، پارہ نمبر: ۲۹)

گفتم از ادوارِ دھرِ بے ثبات
قصہ تخلیق و آغازِ حیات

میں نے بے ثبات زمانے کی تخلیق اور آغازِ زندگی کا قصہ بیان کیا ہے۔

از نفوس واحدہ در ابتدا
نیز از اطوار اندر ارتقا

ابتدائی دور کے نفوس واحدہ کے متعلق نیز ارتقاء کے طور طریقوں کے بارے میں۔

گویم اینک سِرِّ اِبقاء وفنا
علّت تخریب و تکمیل بنا

کچھ ہی دیر بعد میں بقا و فنا کا راز اور اصل (یعنی زندگی) کی تخریب و تکمیل کا قصہ بیان کرتا ہوں

دیدۂ دنیا بہ جنگ زندگان
سازد از آب وہوا تیر وکمان

آپ نے دنیا کو جانداروں سے جنگ کرتے ہوئے دیکھا جس کا اسلحہ آب وہوا تھی۔

مائل سردی شود چون این زمین
باحرارت جو نماید خشم وکین

جب یہ زمین سردی کی طرف مائل ہوئی تو اس نے حرارت پسند جانوروں کو لقمۂ اجل بنا ڈالا

نوعہا را قتل سازد سر بسر
مے گزیند زندگی شکل دگر

کئی انواع حیوانات کو اس نے ختم کرڈالا ہے یا بعض کی زندگی کو نئی شکل دی اور حیوانات زندگی کے لیے کوئی اور راہ تلاش کرنے لگے

چون دوبار آید زمان اعتدال
از حضیض آیند احیا برکمال

جب دوبارہ موسم کی حالت معتدل ہوئی تو حیوانات پستیوں سے نکل کر کمال زندگی کو پہنچے

شئ حی گیرد ز ماحول ارتداع
میکند آن دور نورا ابتداع

حیوانات اپنے ماحول سے اثر قبول کرتے ہیں اور اس طرح ایک نئے دور کا آغاز کرتے ہیں

دہر استیناف دوران جدید
آورد بامیہمانانِ عتید

نئے زمانے کی ابتدا کے ساتھ دنیا میں چست و چالاک مہمان (جانور) پیدا ہوئے

بیشتر شد ہر کہ باوی آشنا
او شود مرزندگان را مقتدا

جو جانور دوسروں کی نسبت زیادہ زمانہ شناس ثابت ہوا وہ دوسرے جانوروں کے لیے رہبر اور پیشوا بن گیا۔

در کسالت برد چون نوعے پناہ
تاکنون ماند است باحال تباہ

جن جانوروں نے اس دور میں سستی کا مظاہرہ کیا وہ اب تک خستہ حالی میں زندگی گزار رہے ہیں

گرہمے پرسی چہ سان مرد حکیم
کرد کشف این چنین سر عظیم

اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ آخر کس طرح دانشوروں نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا

شرح آن راز دقیق آید کنون
تو مگو این فکرِ خام است وجنون

تو اس مشکل بحث کی تشریح ابھی بیان کیے دیتا ہوں۔ یہ مت سمجھئے کہ یہ خام خیالی اور پاگل پن ہے

ذکر شد یکجا ز نَوعین صُخور
ناری وآبی کہ میدار دُقشور

یہاں آگ اور پانی دونوں متضاد چیزوں کا ذکر اکٹھا آ گیا، ان دونوں کی تہیں اور سطحیں ہوتی ہیں۔

در قشور کوہ آبی ز امتحان
می تواں دیدن نشانِ زندگان

آبی پہاڑوں (یعنی دریاؤں اور سمندروں میں پائے جانے والی (پہاڑیوں) کی مسطح چٹانوں میں مشاہدے اور تجربے کی مدد سے زندگی (حیوانات) کا نشان دیکھا جا سکتا ہے۔

عمر این احجار را دانا چو دید
پنج قسمت گشت آن دور مدید

ان پتھروں کی عمر کو دیکھ کر دانشوروں نے انھیں پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

آن یکم دور قدیم اولین
نیست از زنده نشانے اندرین

پہلی قسم کے وہ پتھر اور چٹانیں، جبکہ ابتدائی دور میں ابھی زندگی کا وجود نہیں آیا تھا۔

بود در آغاز گیتی گرم وحار
زان سبب پیدا نبود ند جاندار

آغاز میں یہ دنیا انتہائی گرم تھی۔ اس لیے اِس پر زندگی کا امکان نہیں تھا۔

بعد ازان در دور آغاز حیات
زندگانی بود از بس بے ثبات

پھر اس کے بعد زندگی کے ابتدائی دور میں حیوان (زندگی) بالکل بے ثبات تھے۔

زندگان بودند نفس واحده
در حجر نقش نگشته عایده

زندہ اجسام اس وقت نفوس واحدہ کی شکل میں تھے چنانچہ چٹانوں پر ان کی موجودگی کا نشان باقی نہ رہا۔

کرد برگیتی درین حالت مرور
نزد دانا سالیان صد کردر

اسی حالت میں زمین پر، سائنس دانوں کے نزدیک ایک ارب سال کا عرصہ گزر گیا۔

دورِ تخریبی و تعمیریِ جهان
چند باره دید بین این زمان

اِن زمانوں کے درمیاں دنیا کے اجڑنے اور بسنے کے کئی ادوار دیکھے گئے

آن دوم دورِ قدیمِ آخرین
دروے آثارِ حیاتِ اوّلین

قدیم دور کی دوسری تقسیم کے آخر میں ابتدائی زندگی کے آثار تھے۔

گر بخواہی طول آن دورِ زمان
شصت کرور آید حساب سالیان

اور اس زمانے کی مدت ساٹھ کروڑ سال تھی۔

برزمین این مدت بے انتہاء
دور فطرہ بود و عصر مضغہ ہا

اس زمین پر ایک غیر معینہ مدت تک فطرات اور مضغہ جات کا دور تھا (فطرات جمع فطرۃ، پانی کے اوپر پھیلنے والا سبزہ یعنی کائی، مضغہ: گوشت کا ٹکڑا (خونی لوتھڑا)۔

گفتہ اند اندر قدیم آخرین
دور ثلج آمد دوبارہ برزمین

کتابوں میں لکھا ہے کہ اس دور قدیم کے آخر میں دوبارہ زمین پر برف کا دور شروع ہو گیا

بین ہردو دورِ ثلجش در حساب
سالیان بیست لک باشد بیاب

برف باری کے ان دونوں زمانوں کے درمیان (معتدل دور کا) بیس لاکھ سال کا عرصہ گزر گیا۔

نیز آن دم کرد رب ذوالجلال
چند جادر ارض تعمیر جبال

نیز اس دور میں اللہ تعالیٰ نے زمین کے کچھ مقامات پر پہاڑ بھی پیدا فرما دیئے تھے۔

رفعت آنان نماند است این زمان
گشتہ از تخریب بے نام ونشان

اس دور میں ان کی بلندی کا کوئی نشان باقی نہیں رہا کیونکہ تخریب کی وجہ سے وہ مٹ چکے ہیں

آخرِ این دور آید درگمان
بودنِ انواع چند از کرمکان

سائنس دانوں کے خیالات کے مطابق، ممکن ہے کہ اسی دور کے آخر میں چند قسم کے کیڑے مکوڑے پیدا ہو چکے تھے۔

پس صخور دور ثالث رانگر
شد حیات الوسط نامش مشتہر

اب چٹانوں کے تیسرے دور کو دیکھیے جس کا نام حیات الوسط بھی مشہور ہے۔

نزد دانایان اسرار قدم
ہست بر ادوارِ شش این منقسم

قدیم دور کے اسرار و رموز سے واقفین نے اس دور کو مزید چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے

دریکم غیر از علق یا مُضغہا
نیست دیگر جاندارے برملا

پہلی قسم میں پانی کے کیڑے مکوڑے یا گوشت کے لوتھڑے کے علاوہ کسی اور جاندار کا یقینا وجود نہیں تھا۔

ہم زا سفنجی وقشری در اخیر
چندہا در بحرہا بینی نظیر

اس دور کے آخر میں پائے جانے والے جانورں کے خول اور سیپی نما (کھال) چھلکوں وغیرہ کی نشانیاں سمندورں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

بود قشر سخت و مرجان بعد ازان
اغلباً ملبوس اکثر زندگان

پھر اس کے بعد اکثر جانداروں کی کھالیں اور خول سخت ہو گئے۔

نیز در آغاز این عصرِ طوال
دید گیتی دور تعمیرِ جبال

نیز اس طویل زمانے کی ابتدا میں بھی زمین پر پہاڑوں کی تعمیر کا دور جاری رہا۔

تا اخیر دور ثانی برملا
داشت قشری درجہان عزّ وعلا

دور ثانی کے آخر تک یقیناً ان خول والے جانوروں کو بہت عروج حاصل ہو گیا تھا۔

شوکت قشری چوکم شد درجہان
عقرب آبی بجایش شد عیان

جب دنیا میں ان جانوروں کی تعداد کم پڑ گئی تو ان کی جگہ پانی والے بچھو ظاہر ہو گئے۔

از وجود عقرب وہم عنکبوت
دَر سواحل آن زمان یابی ثبوت

اس دور میں بچھوؤں اور مکڑیوں کے وجود کا ثبوت ساحلوں پر دیکھا جا سکتا ہے۔

آخر دوران ثالث دربحار
ہر طرف بودند نوع ذی فقار

تیسرے دور کے آخر میں سمندوروں میں ہر طرف ریڑھ کی ہڈیوں والے جانور پیدا ہو چکے تھے۔

صبح آغازش دوم دوران بدان
شاہد این شد محجر استخوان

ان جانوروں کی صبح کا آغاز تو دوسرے دور (کے بالکل آخر) میں ہو چکی تھی ہڈیاں اس بات پر شاہد ہیں (یعنی وہ ہڈیاں جو آہستہ آہستہ پتھروں میں تبدیل ہو گئیں)۔

آنکہ ازاین نوع اول رونماست
جانور کم استخوان بے دست وپاست

ہونے والے جانور اس قسم کے جانورں میں سے سب سے پہلے ظاہراً کم ہڈیوں والے اور بے دست و پا تھے۔

اندرین دوران ثالث ذوالجلال
باردیگر کرد تعمیر جبال

پھراس تیسرے دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا پر مزید پہاڑ پیدا کیے۔

در چہارم ضفدعی کرد ارتقا
امتیازش دم کشیدن ازہوا

چوتھے دور میں مینڈکوں نے ارتقا کیا اس کی امتیازی حیثیت ہوا میں سے سانس کھینچنے کی کیفیت تھی۔

اندرین دوران سماکِ جست زن
مشق میکر دند بہر تازہ فن

اسی دور میں پھدکنے والی مچھلیاں بھی اس نئے فن (پیراکی) کی مشق کرتی تھیں۔

کرد سوئے برنباتے ہم خروج
در بیابان حاصلش آمد عروج

اسی طرح نباتات نے بھی خشکی کا رخ کیا اور اسے بھی چٹیل میدانوں میں عروج نصیب ہوا

تخم شد ریشہ نمودہ ارتقا
وجہ آن ماحول وہم آب وہوا

بیج نے ریشے کی صورت اختیار کرتے ہوئے ترقی کی اور اس کی وجہ ماحول اور آب وہوا کی موافقت تھی۔

خضرت اندر پنجتن بسیار بود
دشت وساحل جملہ پر اشجار بود

پانچویں دور میں سبزہ بہت زیادہ ہو چکا تھا صحراء اور ساحل ہر جگہ درخت ہی درخت تھے

در کلانی چون درختِ آن زمان
این زمین دیگر نہ رویاند بدان

لمبائی کے اعتبار سے اُس دور کے درختوں جیسے پودے اور درخت اس زمین نے دوبارہ پیدا نہیں کیے۔

اکثر آنھا کنون گشتہ زغال
منکشف برمانمود ستند حال

ان میں سے اکثر اب جل کر کوئلہ ہو چکے ہیں۔سو ان کی اصل حالت کو ہم نہیں جان سکتے

در اخیرِ این چنین دوران خوب
رفت زیرِ ثلج کل نصف جنوب

اس جیسے بہترین دور کے آخر میں زمین کا پورا جنوبی حصہ زیر برف آ چکا تھا۔

تا جنوب ہند آثارش رسید
یک قیامت آن طرف آمد پدید

برصغیر کے جنوب تک اس کے آثار پہنچ گئے اور اس طرف ایک قیامت بپا ہو گئی

داشت این نصف شمالی حال زار
ز انخفاض وانتھاض باربار

بار بار کے انخفاض وانتہاض سے شمال کے اس نصف حصے کی حالت انتہائی خراب تھی

گر روی در معدنے باچشم وا
منکشف گرد د بتوا این ماجرا

اگر آپ بہ غور معدنیات کا مشاہدہ کریں تو آپ پر یہ ماجرا کھل سکے گا۔

نزد بعضے نوع زا حف بر زمین
آمد اندر پنجمین یا چار مین

بعض حضرات کے نزدیک رینگنے والے جانور اور ڈائنوسارز وغیرہ دنیا میں پانچویں یا چوتھے دور میں پیدا ہوئے۔

آخر دور ششم آمد وبال
کرد گیتی باز تعمیرِ جبال

چھٹے دور کے آخر میں پھر وبال آ گیا اور زمین پر پھر سے پہاڑوں کی تخلیق شروع ہوگئی۔

اے شدہ مسحور دہر بے ثبات
گر بخواہی مدت وسط الحیات

آپ تو دنیائے فانی کے ان ادوار سے مسحور ہو چکے ہیں وسط الحیات (زندگی حیات کے درمیانی زمانے) کی مدت آپ کو بتاؤں؟

در حساب سال مے گویم بتو
ہست پنجہ لک کروسی ودو

سوان ادوار کا عرصہ بتیس کروڑ پچاس لاکھ سال ہے۔

بعد ازین آید جدید اولین
پس صخور آن مجلد را بہ بین

اس کے بعد جدید دور کا آغاز ہوتا ہے چنانچہ ان مجلد چٹانوں کا مشاہدہ کریں۔

بر صخورش چونکہ فکر و غور شد
منقسم برسہ حصص آن دور شد

پھر اس دور کی چٹانوں پر غور و غوض کیا گیا تو اس دور کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا

در جدد گر بنگری از چشم جان
بس خبر یابی زحال زندگان

جی جان سے مشاہدہ کریں تو حیوانات کے بہت کچھ احوال آپ کو معلوم ہو سکتے ہیں۔

ہر یکے تاریخ پیشیں را ورق
پرز اجساد مجحر ہر طبق

ہر پتھر تاریخی کتاب کا ورق بنا ہوا ہے اسی کا ہر طبق (رنگ یا تہہ) پتھر کے تہہ در تہہ جسموں سے پر ہے۔

ذی فقار آن دم بہ معراج کمال
می رسند از حکم رب ذوالجلال

ریڑھ کی ہڈیوں والے تمام جانور اس دور میں اللہ کے حکم سے عروج کمال کو پہنچ چکے تھے

از صنوف حوت وانواع ضباب
ماجرا بینی باوراق کتاب

انواع واقسام کے حشرات اور مچھلیوں کے قصے آپ کتابوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

زاحفان ہولناک وزورمند
برزمین بودند آن دم سربلند

ہولناک اور طاقتور ڈائنوسارز اس وقت (گویا) زمین کے بادشاہ تھے۔

از وجود نوع طیر اندر جہان
در قشور اولش یابی نشان

ان چٹانوں کے پہلے طبقے (دور) میں زمین میں پرندوں کے وجود کے نشانات دیکھے جا سکتے ہیں۔

ارتقائے شان ز انواع زحاف
می توان دیدن بغیر اختلاف

اختلافات کے بغیر یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ان پرندوں نے رینگنے والے جانورں سے ارتقاء کیا۔

صورت ایشان نہ چون مرغان ما
بلکہ مثل زاحفان بدنما

ان کی شکلیں ہمارے پرندوں جیسی نہ تھیں بلکہ انھی بدصورت رینگنے والے جانورں کی طرح تھیں۔

برشجر آمد گل وغنچہ پدید
روئے گیتی یافت تزیین جدید

درختوں پر پھول اورکلیاں لگ گئیں اس طرح زمین نے ایک نئی آرائش پائی۔

در سوم حصہ طیور دَورِما
در جہان گشتند اول رونما

اس دور کے تیسرے حصے میں اولاً ہمارے زمانے کے پرندے رونما ہوئے

گرچہ آن دم بود دور زاحفان
چند ہا بینی نشانِ را ضعان

اگرچہ وہ رینگنے والے جانوروں کا دورتھا تاہم چندایک ممالیہ جانوروں کے نشان بھی ملتے ہیں۔

بین نسل مرضع ونوع ضباب
این قدیمان را چو جسرے کن حساب

ممالیہ جانوروں کی نسلوں اورحشرات کے درمیان ان پرانے جانوروں کوایک بڑے پل کی طرح سمجھیں۔

ختم شد این جاکتاب کوہسار
تا بہ سطرِ آخرِ دورِ چہار

یہاں یعنی چوتھے دور کے آخری کلمات کے ساتھ پہاڑوں کا تذکرہ انجام کوپہنچا۔

طول آن مدت چو خواہی برشمر
ہست پنجہ لک کرور اثنا عشر

اوراس چوتھے دورکی مدت کا دورانیہ بارہ کروڑ پچاس لاکھ سال ہے۔

گفتگو از دور پنجم انسب است
نام آن دور جدید الاقرب است

اب یہ پانچویں دور کی گفتگو ہے، جس کا نام ''قریبی جدید دور'' ہے۔

ہست این دوران کنون ہم در مرور
زان گزشتہ سالیان پنج کرور

یہ دوراب بھی مرور (گردش اور تبدیلی) میں ہے ان گزشتہ پانچ کروڑ سالوں میں سے

آخرین جلد تواریخ حجر
در صخور این مجلد کن نظر

پتھروں کی تاریخ کی آخری جلد دیکھنے کے لیے موجودہ مجلد چٹانوں کو دیکھئے۔

در قشور این بگردد رونما
نوع راضع چار پایان ودوپا

اس کے پتھروں اور چٹانوں کے مشاہدے سے چوپائے اور دوپائے (غیر از انسان) ممالیہ جانوروں کے نشان ملتے ہیں۔

نزد دانائے حکیم رنج کش
منقسم گشتست برادوارِ شش

ایک بلند پایہ سائنس دان کے نزدیک یہ زمانے چھ قسم کے ادوار میں تقسیم ہیں۔

اول آمد چارپا باشاخ ودُم
عصر آدم بود دورانِ ششم

پہلے دور میں سینگ اور دموں والے چوپائے ظاہر ہوئے جبکہ انسانوں کا زمانہ چھٹا دور ہے

قبل آدم سہ کرر ونیم سال
گفت دانا بود صبح دور حال

حضرت آدمؑ سے تین کروڑ پچاس لاکھ سال قبل کی حالت ایک سائنس دان نے بیان کی ہے۔

زانکہ اجدادِ دواب این زمان
رخ نمودند اولاً در این جہان

اس لیے کہ موجودہ چوپایوں اور مویشیوں کے آباواجداد اولاً اسی دور میں دنیا میں پیدا ہوئے

خواہد آمد چون بیان ہر یکے
اکتفا بہتر بود براند کے

چونکہ ان میں سے ہر ایک کا بیان آگے آرہا ہے لہٰذا اس مختصر سے تذکرے پر ہی اکتفا بہتر ہے۔

از ورق ہائے کتاب کوہسار
راز دَورا نِ کہن شد آشکار

پہاڑوں کی کتاب کے اوراق سے قدیم دور کا راز افشاء ہوتا ہے

مے کنم جہد ے کزان کہنہ کتاب
اخذ سازم مختصر لب لباب

میں کوشش کرونگا کہ اس پرانی کتاب (مراد پہاڑ) سے مختصر سالُب لُباب نکال کر پیش کر دوں۔

چون علق ہم مضغہ رفتند از زمیں
گشت مرجان وصدف این جامکین

جب گوشت کے لوتھڑے اور ٹکڑے بھی زمین سے رخصت ہو گئے تو سیپاں اور سچے موتی یہاں مقیم ہو گئے۔

بعد اصحاب صدف زاہل عظام
زندگانی یافت در گیتی نظام

ہڈی والوں میں سے سیپی والے جانوروں کے بعد زندگی نے زمین میں رہ کر نظام حیات اپنایا۔ (پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جانوروں کی ہڈیاں ابتداً کس طرح بنیں ان اشعار میں اسی طرف اشارہ ہے)۔

شرح این چون پیشتر کردم رقم
پس چرا تکرار لاحاصل کنم

چونکہ اس کی تشریح پہلے بیان کر چکا ہوں لہٰذا بلا وجہ دوبارہ کہنے سے گریز کرتا ہوں

اندرین دوران بے حد وحساب
روئے گیتی بس مبدل شد بیاب

اس طویل عرصہ کے دوران روئے زمین بہت زیادہ تبدیل ہوگئی۔

گاہ مے آمد زمانے ثلج وبرد
گاہ دور گرم بعد قرن سرد

کبھی دنیا میں ٹھنڈک اور برف باری پیدا ہو جاتی تھی تو کبھی سردی کے بعد وہ دوبارہ گرم تر ہو جاتی تھی۔

گاہ اکثر رفت خشکی زیر آب
گہ جبال افراختہ سر در سحاب

کبھی خشکی کا اکثر حصہ زیر آب آ جاتا تھا اور کبھی بلند پہاڑ بادلوں میں سر چھپاتے (یعنی پہاڑوں کی پیدائش کی طرف اشارہ ہے)

گہ زمین ما پر از شجار بود
رشک جنت تحتہا الانہار بود

کبھی ہماری یہ زمین درختوں اور سبزے سے بھر جاتی اور یوں رشک جنت بن جاتی جس کے نیچے نہریں جاری ہوتیں۔

موج نار آمد گہ از بطن زمین
سوخت اشجار از مواد آتشین

کبھی آگ کی موج اچانک زمین کے اندرونی حصے سے نکل کر اپنے آتشیں مواد کے ذریعے درختوں کو جلا کر راکھ کر دیتی (آتش فشاں لاوے پھوٹنے کی طرف اشارہ ہے)۔

گہ زمان گرم مے آید چنان
زندگان بودند واویلا کنان

کبھی اس قدر گرمی کا زمانہ آتا کہ حیوانات میں شور اور واویلا مچ جاتا۔

گفتہ انداز اہل حکمت اند کے
زانکہ زینسان نیست رائی جملگی

کچھ دانشوروں کا خیال یہ بھی ہے تاہم تمام حکماء کی رائے یہ نہیں ہے۔

فوج فوج ماہیان گشتہ ہلاک
ساختند از بہر ماازتیل خاک

مچھلیوں کی فوج در فوج کی اموات نے ہمارے لیے مٹی کا تیل پیدا کیا۔

فی الحقیقت لفظ باشد معدنے
نے ز شحم ماہیان در مدفنے

درحقیقت یہ لفظ (بات) معدنی ذخائر سے تعبیر ہونا چاہیے کیونکہ زمین میں مچھلیوں کی چربی مدفون نہیں ہے (کہ جس کی وجہ سے تیل برآمد ہوسکے)

آن زمان ہم منطقات ارض ما
داشتند آب وہوا از ہم جدا

اس دور میں بھی ہماری زمین کی منطقوں کے آب وہوا ایک دوسرے سے جدا اور مختلف ہی ہوتی تھی۔

زان سبب در ہر یکے از جاندار
نوعہائے مختلف شد آشکار

اسی وجہ سے کئی قسم کے جانوروں کی نسلیں مختلف شکل وصورت میں پیدا ہوتی تھیں۔

بہر زندہ اندران دور زَمَن
صعب گشتے چوں اقامت در وطن

دنیا کے اس دور میں حیوانات کے لیے ایک جگہ رہنا تو انتہائی مشکل ہو چکا تھا

مے شدند اکثر زبد حالی تباہ
از قضائے حق کجا باشد پناہ

اکثر تو بدحالی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بچ کر کہاں پناہ مل سکتی ہے۔

آنکہ شد باحالت نو آشنا
ماندے محفوظ از چنگ فنا

جو جانور نئی حالت (یعنی تبدیلیٔ آب وہوا) سے آگاہ ہو جاتا تو وہ موت کے چنگل سے بھی بچ جاتا۔

کس نمودے زان وطن شد الرحال
سوائے اقلیمے کہ خوش می یافت حال

اگر کوئی جگہ ان کی زندگی سے مطابقت نہ رکھتی۔ تو وہ ایسے علاقے کی طرف چلے جاتے جو ان کے رہنے کے لیے موزوں ہوتا۔

ہر زمان تبدیلی آب وہوا
کرد ظاہر اختلاف نوعہا

ہر دور میں آب ہوا کی تبدیلی نے انواع میں اختلاف اور تبدیلی دکھائی ہے۔

ذکر تبدیلی چو آمد درمیان
شرح آن باید نماند در نہان

جب تبدیلی کا ذکر درمیان میں آ ہی گیا تو اس کی تشریح بھی پوشیدہ نہیں رکھنی چاہیے۔

از چہ رو آید درین دنیا پدید
اعتدال وگرمی وبرد شدید

موسم میں اعتدال اور گرمی وسردی آخر کس وجہ سے دنیا میں ظاہر ہوتی ہے۔

این نہ ذکر گرمیٔ گرمائے ماست
نے بیان سردیٔ سرمائے ماست

یہ ہمارے موسم گرما کی گرمی یا موسم سرما کی سردی کا ذکر نہیں ہے۔

بلکہ درادوارِ این دار فنا
دور گرم وسرد گرد درونما

بلکہ اس دنیا کے ادوار میں گرمی اور سردی کا موسم (ابتدا سے ہی) رونما ہوتا رہا ہے۔

گفتمت پیشینہ حالات جہان
اینک از تبرید وتسخینش بخوان

میں نے دنیا کے ابتدائی حالات بیان کیے ہیں (اس تبدیلیٔ احوال کو) زمین کے ٹھنڈے اور گرم ہونے کی وجہ سمجھ لیں۔

نزد دانایان مدارارض ما
شکل دارد بیضوی از ابتدا

حکماء کے نزدیک ابتداء سے ہی ہماری زمین کا مدار بیضوی ہے

شمس اندر بورہ اش دارد قرار
نیست یکسان بعدش ازخط مدار

سورج زمین کے نقطۂ ماسکہ میں ٹھہرا ہوا ہے اور خط مدار سے اس کا فاصلہ یکساں نہیں ہوتا

گاہ گاہے این مدار دنیوی
میشود زاید زعادت بیضوی

بیضوی ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی اس زمین کا سورج سے فاصلہ زیادہ ہوجاتا ہے

گہ مدور تر شود راہ زمین
این دورا ازجذب سیارات بین

کبھی زمین کا مدار بہت زیادہ بیضوی ہوجاتا ہےاور مذکورہ دونوں کی وجہ سیاروں کی کشش ثقل ہے۔

گرمُدّ ورشد مد ار ارض ما
معتدل تر مے شود آب وہوا

اگر مدارِارض گولائی میں ہوتو آب وہوا معتدل رہتی ہے

لیک در دور مدار بیضوی
مے شود بازو برودت را قوی

لیکن بیضوی مدار کے دور میں (یعنی جب زمین کا فاصلہ سورج سے دور ہوجاتا ہےتو) دوبارہ سردی میں اضافہ ہوجاتا ہے

گفتن از وجہ دوم اینک سزد
قولِ خوبِ اہلِ تحقیق وخرد

دوسری بات (یعنی موسموں کی تعداد) کی وجہ ابھی بیان کیے دیتا ہوں جو کہ ماہر سائنس دانوں کی رائے ہے۔

زاویہ سازدچو محور بامدار
از ہمان درسال موسم شد چہار

کہ جب محوراور مدار آپس میں ایک خاص زاویہ بناتے ہیں تو اسی وجہ سے سال میں چار موسم پیدا ہوتے ہیں۔

میکند این زاویہ اندر جہان
اقتصارو طولِ روزان وشبان

یہ زاویہ ہی زمین میں دن اور رات کے چھوٹے اور لمبے ہونے کا سبب ہے

اختلاف موسمی یابد وجوب
از ہمین اندر شمال ودرجنوب

شمال اور جنوب میں موسموں کے فرق کا سبب بھی اس کے سوا کوئی اور نہیں

درجہ اش رانیست دائم یک قرار
گہ بود بست ودوگہ بست وچہار

اس کا درجہ حرارت بھی ہمیشہ برقرار نہیں رہتا سو کبھی بائیس تو کبھی چوبیس ہو جاتا ہے

گاہ از بست وچہار این پیشتر
بگذرد پنجہ دقیقہ بیشتر

کبھی تو چوبیس سے بھی گزر کر اس سے پچاس سیکنڈ زیادہ ہو جاتا ہے

ہست اکنون کمتر از بست وچہار
درجہ اش پنجہ دقیقہ یاد دار

یاد رکھیں اب اس کا درجہ یعنی (سورج کے گردش کرتے ہوئے۔ اس کا زاویہ ۵۰۔ ۲۴ درجہ سے کم ہے (درحقیقت یہ زاویہ ۲ / ۱ / ۲۳ درجہ ہے۔ جو ہمیشہ یکساں رہتا ہے)۔

اقترانش گفتہ اند اہل کمال
درہوائے ارض آرد اعتدال

سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ سورج سے نزدیکی زمین کی آب وہوا میں اعتدال کا موجب بنتا ہے۔

لیک تفرتجش پر از رنج وبلاست
زانکہ بردِ سخت را این راہنماست

لیکن اس کی کشادگی (یعنی زاویہ کا زیادہ فاصلہ) تکالیف اور پریشانیاں لاتی ہے کیونکہ اس طرح ہونے سے سخت سردی ہو جاتی ہے۔

وجہ ثالث گردشِ قطبِ زمین

گرچہ مشکل تر بود تشریح این

تیسری وجہ قطب زمین کی گردش ہے اگرچہ اس کی تشریح انتہائی مشکل ہے۔

نقطۂ قطبِ شمال این جہان

گرد شے دارد چو راسِ دو کدان

اس زمین کے قطب شمالی کا نقطہ دو پیالوں کے کناروں کی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔

بعد بست وپنج ہزار ازسالہا

مے کشد یک دائرہ اندر سما

یوں پچیس ہزار سال کے بعد یہ آسمان میں ایک (مکمل) دائرہ کھینچ لیتا ہے

ہم ازین تبدیلی سمت شمال

این زمین رامے شود تبدیل حال

اسی سمت شمال (قطب شمالی) کی تبدیلی سے زمین کی حالت میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے

وجہ چارم را تو دردنیا بجو

حل این عقدہ نمایم بہر تو

اور چوتھی وجہ کو دنیا ہی میں تلاش کیجیے تا کہ اس عقدے کا حل آپ کو دکھا دوں۔

از ہمان دوران کہ برارض بسیط

سرد تر شد آب در بحر محیط

اسی دور میں کہ جب اس وسیع زمین پر سمندروں کا پانی یخ ٹھنڈا ہو گیا تھا

گرمی بطنش نیند ازد اثر
بر ہوائے سطح این تفتہ جگر

تو زمین کے اندر کی گرمی اس کی ٹھنڈی سطح پر اثر انداز نہ ہوئی۔

لیک گاہ از جوشش قلب مذاب
سرزند تنجید برقشر تراب

لیکن کبھی کبھی زمین کے اندرونی جوش سے اس کی سطح پر پہاڑیاں پیدا ہو جاتیں۔

ارض چون اثقال را بیرون دمد
برزمین کہسار نو پید اکند

زمین جب اپنے بوجھ کو باہر نکال دیتی ہے تو اس وجہ سے زمین پر نئے پہاڑ پیدا ہوتے ہیں

نیز کرد ستم بتو زین پیش عرض
انقباض آرد شکن بروئ ارض

نیز میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا کہ اسی وجہ سے زمین پر جھریاں (یعنی شکنیں) پیدا ہوتی ہیں۔

در زمانِ کوہسارانِ کلان
خشک گردد بیشتر سطح جہان

بڑے بڑے پہاڑوں کے بننے کے زمانوں کے درمیان زیادہ تر سطحِ زمین خشک ہو جاتی ہے۔

زانکہ زاید مے شود عمق بحار
کم شود پہنائے سطحش آشکار

اس لیے کہ سمندروں کی گہرائیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور سطح کے پھیلاؤ میں کمی واقع ہوتی ہے۔

نیز ثلج دائمی بر کوہسار
آب را کمتر کند اندر بحار

نیز برف پوش پہاڑوں کی دائمی برف باری بھی سمندروں کے پانی میں کمی واقع کرتی ہے۔

کم شود تبخیر وکم گرد ومطر

درجہان آید برودت سر بسر

بارش میں اور زمین میں گڑھے بننے میں بھی کمی ہو جاتی۔ اور دنیا میں سخت سردی کا موسم شروع ہو جاتا ہے

کوہ چون سر برکشد سوئے سما

برسرِ وے کم بود بار ہوا

پہاڑ جب آسمان کی طرف سر اٹھاتا ہے تو اس کی چوٹی پہ ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔

بابرودت مے دہد این ہم مدد

ثلج پا از حد خود بیرون نہد

یہ بھی موسم کی ٹھنڈک میں مدد دیتا ہے اور برف اپنی حدود سے باہر قدم رکھ دیتی ہے۔

دور بَردِ سخت وکہسار کلان

دور تجفیف جہان باشد بدان

سخت سردی کا موسم اور بڑے بڑے پہاڑوں کی تخلیق کا دور ہی زمین کے خشک ہونے کا دور تھا

ہمچناں ہر رود از کہسارہا

مے برداز از سنگ وخاک انبارہا

اسی طرح تیز وتند سیلابوں کا ہر ریلا اپنے ساتھ پہاڑوں سے پتھر اور مٹی کے انبار لے جاتا ہے

جمع گردد خاک درقعر بحار

پست تر گرد دبہ ہر جا کوہسار

یہ مٹی وغیرہ سمندروں کی گہرائی میں جمع ہو جاتی اور یوں جگہ جگہ پہاڑوں کی بلندی کم سے کم تر ہوتی رہتی ہے۔

کم شود گردر زمین عمق بحور
دور استنقاع را باشد ظہور

اگرزمین پر سمندورں کی گہرائی میں کمی آتی ہےتو اسطرح زمین پر تری کا دورظہور میں آتا ہے۔

در چنین دوران اگر بطن مذاب
کرد تنجید زمین در زیر آب

اسطرح کے دور میں اگرزمین کے اندورونی حصے کا، پگھلا مادہ باہر نکل آتا ہے،تو زیرِآب زمین اونچی ہوجاتی ہے۔

بحر از ساحل نہد بیرون قدم
بیشتر گردد تری وخشک کم

سمندر ساحلوں سے باہر نکلتا ہے، خشکی کا حصہ کم اورتری کا زیادہ ہوجاتا ہے۔

پس بدان دنیا ازین اسباب چار
گہ شودیخ بند وباردگاہ حار

پس یادرکھیے کہ دنیاانہی چاراسباب سے کبھی سرد ہوکر یخ بستہ اورکبھی گرم ترین ہوجاتی ہے

این وجوہ اربعہ دریک زمان
بابرودت ارشوندھم داستان

یہ چاروں وجوہ اگرایک ہی دور میں اکھٹے ہوجائیں تو بے پناہ سردی کا سبب بنیں گے۔

برف از قطبین گردد رھگرا
مے کشد لشکر بہ سمتِ استوا

قطب شمالی اورقطب جنوبی سے برف سفراختیار کرتی ہے۔اورخط استوا کی سمت اپنالشکر پھیلاتی ہے

حملہ آرد برجہان دیو ممات
صید او گردند انواع حیات

موت کا دیو دنیا پر حملہ کر دیتا ہے اور حیوانات کی کئی اقسام اس کا شکار ہو جاتی ہیں۔

گر شود تفریق مابین وجوہ
زندگی راکم نمیگردد شکوہ

اگر ان چاروں وجوہات میں فرق آ جائے تو زندگی کو بہت کم نقصان پہنچاتی ہیں۔

این سبب ہا راکند یزدان شناس
چون سلاح اندریدِ ایزد قیاس

ان اسباب کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے یوں سمجھ لیں کہ گویا یہ دست ایزدی کا اسلحہ ہے

آن کہ بے حد عالم آبادان کند
سہل باشد گریکے ویران کند

وہ ذات جو لاتعداد جہانوں کو آباد کرتی ہے اس کے لیے کوئی مشکل نہیں کہ کسی ایک دنیا کو ویران کر دے۔

لیک مے بینیم ما ایں ماجرا
درجہان تبدیلئ آب وھوا

لیکن ہمیں تو یہ ماجرا نظر آتا ہے کہ دنیا میں آب و ہوا تبدیل ہوتی ہے۔

گرچہ در اول بود دیو فنا
ہست اندر آخرش جام بقا

اگر چہ یہ تبدیلی ابتداً ایک بہت بڑی آفت ہوتی ہے لیکن اس کا آخری حصہ آب حیات کا پیالہ ہوتا ہے۔

نکتہ مرغوب گویم دار یاد
بیت مولانائے رومی پاک زاد

مولانا رومؒ کے ایک شعر میں مذکور بہترین نکتہ پیش کرتا ہوں اسے یاد رکھیے۔

هر بنائے کهنه کا بادان کنند
اولین بنیاد را ویران کنند

جس بھی پرانی عمارت کولوگ آباد کرتے ہیں سب سے پہلے اس کی بنیادوں کو ویران کر دیتے ہیں۔

مکتب ما بود این روئے زمین
اوستاد ماخدائے عالمین

ہمارا مدرسہ اور مکتب یہ روئے زمین ہے اور ہمارا معلم اللہ رب العلمین ہے۔

گرمی وسردی به دوران زمان
بود بهر امتحان زندگان

دنیا کے زمانوں میں گرمی اور سردی جانداروں کے لیے آزمائش ہوتی ہے۔

آنکه شد ناکام در دنیا نماند
همچو گرد از سطح خوددهرش فشاند

جو آزمائش پر پورا نہ اترا دنیا سے معدوم ہو گیا جیسے زمانہ زمین کی سطح سے گرد کو جھاڑ دیتا ہے

حکم کن داد ست خلاق زمین
تو وجوہِ ناشدن درخود به بین

خالقِ کائنات نے حکم ''کن'' فرمایا آپ اپنے وجود میں ہی فنا کا نشان (اور وجہ) دیکھ سکتے ہیں

من نوشتم هر چه دیدم درکتاب
ورد من والله اعلم بالصواب

میں نے جو کچھ کتابوں میں دیکھا رقم کر دیا۔ میرا تو یہی وظیفہ ہے کہ واللہ اعلم بالصواب اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والے ہیں کہ سچ اور درست کیا ہے۔

فصل نہم

درظہوردواب ذات الثدی ماشی علی الاربع وارتقائے شان بہ اوج عروج وتخلیق جبال جدیدوارتقائے انواع ذات الثدی تااختتام ادوارالثلوج

دودھ دینے والے چوپائے جانوروں کاظہوراور بلندیوں کی انتہاؤں تک ان کاعروج، نئے پہاڑوں کی تخلیق، ممالیہ جانوروں کاارتقاءاورادوارالثلوج (برف باری اور سخت سردی) کے اختتام تک کے متعلق بحث

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط

ترجمہ: اورزمین میں جتنے جانور چلتے ہیں، اور جتنے پرندے اپنے پروں سے اڑتے ہیں، وہ سب مخلوقات کی تم جیسی ہی اصناف ہیں۔ (سورۃ الانعام، آیت: ۳۸، پارہ نمبر ۷)

سر گزشتِ دور ماضی نو بنو
گویم از ماشی علی الاربع شنو

ماضی کی سرگذشت بتدریج آپ سے بیان کرتا ہوں اب چوپایوں کی کہانی سنیئے

قبل از ذات الثدی برچار پا
ہست ثابت مشی بعضے اژدہا

ممالیہ جانوروں سے قبل بعض اژدھوں کا چار پاؤں پر چلنا ثابت ہے (یعنی ڈائنوسارز وغیرہ مراد ہیں)

بہرِ آسانی ولاکن درکتاب
چار پا ذات الثدی راشد خطاب

آسانی کے لیےاس کتاب میں میں ممالیہ (دودھ دینے والے جانور) کو چوپایہ سے تعبیر کروں گا۔

این زمین کہنہ از تیغ خلاف
کرد قتل عام انواع زحاف

اس پرانی زمین نے اختلافات کی تلوار سے زاحفین کا قتل عام کیا (زاحفین جمع زاحف ـــــ یعنی پیٹ کے بل چلنے والے جانور)

گشت چون فارغ ز دفع طالحان
باب نو بکشاد بہر صالحان

جب یہ زمین سستی کرنے والے جانوروں سے خالی ہوگئی تو باصلاحیت جانوروں کے لیے اس نے دروازے کھول دیے۔

حال سطح ارض آن دوران نگر
تاشوی از حال دنیا باخبر

اس دور کی سطح زمین کی حالت دیکھئے تاکہ آپ دنیا کے حالات سے باخبر ہوسکیں

در زمین ہر سو فراواں بیشہ بود
زندگی بے خوف وبے اندیشہ بود

زمین میں ہر طرف جنگلوں کی بہتات تھی اور زندگی کے لیے کوئی خوف وخطر نہیں تھا۔

کوہساران پست واز ھم دور دور
درہوا مے بود طیران طیور

پہاڑ پست اور ایک دوسرے سے دُور تھے اور فضا میں پرندے اڑتے رہتے تھے۔

سربسر اقطاع عالم سبزہ زار
فصل ہر موسم چو ایام بہار

زمین کے تمام تر خطے سرسبز وشاداب تھے اور ہر موسم کی فصلیں موسمِ بہار جیسی تھیں۔

برف را در قطب ہم نامے نبو د
از عیون بودند جاری آب رود

قطب شمالی میں بھی برف کا نام تک نہ تھا چشموں سے ہر وقت پانی جاری رہتا تھا۔

چارپایان صغیر وہم کلان
مختلف از نوعہائی این زمان

چھوٹے اور بڑے چوپائے تھے جو اِس دور کے مویشیوں سے مختلف تھے۔

درمیان بیشہ سر افراشتند
خلق کامل خویش را انگاشتند

جنگلات کے درمیان انھوں نے زندگی گزاری اور اپنی تخلیق کو وہ کامل تخلیق سمجھنے لگے

شکل این ماشی علی الاربع زسر
مختلف بود از ضباب پیشتر

ان چوپایوں کی شکلیں پہلے زمانے کے جانوروں سے یکسر مختلف تھیں

بود موزون بطن ایشان وذنب
موئی درتن دفع سردی را سبب

ان کے پیٹ اور دُم میں متناسب اور موزوں تھیں سردی سے بچاؤ کے لیے ان کے جسم پر بال تھے

دل کہ خونِ جسم صاف از جہدِ اوست
شاہ اعضائے تن حیوان ہموست

دل جو کہ جسم کا خون صاف کرتا ہے جانوروں کے جسم میں تمام اعضاء کا سردار بھی وہی ہے۔

مرتقی گردید اندر چار پاء
کرد این صالح ترش از اژدھا

چار پاء جانوروں نے ترقی کی اور اژدہا سے بہتر صورت اختیار کی

صاف تر گردید اندر جسم خون
نیز آزاد از اثر ہائے برون

خون جسم میں صاف ہوتا رہا، نیز باہر کے موذی اثرات سے محفوظ رہا۔

مغز او شد بیشتر از زاحفان
برد سبقت زین سبب از سابقان

زاحفین کی نسبت ان کا دماغ بڑھ گیا اسی وجہ سے پہلے جانوروں پر یہ سبقت لے گیا

بیضہ دادن بود کار اژدہا
حمل شد تخصیص راضع چارپا

انڈے دینا اژدھوں (مراد حشرات) کا کام تھا حمل ٹھہرنا ان ممالیہ چوپایوں کی خصوصیت بنا

برزمین در آخر وسط الحیات
چار پا یک چند غیر مرضعات

زمین پر وسط حیات کے آخری دور میں دودھ دینے والے ممالیہ کے علاوہ (یعنی انڈے دینے والے): چوپائے چند ایک ہی تھے۔

بایضان ذات الکیوس ودیگران
آشنا بودند باحال جہان

جیبوں والے اور دیگر انڈے دینے والے جانور دنیا کے بدلتے احوال سے آگاہ تھے۔ (جیبوں والے) یعنی انڈے دینے والے جانور اور وہ جانور جن کے سینے پہ تھیلی (جیب) بنی ہوتی تھی (یعنی کنگرو کی) اور اس میں وہ بچوں کی پرورش کرتے تھے

بعد دورے اشتداد اندر ہوا
گشت چون برسطح دنیا رونما

ایک عرصے کے بعد جب دنیا میں آب وہوا نے شدت اختیار کی۔

نوع صالحتر بہ میدان زد قدم
کہنگانِ رفتند در کتم عدم

زیادہ صلاحیت کے حامل جانداروں نے دنیا میں قدم رکھا پرانے جاندار فنا کی طرف کوچ کر گئے

دشمنان هم بیشتر کردند تاخت
ہر یکے از بیضہ طعمِ خویش ساخت

دشمنوں نے بھی بہت زیادہ حملے کیے ہر ایک دشمن نے ان کے انڈوں کو لقمہ بنالیا۔

زین سبب در خطہ بالا وپست
دابہ بیضہ فگن در کوہ ودشت

اسی وجہ سے اونچی نیچی زمین میں انڈے دینے والے جانور پہاڑوں اور صحراؤں میں جا بسے۔

اکثرش رفت از جہان گشتہ فنا
زانکہ داد ازدست سامان بقا

ان میں سے اکثر تو دنیا سے ہی اٹھ گئے کیونکہ انھوں نے بقاء کی جنگ ہار دی تھی۔

آنکہ در جائے امان بیضہ نہاد
نسل او بینی بہ گیتی ہست شاد

جس نے پر امن اور محفوظ جگہ میں انڈے دیئے اس کی نسلیں آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں خوشی سے رہ رہی ہیں۔

نیز آن نوعے کہ اندر جسم او
بیضہ اش محفوظ بودے ازعدو

نیز وہ جانور کہ جن کے جسموں (کی تھیلیوں) میں انڈے محفوظ تھے

آشنائے کرد باآب وہوا
در جہان گشتند آنان مقتدا

انھوں نے ماحول اور آب وہوا سے آشنائی حاصل کی اور دنیا میں وہ سردار بنے

نوع ذات الکیس آمد برکمال
آنکہ انگلیش بگفت مرسوپیال

تھیلیوں والے جانوروں نے عروج حاصل کیا جنھیں انگلش میں سوپیال کہا جاتا ہے

چون بہ راہ ارتقائے جاودان
رفت نوعش سست تر ازدیگران

جب اس قسم کے جانور بھی ہمیشہ کے ارتقاء سے دوسرے جانوروں کی نسبت سست پڑ گئے

گشت او نابود در اقطاع بر
در جزائر ماند پنہان مستتر

تو خشکی کے قطعات سے ان کا نشان مٹ گیا اور صرف جزیروں میں جا کر چھپ رہے

بعدذات الکیس دیگر چار پا
یافتند اندر زمین عز وعلا

ان تھیلوں والے جانوروں کے بعد دیگر چوپایوں نے زمین میں سربلندی پائی

از کجا این چارپایان آمدند
از چہ سو این تازہ مہمان آمدند

یہ چوپائے کہاں سے آئے؟ یہ نئے مہمان آخر کس طرح پیدا ہوئے

نیست در این عالمان را اتفاق
ہر یکے را برد لیلی ارتفاق

اس بات میں سائنس دانوں کا اتفاق نہیں ہوسکا ہر سائنس دان مختلف دلیلوں کا سہارا لیتا ہے

مے نویسم درکتابِ خود ھمان
آنچہ اغلب تر بیا مد در گمان

میں اپنی کتاب میں وہی کچھ لکھتا ہوں کہ جو میرے غالب گمان میں آتا ہے۔

نزد دانیان اسرار ودواب
اصل اینان است بیشک از ضباب

جانوروں کے علم کے ماہرین کے مطابق ان کی اصلیت گوہ (گرگٹ) سے ہے۔

ارتقائی زاحف از صنفدعی
طائر و ماشی ززاحف مرتقی

پیٹ کے بل چلنے والے جانور کی ارتقائی صورت مینڈک سے ہوئی۔اور پرندے اور چوپائے پیٹ کے بل چلنے والوں کی ارتقائی شکل ہیں۔

در زمین مابہ ہر دورِ زمان
داشت نوعی برتری از دیگران

ہماری زمین میں زمانے کے ہر دور میں ایک سے ایک برتر قسم کے جانور موجود ہوتے تھے۔

نوعِ صالح صاحب ِ عزم و ثبات
جرعہا نوشیدہ از آبِ حیات

اچھی نسل والے جانوروں نے زندگی کے قطروں سے دوام اور پائیداری حاصل کی ہے۔

آشنائی کردہ بادَورانِ خویش
درقدو قامت کلان گشتند بیش

اپنے دور کے ساتھ مطابقت کر کے قدوقامت میں بہت بڑے ہو گئے۔

بودبا نوعے کہ دوران در عتاب
زیست دریک گوشہ باحالِ خراب

ایک قسم ایسی تھی کہ جو زمانے کی مصیبتوں سے دوچار ہو کر ایک کونے میں کمزور حالت میں زندگی گزارتی رہی۔

قامت او پست در تعداد کم
از زبردستان به کنجے کردہ رم

ان کا قد چھوٹا ہوتا تھا اور ان کی تعداد بھی قلیل رہ گئی تھی کیونکہ وہ اپنے سے قوی تر جانوروں سے بھاگ کر کسی گوشے میں زندگی بسر کرنے لگے۔

ارتقا کردے بیک طرزِ دگر
یا بہ اعضا یا درون قلب و جگر

ان کا ارتقاء ایک دوسرے طریقے سے ہوتا رہا۔ یعنی وہ یا تو اعضاء کے لحاظ سے ترقی کرنے لگے اور یا ان کی اندرونی صورت ترقی پاتی رہی۔

چُون مبدل گشت احوالِ جہان
گشت مشکل زیستن برزندگان

جب زمین کے حالات تبدیل ہوگئے تو زندوں کے لئے زندہ رہنا مشکل ہوگیا۔

آنکہ نوعش بیش و پیشا بیش بود
زیر حالاتِ دگر دلریش بود

وہ جانور جن کی قسم تعداد میں بڑھنے لگی تو وہ دوسرے حالات سے مشکل میں پھنس گئے۔

آشنا گشتن بہ حالات جدید
بود بہرِ او زبس صعب و شدید

حالات جدید سے مطابقت پیدا کرنی ان کے لئے بہت ہی تکلیف کا باعث بن گیا۔ (گویا زندگی مشکل ہوگئی)

زان سبب ہاباختہ تاب و توان
اکثرِ آن نوع گردد بے نشان

ان وجوہات کی بنا پر انہوں نے اپنی طاقت کھودی اور ایسی قسم کے اکثر جانور ناپید ہوگئے۔

نوع دیگر آن کہ باحالِ زبون
زیست دریک گوشہ مخفی تاکنون

دوسرے قسم وہ ہے کہ وہ بری حالت میں ایک گوشے میں اب تک چھپے رہ گئے۔

آمد اندر بزم و دورانِ زَمَن
داد او راجا بہ صدرِ انجمن

پھر زمانے کی رفتار کے دوران ایک اورنوع محفل میں نمودار ہوجاتی ہے جس کو اعلیٰ مقام حاصل ہوجاتا ہے۔

در مثالِ این شنواز مرضعات
تابدانی سرِ انواعِ حیات

ان کی مثال کے طور پر ممالیہ جانوروں کے بارے میں سنیئے تاکہ تمہیں زندگی کے رازوں سے واقفیت ہوسکے۔

زیستند اجداد نوعِ چارپا
در زمین مابہ عصرِ اژدہا

چوپایوں کے آباؤ اجداد ہماری زمین میں اژدھا کے دور میں رہتے تھے۔

لیک چون کرمان در دورانِ حال
زیر پائے نوعِ دیگر پائمال

لیکن جب کیڑے مکوڑے اپنی چھوٹی قامت کی بنا پر دوسروں کے پاؤں کے نیچے کچلے جانے لگے۔

جائی ایشان در زمین سوراخ بُود
یا بہ بالائے درخت و شاخ بُود

توانہوں نے یا تو زمین کے نیچے سوراخ میں جگہ بنائی اور یا اونچے درختوں کی شاخوں کو ٹھکانہ بنایا۔(یعنی اس کے سوا ان کی زندگی کی بقاء کی کوئی صورت باقی نہ رہی)

نیمۂ در قد برابر باسگان
دیگران چوں موش یا کمترازان

ان میں سے ادھوں کا قد کتوں جتنا ہوگیا اور باقی کا قد چوھوں کے برابر یا اس سے بھی کم ہوا۔

اشتداد آمد چودرآب و ہوا
کرد اکثر نوع زاحف رافنا

جب آب و ہوا میں شدت پیدا ہوتی گئی تو پیٹ کے بل چلنے والے اکثر جانور رفنا ہو گئے۔

سارقانِ بیضہِ اندر قتل شان
متحد بودند با دورِ زمان

پھر انڈے چُرانے والے ایک دور میں ان کے قتل کے درپے ہو گئے۔ (یعنی ان کے انڈے کھانے کے بعد خود ان کا بھی شکار کرنے لگے)

از برودت چار پایان را عہون
کرد بے پروا بہ سوراخ اندرون

سردی سے چو پایوں کے اُون نے ان کو سوراخوں میں آسودگی دی۔

چُون دوبارہ ارض رنگِ نوگزید
چارپا از مکمنش بیرون دوید

جب دوبارہ زمین نے ایک نیا رنگ اختیار کیا تو چوپائے اپنے مقام سے باہر آنے لگے۔

گشت چُون باحالِ دوران آشنا
زندگان گردند باوے اقتدا

جب وہ ماحول سے واقف ہو گئے تو زندگی میں ترقی کر کے آگے نکل گئے۔

چارپا یانے کہ مے بینی کنون
منتخب ہستندز انواعِ فزون

جو چوپائے تجھے اس وقت نظر آتے ہیں یہ مختلف کئی قسموں سے منتخب شدہ ہے۔

رفتہ بسیار اند نوعِ چارپا
در تنازع للبقا از ارضِ ما

جانوروں کی کئی قسمیں بقاء کی جدوجہد میں ہماری زمین سے غائب ہوچکی ہے۔

چار پایانِ کلان سہمگین
قرن ہا بُودند درگیتی مکین

بڑے بڑے اورخوفناک چوپائے (جانور) بہت زمانوں تک دنیا میں موجود تھے۔

صورتِ آنہا شدے وجہ ہراس
شکل شان آید بمیزانِ قیاس

جن کی صورت ہراس (خوف) کی وجہ بنتی تھی اور اُن کی شکل صرف ہمارے تصور میں رہ گئی۔

ہمچو آن حیوان کہ درخواب و خیال
دید درعیلام یک شب دانیال

وہ اس جانور کی مانند ہو گئے جو کسی زمانے میں دریائے عیلام کے کنارے دانیال علیہ السلام کو دورانِ خواب نظر آیا تھا۔(عیلام ایران میں ایک دریا کا نام ہے)

بعد دَورانِ زحاف اندر جہان
چُون بسرشد دو کروراز سالیان

رینگنے والے جانوروں کے بعد جب دو کروڑ سال گذر گئے۔

ارض شد آباد پر از زندگان
بیشہ ہا بودند ہرسو بیکران

تو زمین پھر زندگی سے آباد ہوگئی اور ہر طرف جنگل نظر آنے لگے۔

ناگہاں درقلب دنیائے خموش
ارتعاشے کرد نار آمد بجوش

اچانک خاموش دنیا میں جنبش پیدا ہوگئی اور ہر طرف جنگل نظر آنے لگے۔

جابجا قشرِ زمین رابر درید
آتش سیّال بربالا جہید

جگہ جگہ سطح زمین میں شق پڑگئی اور لاوا (سیال مادہ) اُبلنے لگا۔

موج موجِ آتش آمد درجہان
دہر زد شبخون بر پروردگان

آگ موج در موج دنیا میں بہنے لگی اور زمانے نے زمین کے اوپر رہنے والوں پر شبخون مارا۔

از زلازل گشت دنیا بے قرار
زندگاں رابُود حالت خوار و زار

زلزلوں سے دنیا میں بے قراری پھیل گئی اور زندہ چیزوں کی حالت ابتر ہوگئی۔

مرتفع شد سطحِ گیتی جابجا
بحرہا برگشت و برہا بحر ہا

سطح زمین میں نشیب وفراز پیدا ہوئی، سمندر خشکی میں بدل گئے اور خشکی سمندر میں۔

تومگو ہر قطرۂ بحرے کہ بُود
خشک گشت و رقبۂ برّی فزود

یوں نہ سمجھئے کہ سمندروں کا ایک ایک قطرہ خشک ہونے سے خشکی کا رقبہ بڑھ گیا۔

درجہان افزون شدن خشکی زآب
فی الحقیقت ہست ناممکن بیاب

دنیا میں خشکی کا رقبہ سمندروں سے زیادہ ہونا درحقیقت ناممکن ہے۔

گرشود ہموار کل سطحِ زمین
جملہ زیرِ آب ماند بالیقین

اگر ساری سطح زمین ہموار ہو جائے تو یقیناً ساری خشکی پانی میں غائب ہو گی۔

قعرِ آب آن وقت باشد تا دو میل
بر زمین گسترده مانند طلیل

اُس وقت پانی کی گہرائی دو میل ہو گی اور زمین کے اوپر محض ایک چٹائی کے مانند بچھا ہو گا۔

بیشتر از پنج میل اندر شمار
ہست در بسیار جا قعرِ بحار

بہت سی جگہوں پر سمندر کی گہرائی پانچ میل سے بھی زیادہ ہے۔

نزد بعضے بُود در دورِ قدیم
سطح گیتی جملہ یک بحرِ عظیم

بعض لوگوں کے نزدیک زمانۂ قدیم میں زمین کی ساری سطح ایک عظیم سمندر تھی۔

بعد ازان چون خاک زیرین سرکشید
حصۂ برّی رخِ افلاک دید

اُس کے بعد جب نیچے والی مٹی اوپر آ گئی تو خشکی والا حصہ نمودار ہوا۔

اغلباً گاہے ہمہ قشرِ تراب
غرق سر تا سر نشد در زیرِ آب

غالباً مٹی کی ساری سطح پوری طرح پانی کے نیچے نہیں رہی ہے۔

گر یکے بر بحر گردد درجہان
بر دِگر سُو سرکشد بالائی آن

دنیا کے ایک حصے کی خشکی اگر سمندر میں تبدیل ہوتی ہے تو دوسری جانب سمندر سے خشکی نمودار ہوتی ہے۔

در تناسب آب ہموارہ فزون
بود از خشکی زاوّل تا کنون

تناسب کے اعتبار سے شروع سے لے کر اب تک یہ رہا ہے کہ سمندر والا حصہ خشکی سے زیادہ ہے۔

بر زمین تغویز و تنجیدِ جدید
اکثر آید نزد ساحلہا پدید

سطح زمین پر نشیب وفراز عموماً ساحلوں کے قریب ہی دیکھنے میں آتا ہے۔

شاید از تغویر در قعرِ بحار
مے شود تنجید یک سو آشکار

ممکن ہے کہ سمندر کی تہہ میں کہیں ایک جگہ نشیب بڑھ جانے سے دوسری جانب اونچائی پیدا ہوجاتی ہے۔

یک طرف چون سطح یا بد انخفاض
در دگرجائے نماید انتہاض

ایک سمت میں جب سطح نشیب میں بدل جاتی ہے تو دوسری جانب اُبھرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

ہمچُو فلک اندراین ہمہ دشت و جبال
ہر یکے مایع شناور ماہ و سال

یہ سارے میدان اور پہاڑ بھی آسمانوں کی طرح ہیں یعنی ہر ایک پانی میں ماہ وسال کے دوران میں تیرتے رہتے ہیں۔

نیست چُون معلوم حالت بالتمام
این قدر کا فیست بہرِ عقل خام

چونکہ حالت کا پوری طرح علم نہیں ہے اس لئے قلیل عقل میں اتنا کچھ سمجھنا کافی ہے۔

کوہسارِ دورِ اوّل را خراب
کرد تخریب دوامِ بادو آب

ابتدائی زمانے کے پہاڑوں کو ہوا اور پانی نے ہمیشہ کیلئے بگاڑ دیا۔

پس مرمت گشت لازم ارض را
در وجود آورد کوہِ نَو خدا

پھر زمین کی مرمت ضروری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے نئے پہاڑ وجود میں لائے۔

خود ہمالہ یادگارِان دم است
بس بلند از کوہ ہائے عالم است

خود ہمالیہ کا پہاڑ اُس زمانے کی یادگار ہے جو دنیا کے تمام پہاڑوں سے اُونچا ہے۔

راکی و اندیز در دنیائے نَو
کوہ الپس اندر فرنگستان شنو

نئی دُنیا میں (یعنی امریکہ میں) راکی اور انڈیز کے پہاڑ اور مغرب (یورپ) میں کوہ اَلپس بھی اُسی وقت کے ہیں۔

قاف ہم درآن زمان سر برکشید
بین روس و ارمن این سدِّ سدید

کوہِ قاف بھی اُس زمانے میں وجود میں آیا جو روس اور اَرمینیا کے درمیان ایک مضبوط دیوار ہے۔

شاہد آتش فشانی در قدیم
بہرِ ما این کوہسارانِ عظیم

یہ بڑے بڑے پہاڑ زمانۂ قدیم کے آتش فشانی دور کی نشاندہی کرتے ہیں۔

این زمین ما بہ ادوارِ زمان
گاہ گردد بیشتر آتش فشان

ہماری یہ زمین زمانے کے مختلف ادوار میں بیشتر آتش فشاں میں تبدیل ہوتی رہی ہے۔

علّتِ آن انقباضِ قشرِ دان
یا شدن پیدا نقائص اندران

سطح زمین کے سکڑنے یا اُس کے اندر نقائص پیدا ہونے کی وجہ سے یہ عمل رونما ہوا۔

چون کند آتش فشانی ارض ما
برد و گونہ گردد آتش رونما

جب ہماری زمین اَتش فشانی کا عمل شروع کرتی ہے تو دو طرح آگ پیدا ہو جاتی ہے۔

اولین نارے کہ یک جا بر جہد
این بنائے کوہِ مخروطی نہد

پہلی قسم کی آگ جو ایک جگہ او پر کو اُٹھتی ہے تو اِس سے مخروطی پہاڑ وجود میں آتے ہیں۔

وان دگر از حکمِ خلّاقِ جلیل
آید اندر قشر یک شق طویل

اور دوسری قسم کی آگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سطح زمین میں ایک لمبا دراڑ پیدا کرتی ہے۔

بر جہد آتش ازان خندق برون
افگند ہر جانب اثقالِ فزون

اُس کھڈے سے جب آگ اوپر اُٹھتی ہے تو ہر طرف حد سے زیادہ بھاری مواد پھینک دیتی ہے۔

ہست زین آتش فشانی برملا
این تسلسل در جہان ارضِ ما

اَتش فشانی کا یہ عمل ہماری زمین پر مسلسل ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

از خروجِ نار و وجہِ انقباض
کوہ ہائے ارض یا بند انتہاض

آگ کے خارج ہونے اور سکڑنے کے عمل سے روئے زمین پر پہاڑ اُبھرتے ہیں (نمودار ہوتے ہیں)۔

در جہان از حکم معمارِ ازل
بود قرنِ چند تعمیر جبل

دُنیا میں معمارِ ازل (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے پہاڑ بننے میں کئی صدیاں صرف ہوئیں۔

ہر طرف آتش فشان بُودند کوہ
از زلازل زندگی آمد ستوہ

ہر طرف کے پہاڑ آتش فشاں تھے اس لئے زندگی زلزلوں سے تنگ آ گئی۔

چارپا بودند با جسمِ عظیم
بعد از ماشی علی البطن قدیم

بڑے جسم کے چوپائے جو پیٹ کے بل چلنے والے جانوروں کے بعد زمانہ قدیم میں موجود تھے۔

بیشتر زان ہابرفتند از جہان
از زلازل گشتہ بے تاب و توان

اُن میں سے بیشتر جانور متواتر آنے والے زلزلوں کی تاب نہ لا کر دنیا سے معدوم ہو گئے۔

بیشہ از آتش فشانی سوختند
سخت جانی زندگان آموختند

جنگلات آتش فشانی عمل سے جل گئے اور جانداروں نے سخت جانی (مشکل حالت میں زندگی گزارنی) سیکھ لی۔

چند لک بگذشت بر این طرز سال
شد مکمل کارِ تخلیق جبال

اِس طرح سے چند لاکھ سال گذر گئے تو پہاڑوں کی تخلیق کا عمل پایۂ عمل کو پہنچا۔

صورتِ طبعی کہ دارد ارضِ ما
ہست از آن وقت این شکلش بجا

ہماری زمین کو جو طبعی صورت ہے تو یہ اُس وقت سے ہی ایسا ہے۔

انتہاض و انخفاضِ بے عدد
بعد از آن ہم شد است و می شود

سکڑنے اور اُبھرنے کے لاتعداد مرحلوں کا عمل اُس وقت سے لیکر اب تک جاری ہے۔

این چنین گفتند اصحابِ ہنر
می شود این درسواحل بیشتر

ماہرین نے یہی کچھ کہا ہے کہ یہ تبدیلیاں بیشتر ساحلوں کے نزدیک رونما ہوتی ہیں۔

گہ بحیرہ گاہ سطحِ مرتفع
گہ جزیرہ از دگر بر منقطع

یہ زمین کبھی سمندر میں تبدیل ہوئی اور کبھی سطحِ مرتفع (پہاڑوں) میں بدل گئی اور کبھی جزیرہ بن گئی جو خشکی کے دوسرے حصوں سے منقطع ہو کر الگ ہوگئی۔

لیک شکل اکثرِ اقطاع بر
یافت تشکیل اندران دم سربسر

لیکن خشکی کے قطعات کی شکل نے اُس دور میں تشکیل پائی ہے۔

چون زلطفِ خویش حق پرودگار
بعد جنبش داد گیتی راقرار

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے دنیا کو اس لرزش سے آرام دیدیا۔

رنگِ نو بگزید دنیائے قدیم
باز زایندہ شد این اُمّ عقیم

تو قدیم دنیا نے نیا رنگ وروپ اختیار کیا اور بانجھ زمین پھر پیداوار دینے لگی۔

ارض زینت داد خود راچون عروس
گردِ خوان برچید الوانِ علوس

زمین نے اپنے آپ کو دولہن کی طرح سجایا اور اپنے دسترخواں پر رنگ برنگے کھانے چُن دیئے۔

سربسر روئے زمین گلزار شد
جملہ دشت و کوہ پُراشجار شد

پوری کو پوری زمین باغ بن گئی اور سارے میدان اور پہاڑ درختوں سے بھر گئے۔

چارپایانِ زمانِ حال را
آن زمان بینی بہ عالم مقتدا

زمانۂ قدیم کے چوپائے (جانور) اُس وقت دنیا میں بڑے بااختیار تھے۔

در قدیم این تازہ مہمانانِ او
ذرّہ چین بُودند گردِ خوانِ او

عہد قدیم میں اُس کے یہ نئے مہمان اُس کے دسترخوان سے نعمتوں کو چننے والے تھے۔

این زمان خود صاحب عزت شدند
بارگاہِ دہر را زینت شد ند

اُس زمانے میں وہ عزت کے مالک بن گئے اور دنیا کے دربار کی زینت بن گئے۔ (دنیا میں خوبصورتی پھیلا دیئے)

نزد دانا انقلابِ ارض ما
ہست تفسیر تُعِزُّ مَنۡ تَشَآء

دانا کے نزدیک ہماری زمین کی یہ تبدیلی (تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ) اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے (والی آیت) کی تفسیر ہے۔

تا بہ سالِ ہفت لک قبل نبی
نقشۂ دنیائے ما گر بنگری

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے سات لاکھ سال قبل کی دنیا کے نقشے کو آپ اگر دیکھیں گے تو۔

حالِ دنیا بود چون دورانِ ما
قطب بارد گرم گرد استوا

دنیا کی حالت ہمارے دور جیسی تھی یعنی قطبین میں سردی تھی اور استوائی علاقہ گرم تھا۔

کوہسار آن دم کلانی داشتند
سرز نخوت درسما افراشتند

پہاڑوں کی جسامت اُس وقت بڑھ گئی اور وہ غرور سے آسمان تک سر اُٹھانے لگے۔

برف اندر قطب بود و کوہسار
ہر طرف دردشت و میدان سبزہ زار

اُس وقت برف قطبین اور پہاڑوں پر جم گئی تھی اور میدانوں میں سبزہ زار بنے ہوئے تھے۔

چارپایان جابجا در ازدحام
مست و فربہ شاد کام و خوش خرام

چوپائے (جانور) جگہ جگہ ہجوم کی صورت میں موٹے تازے، خوشحال اور خوش رفتار تھے۔

اعظمِ ایشان چوفیل و کرکدن
مختلف از نوعہائے این زَمَن

اُن میں سب سے بڑے جانور ہاتھی اور گینڈا تھے جو اِس زمانے کے جانوروں کی اقسام سے مختلف تھے۔

شیر و اسپ و اشتروگاوان و خر
قدِ ایشان بُود آن دم خُرد تر

شیر، گھوڑے، اونٹ، گائے اور گدھے اُس وقت چھوٹے قد کے تھے۔

قسم ہائے نوع بوزینہ نگر
شاد و فرحان میوہ جویان بر شجر

بندر کی نسل کی اقسام دیکھئے جو نہایت خوشحال تھے اور درختوں پر پھل کی تلاش میں تھے۔

نیز درکہسار ہا اندر کنام
زیست یک دیگر دو پائی سست گام

اس کے ساتھ ساتھ پہاڑوں پر اپنے گھروندوں میں دو پاؤں والا جانور بہت سست بھی ہوا کرتے تھے۔

داشت گیتی معتدل آب و ہوا
کرد آن تکثیر نوعِ چارپا

اُس وقت دنیا کی آب وہوا معتدل تھی اسی وجہ سے چوپایوں کی اقسام نے کثرت پائی۔

زندگان گشتند در ہرجا فزون
کارگر شد جاد وئے دنیائے دُون

ذی روح چیزیں ہر جگہ بڑھنے لگیں اور دنیا کا جادو کارگر ثابت ہوا۔(گویا آبادی بڑھنے لگی)

دہر را امِ شفیق انگاشتہ
زندگی را بےخطر پنداشتہ

دنیا کو ایک شفیق ماں تصور کر کے زندگی کو محفوظ سمجھا گیا۔

چند انواعِ دواب از ہر طرف
صید کرد آن یک دگر خوردی علف

ہر جانب سے جانوروں کی اقسام نے یا تو شکار کو اپنایا اور یا سبزہ خوار بن گئیں۔

بعد از دوران تخلیق جبال
یک کروروہم نودلک رفت سال

پہاڑوں کی تخلیق کے زمانے کے بعد ایک کروڑ نوّے لاکھ سال گذر گئے۔

داد دنیا دور سردی را بروز
رفت آن ایّام خوبِ دلفروز

دنیا میں سردی کا دور دورہ ہوا اور وہ عمدہ اَیام گذر گئے۔

بیشتر شد برف در قطبِ شمال
بس برودت آمدورفت اعتدال

قطب شمالی میں برف کی کثرت ہوئی اور معتدل موسم سردی میں بدل گئی۔

سرد ترمے گشت دنیا د مبدم
یخ زخطِ قطب بیرون زد قدم

دنیا روز بروز سردی سے دوچار ہوئی اور برف قطب سے باہر بڑھنے لگی۔

ازفرنگستان تا اقصائے چین
رفت زیرِ برف و یخ روئے زمین

مغرب (جائے افرنگ) سے لے کر چین کی حدود تک کی زمین برف اور منجمد پانی کے نیچے دب گئی۔

ہمچنین اندر اماریکا نگر
گشت یخ بستہ کنیدا سربسر

اسی طرح امریکہ کو دیکھیں تو کینیڈا پوری طرح برف سے ڈھک گیا۔

تا بجائے کین زمان نیویارک است
بُودیخ در چار سُو بالا و پست

وہ شہر جو آج نیویارک کہلاتا ہے وہ اوپر نیچے سب برف سے ڈھکا ہوا تھا۔

زندگی در منطقاتِ معتدل
گشت ازبرف و برودت مضمحل

معتدل علاقے بھی سردی اور برف سے بُری طرح متاثر ہو چکے تھے۔

ثلج اول چون بعالم رخ نمود
سال ہائے پنج لک زین پیش بُود

برفانی دور جب پہلے دنیا میں نمودار ہوئی تو وہ دور آج سے پانچ لاکھ سال قبل کا زمانہ تھا۔

ثلج اول را زامرِ کردگار
بردو قسمت کرد دورِ خوشگوار

پہلی برفانی دور کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو خوشگوار ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

طولِ این دوران یخ تا انتہا
سالِ یک لک بُود بردنیائے ما

برف کے اس دور کی طوالت کو دنیا پر ایک لاکھ سال کی مدّت گذر گئی۔

تومدان لک سال سردی را عروج
ہست شامل مدت ِ بین الثلوج

آپ یہ نہ سمجھیں کہ ایک لاکھ سال تک سردی زیادہ ہوئی بلکہ برف کے ادوار کے مابین کا زمانہ بھی اس میں شامل ہے۔

چون بیامد ثلج را دورِ زوال
سال سہ لک ماند گرمی درشمال

جب برف کو زوال آنا شروع ہوا تو تین لاکھ سال تک شمال میں گرمی رہی۔

دابۂ ساکن بہ قربِ استوا
درسویدن رفت در سائبیریا

خطِ استواء کے نزدیک رہنے والے جانور سویڈن اور سائبیریا چلے گئے۔

نوع افیال و مرامیں جنوب
یافت در سائبیریا ماحول خُوب

جنوب میں رہنے والے ہاتھی اور گینڈے نے رہنے کے لئے سائبیریا کے موسم کو پسند کیا۔

تابہ ارض الاخضر انگور و تمر
جانور مے چید از شاخِ شجر

الاخضر (سرسبز زمین) سے جانور انگور اور کھجور کے پھل کھانے لگے۔ (یعنی سرسبز علاقہ میوؤں سے بھرا ہوا تھا)

دورِ ثلج آمد دوبارہ بعد ازان
ثلج ثانی ہست نامش بے گمان

اس کے بعد دوبارہ برفانی دور آیا، بیشک اُس زمانے کا نام (ثلج ثانی) دوسرا برفانی دور ہے۔

باب مرگ و نیستی گردید باز
کرد دنیا برحیاتی ترکتاز

اس وقت دوبارہ موت اور بربادی کا دور آیا اور دنیا نے زندگی کو ختم کر ڈالا۔

ثلجِ ثانی نیز بر اَدوارِ دو
منقسم باشد چومے بینی نکو

ثلج ثانی یعنی دوسرا برفانی دور کو بھی آپ دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

اوّلینش سالہائے سی ہزار
داشت بر روئے زمین ماقرار

جس کا پہلا حصہ تیس ہزار سال پر محیط ہے جو روئے زمین پر برقرار رہا۔

بعد ازان تا سالیانِ شصت ہزار
معتدل آب و ہوا بُود آشکار

اس کے بعد ساٹھ ہزار سال تک معتدل اب و ہوا نمودار ہوئی۔

حصّہٗ ثانی ازان پس شد پدید
لیک نے چُون اولین سخت وشدید

اس کا دوسرا حصہ اس کے بعد وقوع پذیر ہوا لیکن وہ پہلے کی طرح شدید نہیں تھا۔ (بلکہ قدرے کم سردی کا تھا)

دورِ ثانی بست ہزار از سالیان
ابتلائے بُود بہرِ زندگان

دوسرے برفانی دور کا دوسرا حصہ بیس ہزار سال تک برقرار رہا، جو زندہ اجسام کے لئے سخت تکلیف کا دور تھا۔

چارمین دوران زِ اَدوار الثلوج
بود در دنیا چو براوجِ عروج

برف کے چاروں زمانوں میں دنیا پر سردی کا بہت عروج تھا۔

زان زمان تا دورِ ما کردہ گزار
درحساب سالہا پنجہ ہزار

اُس زمانے سے لے کر ہمارے زمانے تک پچاس ہزار سال کا عرصہ گذر گیا۔

تابہ این دوران ز آثار ہمین
اندک اندک مخلصی یا بد زمین

اِس دور تک اُنہی ادوار کے اثرات سے زمین رفتہ رفتہ نجات پا رہی ہے۔

در شروع ثلج اول این جہان
کرد نوعِ جِنّیان را میہمان

اس دنیا نے ثلج اول یعنی پہلے برفانی دور کے شروع میں جنّات زمین کے مہمان تھے۔(یعنی ثلج اولین کا دور جنّات کا تھا)

لیک قبل ختم ادوار الثلوج
نوعِ آن ہا یافت درگیتی عروج

لیکن برفانی ادوار کے اختتام سے قبل اُن (جنّات) کی نسل دنیا میں عروج پر تھی۔

این مقالہ ختم باید درشتاب
بہرِ ضیف نَوبود خوش فتحِ باب

یہ بحث اب تیزی سے ختم ہونی چاہیئے، تاکہ دوسرا مہمان فتح یاب ہوسکے۔(یعنی جنّات کا بحث ختم کرکے انسانوں پر بحث کی ابتداء کی جاسکے۔)

فصل دہم

درظہورِ نسل عفاریت ودیگراقوام قبل از آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے عفریت کی نسلوں اور دیگر اقوام کے ظہور کے بیان میں

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ①

ترجمہ: انسان پر کبھی ایسا وقت آیا ہے کہ نہیں جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا؟

(سورۃ الدھر، آیت:۱، پارہ نمبر:۲۹)

کرد چون خلاّق تائیدِ مزید
آخرین فصلِ کتاب من رسید

خلاق عالم نے جب مزید مدد کی، میری کتاب آخری فصل تک پہنچ گئی

با تو گفتم قصۂ آغاز را
وا نمودم عقد ہائے راز را

میں نے راز کی گرہیں کھولتے ہوئے آپ کے سامنے آغاز کا قصہ بیان کیا۔

مثل دیگر جانداران کن یقین
صاحبُ الرجلین را ازماء وطین

یقین کر لیجیے کہ دیگر جانداروں کی طرح دو ٹانگوں والا جاندار بھی پانی اور مٹی سے تخلیق ہے

قرنہا با ماہیان در آب بود
پشت ہا در ساحل و مرداب بود

کئی زمانوں تک یہ مچھلیوں کے ساتھ پانی میں تھا پھر کئی نسلوں تک دریا اور ساحل میں رہا

نوع وے آمد چو برخشکی زآب
بود آن ہم اغلباً مثل ضباب

اس کی اقسام جب پانی سے خشکی پر آئیں، تو غالباوہ رینگنے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح تھیں

بردوپا استادنش آمد گراں
زیست چوں نوعے زجنسِ زاحفاں

دو پیروں پر کھڑا ہونا اسے گراں گزرا سو اس نے حشرات کی طرح زندگی گذاری

گوشہ گیر آہستہ روسست الوجود
ازد گرہا درہراس وبیم بود

گوشہ نشین سست رفتار اور کمزور جسامت والا، اور دیگر جانوروں سے خوفزدہ رہتا تھا

گشت اوشاید مقیم کوہسار
دست و پادرسنگ ہامیکرد کار

شاید وہ پہاڑوں میں جاکر مقیم ہوا اور اس کے ہاتھ پاؤں پتھروں میں کارآمد ثابت ہوئے

بعد قرنِ چند اورا استخواں
گشت محکم تربہ تن آمد تواں

چند صدیوں کے بعد اس کی ہڈیاں مضبوط تر ہوگئیں اور جسم میں طاقت آ گئی

بردوپا استاد آں فرع ضباب
صاحبُ الرجلین شد اورا خطاب

پھر حشرات کی وہ نسل دو پیروں پر کھڑی ہوگئی، اور اس کو صاحب الرجلین (دوٹانگوں والا) کا خطاب ملا

گفتمت از زاحفان اقسامِ چند
بردوپا بودند بے خوفِ گزند

میں نے آپ سے ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی چند اقسام بیان کی ہیں جو دو پیروں پر نقصان سے بے خوف ہوکر زندہ رہیں۔

برشجر این نوع را مشق صعود
استخوان ہائے بدن محکم نمود

اس نسل کے لیے درخت پر چڑھنے کی مشق سے اس کے بدن کی ہڈیاں مضبوط ہوگئیں

از ہمیناں بعد دورانِ زمان
ارتقا کردند جن و قردگان

انہی میں سے مابعد کے زمانے میں جنوں اور بندروں نے ارتقاء کیا

چون شجر شد ملجا و مأوی شاں
شد قوی اعصاب ودست و پائے شاں

جب درخت ان کا ملجا اور ماویٰ ٹھہرے تو ان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعصاب مضبوط ہو گئے

قردہ قانع شد براثمارِ شجر
رفت سوئے کوہ اینِ نوعِ دگر

بندروں نے تو درختوں کے پھلوں پر قناعت کر لی۔ اور دوسری مخلوق انسان نما دو پیروں والی پہاڑوں کی طرف چل دی۔

چون وطن بگزید اندر کوہسار
بیشتر ازدست وپا بگرفت کار

جب پہاڑوں میں انھوں نے وطن قبول کیا' تو انھوں نے ہاتھوں اور پیروں سے بہت زیادہ کام لیا

زین سبب اعضا قوی گشتند و چست
شد زجدوجہد کار او درست

اسی وجہ سے ان کے اعضاء مضبوط ہو گئے اور اس کوشش سے اس نسل کا کام بہت درست ہو گیا

گشت او با حالِ دَوران آشنا
کرد جسمش بعد دوری ارتقا

وہ زمانے کے حالات سے آشنا ہو گئے اس کے جسم نے ایک زمانے کے بعد ارتقا شروع کر دیا

رفتہ رفتہ چابک و طیار شد
جنگ جو و سرکش و خونخوار شد

رفتہ رفتہ وہ چالاک اور تیز ہوگیا، جنگ جو سرکش اور خونخوار بن گیا۔

در زمین ماوحوشِ زور مند
آن زمان بود ند ہر جا سر بلند

ہماری زمین کے وحشی اور طاقت ور جانور اس زمانے میں ہر جگہ سر بلند تھے۔

صید آن ہا این دوپا از بے بسی
زیست در کہسار ویران مختفی

ان کا شکار یہ دو پیروں والے تھے، جنھوں نے پہاڑوں میں کسمپرسی اور خوف کی زندگی بسر کی۔

چون نماندش احتیاجِ اختفا
آمد از کہسار سوئے دشت ہا

جب ان کو چھپنے کی حاجت نہ رہی تو وہ پہاڑوں سے صحراؤں کی طرف اترے۔

در جہان شوکت دوپارا داد دست
پنجمین دَور جدید الاقرب است

دنیا نے دو پاؤں والوں کا ہاتھ تھاما اور پانچواں دور ماضی قریب کا ٹھہرا۔

درزمانِ قبل ثلج اَولین
ازدو پا یابی نشانے برزمین

اولین برفانی زمانے سے پہلے بھی دنیا میں دو پاؤں والی مخلوق موجود تھی

لیک درثانی زادوار الثلوج
بود در گیتی دوپایان راعروج

لیکن برفانی دور کے بعد اگلے دور میں دو پائے مخلوق عروج پر تھی

چونکہ وضعِ قامتِ او سر بسر
داشت فوقیت زحیوانِ دگر

چونکہ اس کا قدوقامت اور ڈیل ڈول دوسرے جانوروں سے زیادہ بہتر تھا لہذا یہ دو پائے دیگر حیوانات پر فوقیت رکھتے تھے۔

صاحب الرجلین کے باشد چو ضب
یا چو حیوانِ علٰی وجہٖ مُکِب

یہ دو پاؤں والے سیمار کی طرح کیسے ہو سکتے تھے یا چوپایوں کی طرح کیوں جھک کر چلتے آخر اس (انسان نما) دو پائے کے شایانِ شان تو نہ تھا۔

این دو پا بر نردبانِ ارتقا
رفت بالاتر زقرد و چار پا

اس دو پائے مخلوق نے ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے بندروں اور چار پایوں (چوپایوں) پر سبقت حاصل کی

گرچہ مے بودند برد و پاروان
نوعِ ایشان بود غیر از انسیان

اگرچہ یہ دو ٹانگوں پر ہی چلتے تھے، تاہم یہ انسانوں کی نسل سے بہرحال نہیں تھے

دیو بودند و نہ بودند آدمی
ہیچ در ایشان نبود از مردمی

نہ تو یہ دیو تھے اور نہ آدمی ہی۔ ان میں کوئی انسانیت والی علامت بھی نہیں تھی۔

قامتِ آن وحشیان موزون نبود
صورتِ ایشان چو بوزینہ نمود

ان وحشیوں کی قدوقامت متناسب نہیں تھی اور ان کی شکل وصورت بندروں جیسی تھی۔

داشتند این قوم ہائے اہرمن
موئ چون بوزینہ گان بر خویشتین

یہ مخلوق اَہرمن کی قوم سے مناسبت رکھتی تھی اور اس عجیب قوم کے بدن پر بندروں کی طرح بال بھی تھے

درمیانِ بیشہ ہا ہمچون و حوش
بود ایشان را قیام و خوردونوش

دیگر وحشی (چو پائے) جانوروں کی طرح جنگلوں اور جھاڑیوں میں ان کا قیام اور خورد و نوش تھی

گوشت خوری این دوان را شیوہ بود
طعمِ شان از لحم یا ازمیوہ بود

ان دو پایوں کا پسندیدہ مشغلہ گوشت خوری تھا اور ان کی خوراک پھل اور گوشت بھی تھی

درقفائے دام و ددمثل شغال
مے دویدند این گروہِ بدسگال

یہ بدخصلت جانوروں کا گروہ لومڑی کی طرح دام (لالچ اور مکروفریب) اور دوسرے جنگلی جانوروں کے پیچھے بھاگا پھرتا تھا۔

جمع میکردند ہرپس خوردہ را
ہمچو سگ خوردند لحمِ مردہ را

ہر جانور کے پس خوردہ (بچے کھچے کھانے) کو یہ جمع کرتے اور کتوں کی طرح مردار کھایا کرتے تھے

این دو پاتا قرن ہا براین طریق
زیست اندر بحرِ گمنامی غریق

یہ دو پائے کئی صدیوں تک اسی طرح سے گمنامی کے سمندر میں غرق (ہو کر زندہ) رہے

مے گذشت اوقاتِ او درانتجاع
آمدش درسر ہوائی اختراع

اس کے اکثر اوقات بھوک میں گذرتے تھے، سو اس کے سر میں اختراع (کوئی نیا کام کرنے) کی ہوس بھر گئی

پس زچوب و سنگِ او اوزار ساخت
خویشتن را چابک و طیار ساخت

پس اس نے پتھروں اور لکڑیوں کو اپنا اوزار بنایا اور اپنے آپ کو چست و چالاک بنایا

زان سبب در اصطلاح آن وقت را
اولین دَورِ حجر گوئیم ما

اسی وجہ سے اس وقت کی اصطلاح کے مطابق ہم اس کو پتھروں کا پہلا دور کہتے ہیں

قرن ہائی چند برروئے جہان
زیستند این قومہائے جنیان

چند صدیوں تک روئے زمین پر جنات کی یہ قوم زندہ رہی

از فرنگستان تا جاواو چین
ملکِ اینان بود کل روئی زمین

انگلستان سے جاوا اور چین تک پوری روئے زمین ان کا ملک تھی

زان سپس آمد یکے قومِ دگر
وزعفاریتش شمارم سربسر

کچھ مدت بعد ایک اور قوم ظاہر ہوئی، جسے میں سراسر عفاریت (کی قوم) شمار کرتا ہوں

لیک میدانست سرِ نار را
مسکن خود ساخت جوفِ غار را

لیکن وہ آگ کے اسرار سے واقف تھا، اسنے اپنا مسکن غاروں کو بنایا

اوکشیدے صورتِ دیگر و حوش

صید پیشہ تند خوی و سخت کوش

اسی نے بھی دیگر وحشیوں کی صورت اپنائی' شکار کا پیشہ اختیار کیا تندخو اور سخت جان بن گیا

بود بر پیشانئ ایشان عیان

استخوانے زیر ہر دو ابروان

ان کی پیشانیوں پر' دونوں ابروؤں کے نیچے کی ہڈی نہایت ابھری ہوئی اور واضح تھی

جنگ میکردند از چوب و کلوخ

قامت ایشان خمیدہ چون شیوخ

وہ لکڑی اور ٹھیکریوں یا ڈھیلوں سے جنگ کرتے تھے' ان کے جسم بوڑھوں کی طرح پرخم تھے

این تن بے موئ انواعِ بشر

بود کے با آن گروہِ بے ہنر

یہ بغیر بالوں والے جسم' کے انسان (نما لوگ) اس بے ہنر گروہ (یعنی اول الذکر دو پائے جانوروں) کی طرح کیسے ہو سکتے تھے۔

لیک ثابت می شود افراد شان

زیستند با اقربائے دودمان

لیکن اس بات کے بھی شواہد ملے ہیں کہ وہ اپنے اقربا کے ساتھ کنبہ کی شکل میں زندگی گذارتے تھے۔

صید کردن شیوۂ این قوم بود

گوشت را پختہ بآتش می نمود

شکار کرنا اِس قوم کا شیوہ تھا' گوشت کو آگ پر وہ لوگ پکاتے تھے

در زمانِ آخرِ ثلج دوم
اکثرِ این قوم گشت از ارض گم

دوسرے برفانی دور کے آخری زمانے میں اس قوم کی اکثریت زمین سے غائب ہو چکی تھی

ہم بہ عصر انس اندر ہر وطن
اغلباً بودند نوعِ اہر من

شروع میں انسانوں کے دور میں بھی غالباً ان شیطان نما لوگوں میں سے کچھ لوگ ہر ملک میں موجود تھے

مے کنند عفریت و جنی اش لقب
درزبانِ خویشتن شیخ العرب

عرب کے شیخ کے نزدیک ان کا لقب عفریت اور جن تھا۔

گفت فردوسی زسگساران چین
مقصدش باشد زا اقوامِ چنین

فردوسی نے ''سگسارانِ چین'' (یعنی کتے نما جانور) کا ذکر کیا ہے جن سے اس کا مقصد یہی لوگ ہو سکتے ہیں۔

نیز میگوید کہ در مازندران
دیو حاکم بود در دَورکیان

نیز وہ کہتا ہے کہ مازندراں (ایران کے ایک صوبے کا نام ہے) میں پرانے زمانے میں کیانی عہدِ حکومت میں دیو حکمران تھے

رنگِ ایشان چون شبہ چون شیر موئے
گفتہ است آن اوستادِ نیک خوئی

ان کا رنگ شیر کے بالوں کی طرح نارنجی تھا' جیسا کہ اُس نیک خصلت استاد (فردوسی) نے فرمایا ہے۔

هم به مغرب درفسانہ مے توان
ذکر دیوان دید اندر ہر زمان
مغرب کے افسانوں میں بھی قدیم زمانے میں دیوؤں کا ذکر دیکھا جا سکتا ہے

آن کہ باشد صاحبِ عقل و خِرد
در فسانہ دیورا گر بنگرد
عقل منداور سمجھدار آدمی اگر افسانوں میں دیو کا ذکر دیکھے

این حقیقت را بفہمد حق نیوش
دیورا کم بود فکرو عقل و ہوش
اس حقیقت کو بخوبی سمجھ لے گا کہ دیوؤں میں، دماغ عقل اور ہوش بہت کم تھا

چون محقق کلّہ ایشان بیافت
بردلش این پر تو اسرار تافت
جب محقق نے کلی طور پہ اس کی کھوج لگائی، تو اسکے دل پر ان کے اسرار کا عکس چمکا

مغز چون اندر سرِ او بود کم
در تنازع للبقاشد منہدم
چونکہ دماغ ان کے سروں میں کم تھا لہذا تنازع للبقا میں یہ بالکل معدوم ہو گئے

تا عروجِ دَور ثلجِ آخرین
بود شاہی دیورا براین زمین
آخری برفانی دور کے عروج کے زمانے میں، اس زمین پر دیوؤں کی بادشاہی تھی

زیست دریک گوشۂ ارض کہن
نوعِ انسی بے شعور و بے سخن
پرانی زمین کے ایک گوشے میں، یہ انسی مخلوق خاموشی اور بے شعوری سے زندہ رہ رہی تھی

موئے برتن داشت کم از دیگران
زین سبب در خطۂ گرمی نہان

دیگر جانوروں سے کم ان کے جسم پر بال تھے، اس وجہ سے وہ گرم علاقے میں چھپے رہتے تھے

سخت مے ترسید از دیوان ودَد
بود کم افرادِ ایشان را عدَد

دیوؤں اور جنّوں سے از حد ڈرتے تھے، کیونکہ ان کی تعداد بہت کم تھی

ہَل اَتیٰ بر خوان زقرآنِ خدا
درجہان گمنام بود این نوعِ ما

خدا کے قرآن میں ''ہَل اَتیٰ'' پڑھیے، دنیا میں ہماری (انسانوں کی) یہ نوع گمنام تھی

گر بگوید معترض براین زمین
قبل آدم بود کے انسی مکین

اگر کوئی معترض کہے کہ آدمؑ سے پہلے اس زمین پر انسان کب رہتے تھے؟

این عقیدہ گر بفہمِ آن زبون
ہست از دین مسلمانی برون

یہ عقیدہ رکھنے والا کم فہم دینِ اسلام سے خارج ہے

گویمش قرآنِ ربّانی بہ بین
بے دلیلی تو مدہ فتویٰ چنین

میرا جواب یہ ہے کہ پہلے قرآن دیکھ، بغیر دلیل کے تو اس طرح فتویٰ نہ دے

چون خدا فرمود با جیش ملک
اے جنودِ من مقیمانِ فلک

جب اللہ نے فرشتوں کے گروہ سے فرمایا، اے آسمانوں میں رہنے والے میرے لشکریو!

یک خلیفہ درجہان پیدا کنم
رازِ لطفِ خویش را افشا کنم

میں دنیا میں (اپنا) ایک خلیفہ پیدا کر رہا ہوں' اپنے لطف کا راز افشا کر رہا ہوں

در جوابِ آں فرشتہ گفت ما
بہتریم از قومِ سفاک الدما

اس کے جواب اللہ تعالی سے ہمارے بارے میں فرشتے نے کہا' کہ (انسان) خون ریزی کرنے والی قوم سے ہم بہتر ہیں

لازماً او انسیان را دیدہ بود
قصہ ہائے کشت و خون بشنیدہ بود

یقیناً اس فرشتے نے' اس انسان نما مخلوق کو دیکھا ہوا تھا' (ان کے) کشت و خون کے قصے اس نے سنے ہوئے تھے

ورنہ علمِ غیب نزدِ مسلمین
کس ندارد غیر رب العالمین

ورنہ غیب کا علم مسلمانوں کے نزدیک' رب العلمین کے سوا کسی کو نہیں

نیز تعیین خلیفہ درجہاں
لازماً خواہد وجودِ سابقان

نیز دنیا میں خلیفے کا مقرر کرنا لازما (اس سے) پہلے لوگوں کے وجود کا مقتضی ہے

ہست باما اندرین ہمداستان
جعفرِ صادقؒ امامِ راستان

ہمارے پاس اس داستان کے متعلق' صدیقین کے امام حضرت جعفر صادقؒ کا قول بھی ہے

قبل آدم گفت آدم ہا بُدند
مردمِ انبوہ در ہر جابُدند

انھوں نے فرمایا آدمؑ سے پہلے کئی انسان ہوا کرتے تھے' ہر جگہ ان لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا

ہمچنین مروی است از شیرِ خدا
باب شہرِ علم شاہِ اتقیا

اسی طرح حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے' جو کہ شہر علم کے دروازہ اور متقیوں کے سردار ہیں

نیز در تاریخ و آثارِ دگر
بس شواہد بر ہمیں قَولم نگر

نیز تواریخ اور دیگر آثاریات میں آپ میرے اس قول پر ڈھیروں شواہد دیکھ سکتے ہیں

گویمت گفتارِ رنگین چون شراب
قول ادریسؑ نبی را از کتاب

میں آپ سے شراب کی طرح پرسرور داستان کہتا ہوں' جو کہ قرآن میں (موجود) حضرت ادریسؑ کا قول ہے

خواست چون یزدان تخلیق جدید
برزمین یک انسیے را آفرید

حق تعالیٰ نے جب نئی تخلیق کا ارادہ فرمایا' زمین پر ایک انسان کو اس نے پیدا فرمایا

نامش ارمانوس گفتست آن رسول
بس کن از انکار خود اے بوالفضول

حضرت ادریسؑ نے اس (پہلے انسان) کا نام ارمانوس بتایا ہے۔ اے احمق! اب اپنے انکار سے باز آجا۔

زانکہ ادریسؑ آن نبی باکمال
بود از خاصانِ ربّ ذالجلال

اس لیے کہ حضرت ادریسؑ ایسے باکمال نبی ربذوالجلال کے مقربینِ خاص میں سے تھے

اوز حالاتِ کہن آگاہ بود
جدِّ او آدم صفی اللہ بود

وہ قدیم حالات سے آگاہ تھے‘ ان کے جدِّ امجد حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تھے

گفتہٗ او را سراسر صدق دان
قبل آدم زیست انسی برجہان

آپؑ کے فرمان کو سراسر سچا تسلیم کر‘ آدمؑ سے قبل دنیا میں ’’انسی‘‘ (انسان) موجود رہے ہیں

ناسخ التاریخ گوید آشکار
قبل آدمؑ نام شاہانِ دیار

مؤرخین وضاحت سے آدمؑ سے پہلے کے دنیا کے بادشاہوں کے نام بیان کرتے ہیں

بلکہ داد انسان را از امرِ حق
از قوانین تمدّن او سبق

حضرت آدمؑ نے ان انسانوں کو اللہ کے حکم سے تہذیب کے قوانین کا سبق دیا

بود بہرِ قومِ خود اندر تعب
بوالبشر او را ازان روشد لقب

اپنی قوم کے لیے سخت کوشش فرماتے تھے‘ اس لیے آپؑ کا لقب ابوالبشر پڑ گیا

نادر المعراج گوید برمَلا
عمرد نیارا فزون از وہمِ ما

نادرالمعراج (تاریخ کی کتاب) میں برملا طور پہ دنیا کی عمر ہمارے گمان سے زیادہ بتلائی گئی

گفت او بودند قبل بوالبشر
ہمچو او ہفتاد آدمہا دگر

اس (کتاب) نے کہا ہے کہ آدمؑ سے پہلے' ان جیسے ستر ۷۰ آدم اور تھے

از یکے تادیگرے کردہ گذار
برزمین از سال ہا چندین ہزار

ایک انسان سے دوسرے انسان تک کا زمین پر درمیانی وقفہ ہزار سال تک ہوتا تھا (یعنی چند ہزار سال گذر جاتے تھے)

شاہد دیگر محی الدین بُود
آنکہ او بس صاحبِ تمکین بُود

دوسرے گواہ شیخ محی الدین ہیں جو کہ بہت بڑے صاحبِ تمکین تھے

شیخ کامل صوفئ عالی جناب
یافتہ کبریت احمر او خطاب

شیخِ کامل اور بلند پایہ صوفی تھے' انھوں نے بلند مقام پایا اور ان کا خطاب کبریتِ احمر (سرخ گندھک) تھا

در فتوحاتِ مکیہ گفت او
در طوافِ بیت دیدم رُو برُو

فتوحاتِ مکیہ (کتاب) میں ہے کہ مصنف نے فرمایا بیت اللہ شریف کے طواف میں' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

روحِ آن مردم کہ قبل بوالبشر
بودایشان را زمین ما مَقَر

''حضرت آدمؑ سے پہلے ہماری زمین پر رہنے والے کسی انسان کی روح کو''

تو مجو آثارِ کہنہ بیش ازین
اکتفا بہتر نماید ہمبرین

اس سے بڑھ کے آپ آثارِقدیمہ کی جستجو میں نہ پڑیں، اسی پہ اکتفا بہتر ہے

اندرین جا گشت لازم بہرِ من
درمیانِ اِنس ردِّ یک سخن

لیکن اس مقام پر میں لوگوں کے ایک اعتراض کا جواب دینا لازمی سمجھتا ہوں

درارو پا ڈارون فرزانہ
لیک از دین خدا بیگانہ

(وہ یہ کہ) یورپ میں ایک عقلمند ڈارون نامی (سائنس دان) تھا، لیکن اللہ کے دین سے بیگانہ تھا

کرد او انکار ذاتِ کبریا
گفت از خود کرد عالم ارتقا

اس نے ذاتِ کبریا سے انکار کیا، اور کہا کہ دنیا نے خود ہی ارتقا کیا ہے

درخیالش قردہ بود انسِ جلیل
مرتقی شد یافت این شکل جمیل

اس کے خیال میں حضرتِ انسان بندر تھا، اس میں ارتقا ہوا اور اس نے یہ خوبصورت شکل پائی

گفتۂ اورا نسازی حِرز جان
نیست انسان ہر گز از بوزینہ گان

اس کے قول کو حرزِ جاں نہ بنا، انسان ہر گز بندروں میں سے نہیں تھا

قربتِ انسان بابوزینہ نیست
بَین این دورشتۂ دیرینہ نیست

انسان کی قرابت بندروں سے نہیں ہے، ان دونوں کے درمیان کوئی دیرینہ رشتہ نہیں ہے

قبل انسان خودد و پایانِ قدیم
داشتند از قردگان فرقِ عظیم

انسان سے پہلے (انسان نما قدیم) دو پائے بھی بندروں سے بہت زیادہ مختلف تھے

گرچہ او عاری زدین و نطق بود
از اشارت رائی خود ظاہر نمود

اگرچہ وہ کسی بھی دین سے عاری اور قوت گویائی سے بے بہرہ تھے تاہم، اشاروں سے اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے

ساختے از سنگ اوزار و سلاح
نار او را داد از سردی فلاح

وہ پتھروں سے اوزار اور اسلحہ بناتے تھے، اور آگ نے اسے سردی سے نجات دی (یعنی آگ روشن کرنے سے بھی واقف تھے)

مثل بوزینہ اگر گوئی بجا ست
لیک خود بوزینہ گفتن نارواست

انھیں بندروں کی طرح سمجھ لیا جائے تو بجا ہے، لیکن سرے سے بندر ہی کہہ دینا انتہائی نامناسب ہے

گفتہ اند از جنّ و قردہ نوعِ ما
شد جدا اندر قرونِ ابتدا

کہا گیا ہے کہ انسان، جنّات اور بندروں سے ابتدائی زمانوں میں جدا ہوئے ہیں

درزمانِ قبل تخلیق جبال
گفتہ ام از صبحگاہِ دَورِ حال

یہ سب پہاڑوں کی تخلیق سے پہلے کے زمانے میں ہوا جس طرح میں نے ابتدائی دور کے متعلق بیان کیا ہے

پیش ازان ہم بود فرقے برملا
بین انس و قردہ و دیگر دوپا
اس سے پہلے بھی انسانوں، بندروں اور دیگر دو پایوں کے درمیان فرق واضح تھا

مے رود زینسان بہ دَورِ زاحفان
اختلافِ نوعہائے زندگان
اوراسطرح سے ابتدائی (رینگنے والے جانوروں کے) دور میں حیوانات کی مختلف اقسام کا فرق چلتا تھا۔

این تباین اغلباً کردہ ظہور
در زمانِ زیستن اندر بحُور
یہ اختلاف غالباً سمندروں میں زندگی گذارنے کے زمانے میں ظاہر ہوا

نزدِ من اندر وحولِ اوّلین
فرق آمد در سلالِ ماء وطین
میرے نزدیک سب سے پہلے وحول (یعنی سمندروں میں مٹی، ریت اور دیگر معدنیات کے ملنے) سے، پانی اور مٹی کے جوہر میں فرق آیا

وجہِ آن وحول و ترکیبِ تراب
اختلافِ جلبِ نفع از آفتاب
سورج کی حرارت کے فرق کی وجہ سے پانی اور مٹی کے (مرکب حل ہونے) کا فرق پیدا ہوا

شد ازان تفریق بعدِ قرنہا
آن یکے موش ودگر طیرِ ہوا
کئی صدیوں کے اس فرق کے بعد، کوئی جانور تو چوہا بنا، کوئی ہوا میں اڑنے والا پرندہ بنا۔

آن یکے بوزینہ شد یک دیو زشت
انس گشتن بودیک را سر نوشت

کوئی بندر بنااور کوئی بدصورت دیو جبکہ کسی کے لیے انسان بننا ٹھہرا

این زمان ہم درمیانِ زندگان
درمنی بس فرقہا دیدن توان

اس زمانے کے حیوانات کے درمیان بھی نطفوں میں بہت زیادہ فرق دیکھا جاسکتا ہے

ہر یکے را رنگ دیگر سان بود
شکل صنف اندَر نُطف پنہان بَو د

ہرایک کا رنگ مختلف ہوتا ہے، مختلف قسم کی نسلیں نطفے کے فرق میں پوشیدہ ہوتی ہیں

نطفہ را جرثوم زائش نیز گو
اندران دیگر معانی راجو

نطفے کو پیدائش کا جرثومہ بھی کہا جاسکتا ہے اس میں دیگر مفاہیم ومطالب مت تلاش کر

کرد پنہان خالق رب غنی
از نطف چندان ارب اندر منی

اللہ تعالیٰ نے منی کے اندر کئی ارب نطفے پنہان کیے۔

تو ممان در غفلت از این قاعدہ
نطفہ ہا باشد نَفْسٌ وَاحِدَۃٌ

تو اس قاعدے سے غافل مت رہ کہ نطفے ''نفس'' واحدہ تھے

درمنی افگن نظر باخرد بین
پس بگردی باحقایق ہمقرین

خوردبین کے ذریعے منی کا مشاہدہ کیجئے اُمید ہے کہ آپ حقائق سے پوری طرح واقف ہو جائیں گے

بس نفوسِ زندہ بینی اندران
این منی را بہرِ ایشان بحر دان

اس میں آپ کو بے شمار زندہ نفوس (خلیے) نظر آئیں گے اس منی کو ان نفوس کے لیے سمندر سمجھ لیں

نطفۂ از زوجہ یک نطفہ ززوج
باہم آمیزند از آن جملہ فوج

اس پوری جرثوموں کی فوج میں سے مذکر اور مونث کا صرف ایک ایک نطفہ آپس میں ملتا ہے

مے کنند این ہر دو یک جا ارتقا
گامزن گشتہ بہ راہِ اعتلا

یہ دونوں نطفے (خلیے) ایک جگہ میں ارتقا کرتے ہوئے' بلندی کی طرف گامزن ہوتے ہیں

بعد از نہ مہ زفضل ذوالجلال
نطفہ گردد انسیٔ صاحب جمال

نو ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے' نطفہ ایک صاحبِ جمال انسان بن جاتا ہے

ہمچنین از غلظتِ ماء مہین
گشت پیدا نسلِ انسی بر زمین

اسی طرح ماءِ مہین (گاڑھے پانی) کے گاڑھے پن سے' انسانوں کی نسل زمین پر پیدا ہوئی

ارتقا کرد او چو فردِ نسل ما
با ''کَنَفۡسٍ وَّاحِدَۃ'' شو آشنا

ہماری نسل کے افراد کی طرح اس نے ارتقا کیا' تو ''کَنَفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ'' سے آشنا ہو جا (قرآن کریم کی آیت (مَا خَلۡقُکُمۡ وَ لَا بَعۡثُکُمۡ اِلَّا کَنَفۡسٍ وَّاحِدَۃ) کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انسان کو ایک نفس واحدہ سے پیدا کیا گیا)

در بیانِ ارتقائے انسان
گویمت ارشاد صدر را ستان

انسانوں کے ارتقا کے بیان میں، مَیں تجھے سچوں کے سردار کے اقوال سناتا ہوں

این چنین فرمود مولانائے روم
کاملے از نکتہ دانانِ علوم

مولانا رومؒ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے' آپؒ علوم کے نکات جاننے والوں میں سے کامل تھے

آمدہ اول بہ اقلیم جماد
از جمادی در نباتی اوفتاد

اولاً دنیائے جمادات (پہاڑوں) میں انسان نے قدم رکھا، پھر جمادات سے نباتات کی طرف منتقل ہوا

سالہا اندر نباتی سیر کرد
وزجمادی یاد ناورد از نبرد

جمادات میں سالوں اس نے سَیر کی' اسے جمادات کی کوئی حالت یاد نہ آتی تھی۔

وزنباتی چون بہ حیوان اوفتاد
نامدش حالِ نباتی ہیچ یاد

اور نباتات سے جب حیوانات میں آیا تو اُسے نباتات کی کوئی حالت یاد نہ رہی

جز ہمان میلے کہ دارد سوئے آن
خاصہ دروقتِ بہارو ضیمران

سوائے اس طبعی میلان کے جو موسم بہار کے پھول کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

ہمچو میل کود کان بامادران
سرِّ میل خودند انند در لبان

جسطرح بچے اپنی ماؤں کی طرف مائل ہوتے ہیں' اور وہ اپنے اس میلان کو منہ سے بیان نہیں کر سکتے

ہمچنین اقلیم تا اقلیم رفت
تاشد اکنون عاقل ودانا وزفت

اسی طرح وہ اقلیم دراقلیم چلتا گیا، حتیٰ کہ اب عاقل، دانا اور مضبوط ہوگیا

مے کند تائید مولانائے روم
کاملے از نکتہ دانانِ علوم

مولانا رومؒ اس کی تائید فرماتے ہیں جو کہ علوم کے نکتہ دانوں میں سے کامل تھے

ہست در تفسیر راغب این بیان
گرنیاید باورت زانجا بخوان

تفسیر راغب میں بھی اسی طرح بیان ہے اگر آپ میری بات تسلیم نہیں کرتے تو وہاں سے پڑھ لیں

نیز بشنو قول رب بحر و بر
بود در اطوار تخلیق بشر

نیز بحر و بر کے مالک اللہ تعالیٰ کا فرمان سن، بشر کی پیدائش میں کئی اطوار تھے

ارتقائے اوبہ اطوارِ جدید
آمد اندر دَورَ طولانی پدید

جدید طریقوں سے اس کا ارتقا، ایک لمبے عرصے میں ظہور پذیر ہوا ہے

از سُلالہ تا بَہ دورانِ بشَر
دو ارب از سال ہا کردہ گذر

''سُلالۃ'' (گوندھی ہوئی چکنی مٹی) سے بشر کی موجود صورت کے درمیان دو ارب سال کا زمانہ گذارا ہے

شئ ے دیدی برین روئی زمین
گشت پیدا از سلالِ پاک طین

یہ جتنے بھی حیوانات روئے زمین پر نظر آ رہے ہیں' پاک مٹی کے سلالہ (خمیر) سے پیدا ہوئے ہیں

شد بہ دَورے فرق حیوان از نبات
یافت ہر نَوعے دگر گونہ صفات

اس دور میں حیوانات اور نباتات میں فرق پیدا ہوا' ہر چیز نے مختلف طرح کی صفات پائیں

تابیامد فرق جن از قردگان
زان سپس آید زمانِ انسیان

حتی کہ جنّات اور بندروں میں فرق ظاہر ہوا' پھر اس کے بعد آتا ہے انسانوں کا زمانہ

ثلج اُخریٰ کرد چون روبر زوال
خشک تر گشتند اقطاعِ شمال

آخری برفانی دور جب ختم ہوا تو شمال کے قطعات (شمالی علاقہ جات) مکمل طور پر خشک ہوئے

انس برپس ماندہ دیوان در حروب
گشت غالب چون بیامد از جنوب

اِنسی مخلوق جنوب سے آ کر دیوؤں کو جنگ وجدل میں شکست دے گئے اور غالب ہوئے

گشت نوعِ انس بے نطقِ لسان
بعد دیوان مالک روئے جہان

بے نطق نوعِ انسانیت دیوؤں کے بعد روئے زمین کی مالک بن گئی۔

از کدامین ملک اینان آمدند
از کجا این تازہ مہمان آمدند

کس ملک سے یہ لوگ آئے! کہاں سے یہ نئے مہمان وارد ہوئے!

این سوالت را ندارد کس جواب
غیر از واللہ اعلم بالصواب

تیرے اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں، سوائے اس کے کہ واللہ اعلم بالصواب

نزد اکثر خطۂ آغازِ ما
بود جائے نزد خطِ استوا

اکثر حضرات کے نزدیک ہمارا ابتدائی مسکن خطِ استوا کے قریب تھا۔

این زمان از قرنہا و از سنین
ہست در بحرِ عرب غرق آن زمین

اس دور کا مذکورہ خطہ زمین کئی صدیوں اور سالوں سے بحیرۂ عرب میں غرق ہے

گفتمت سطحِ زمین را جا بجا
شکل نو بخشد مرورِ قرنہا

میں نے آپ سے بیان کیا کہ سطحِ زمین کو جا بجا کئی صدیوں کے گذرنے، نے نئی شکل بخشی

یک زمانے اکثرِ نصفِ جنوب
بوُد ملکے دلکش وبسیار خوب

ایک دور میں جنوب کے، آدھے سے زیادہ حصے میں دلکش اور خوبصورت ممالک تھے

از سر اندیپ و دکن تازنگبار
ہر طرف بودند دشت وجوئبار

سراندیپ اور دکن سے زنجبار تک ہر طرف صحرا اور دریا تھے۔

نزد دانش پرورانِ دُور بین
ملک گندو ناست نام آن زمین

اکثر دانش وروں کے نزدیک، اس زمین کا نام گنڈوانا (Gondwana) تھا

بہرِ آسانی برائے شرقیان
من سراندیبش بخوانم دربیان

اہل مشرق کی آسانی کے لیے‘ میں اپنے بیان میں اسے سراندیپ کہوں گا

چونکہ آبادی بہ تقدیرش نبود
برد بالتدریج تغویرش فرود

چونکہ مقدور بھر آبادی نہیں تھی‘ لہذا ابرف کی تبدیلی نے اسے بتدریج نیچے کی طرف دھکیل دیا

از جَدید الاقرب اندر پنجمین
خشک بودند حصہ ہائے آن زمین

’’جدیدالاقرب‘‘ (نئے قریبی دور میں سے) پانچویں برفانی دور میں اس زمین کے حصے خشک تھے

زانکہ دَورِ ثلج تجفیف بحار
کردہ بود از حکم رب کردگار

اس لیے کہ برفانی ادوار نے حق تعالیٰ کے حکم سے سمندروں کو خشک کر دیا تھا

در زمانِ دیو انسانِ قدیم
بود در آن حصۂ دنیا مقیم

دیووُں کے زمانے میں قدیم انسان دنیا کے اسی حصے میں مقیم تھے

اعتدال آمد چو در آب و ہوا
گشت انسان سوئے بالا رھگرا

آب وہوا جب معتدل ہوئی‘ تو انسان اوپر کی جانب گامزن ہوا

تو روایاتِ کہن خواہی مگر
از سر اندیب آمدِ آدم نِگر

اگر تو پرانی روایات سننا چاہتا ہے‘ تو سراندیپ سے آدمیوں کی آمد کو (کتب تواریخ میں پڑھ کر) دیکھ لے

اغلباً آن انسانِ ابتدا
میوہ مے خوردند و خود رَو سبزہ را
غالبًا وہ ابتدائی انسان پھل اور خودرَو سبزہ کھایا کرتے تھے

قوم انسی بود خوش خوئے رحیم
نے چو دیوزشت خونخوار رجیم
انسانوں کی قوم خوش مزاج اور نرم دِل تھی نہ کہ دیوؤں کی طرح سخت مزاج، خونخوار اور مردود

داد با افراط ایشان را خدا
میوہ ہاوسبزہ ہا بہرِ غذا
ان کی بڑھوتری کے لیے خدا نے پھل اور سبزہ بہ طورِ غذا دیا

عشق روئے خوب کس آندم نداشت
تخم کینہ بہرِ زن دردل نہ کاشت
خوبصورت چہرے کا عشق اس وقت کوئی نہیں رکھتا تھا، عورت کے لیے (آپس میں) بغض وعناد کا بیج کسی نے نہ بویا تھا

ہر یکے با حالِ خود خوشنود بود
حرب و ضرب و دشمنی مفقود بود
ہر کوئی اپنی حالت پہ خوش تھا، لڑائی جھگڑا اور دشمنی مفقود تھی

مَسکنِ مالوفِ ایشان گرم و نم
احتیاجِ شان بہ آتش بود کم
ان کا پسندیدہ مسکن گرم اور نرم تھا، آگ کی ضرورت انھیں بہت کم ہی تھی

چون بیامد انس در ملکِ شمال
اندرا نجا یافت دیگر گو نہ حال
جب انسان شمال میں آیا، تو اسے ایک اور صورت حال پیش آئی۔

حکمت آتش فروزی مرد مان
اخذ از عفریت کردند آن زمان

آگ روشن کرنے کا طریقہ انسانوں نے عفریت قوم سے حاصل کیا جو اس زمانے میں آگ جلایا کرتے تھے۔

در خیالِ من چو بالا آمدند
گوشت خوری ہم ز دیو آموختند

میرے خیال میں انسان جب اوپر (شمال کی طرف) آئے، تو انھوں نے دیوؤں سے گوشت خوری بھی سیکھ لی

ساختند از سنگ چون دیوان سلاح
داد چرم خام از بردش فلاح

دیوؤں کی طرح انھوں نے پتھروں سے اسلحہ بھی بنایا، کچی کھال نے انھیں ٹھنڈک سے نجات دی

بود اوّل امتیازِ نسل ما
قامتِ زیبا ز دیو و چارپا

اولاً ہماری نسل کا امتیاز، خوبصورت قد و قامت تھی جو دیوؤں اور چارپایوں سے مختلف تھی

اِنس سر را سوئے بالا میکند
اینش از حیوان والا میکند

انسان سر کو اوپر کی طرف رکھتا ہے، یہ چیز اسے دیگر حیوانات سے بلند و ممتاز رکھتی ہے

سربلندی داد او را ذوالجلال
تا رسانیدش به معراجِ کمال

اس کو رب ذوالجلال نے سربلندی عطا کی، تا کہ اسے کمالِ عروج تک پہنچا دے

داشت نوعِ ما دگر یک برتری
از ہمہ دیوان و حیوان یکسری

نوعِ انسانیت ایک اور برتری بھی رکھتی تھی، جو تمام حیوانات اور دیوؤں سے یکسر مختلف اور واضح تھی

رازِ آن را با تو گویم ہو شد ار
ہست این قولِ حکیم پختہ کار

اس کا راز میں آپ سے بیان کرتا ہوں توجہ کیجیے اور یہ ایک ماہر سائنس دان کا قول ہے

طفل را تا سال سہ درمی رسد
رزقش از پستانِ مادرمے رسد

بچے کو تین سال تک اس کی ماں کے پستان سے رزق پہنچتا ہے۔

ہست حاجتمند باما در پدر
بچہ تا عمرش بود اِثنا عشر

بچہ والدین کا حاجتمند ہے جب تک کہ اس کی عمر بارہ سال نہ ہو جائے۔

نیز گویم یک دگر سرِ لطیف
اندرین بحرو قوافی و ردیف

نیز میں ایک اور باریک راز بیان کرتا ہوں، نظم کی اسی بحر، قافیہ اور ردیف میں

تابلوغت نیست در نوعِ بشر
میل شہوت مثل حیوان دگر

نوعِ انسانیت میں بلوغ تک دیگر حیوانوں کی طرح شہوت کا میلان نہیں ہوتا

تابہ سالِ چاردہ در ابتدا
میکند از غیر فرقِ اقربا

ابتداً چودہ سال تک، اقارب کا غیر سے (یعنی محرم اور غیر محرم کا) فرق کرتا ہے

الفتش با خواہر و با مادران
مختلف باشد زحُبِّ دیگران

اس کی محبت ماں اور بہنوں کے ساتھ' دوسروں کی محبت سے مختلف ہوتی ہے

طفل را با اقربا انس مزید
مے کشاید درجہان بابِ جدید

بچے کی رشتہ داروں سے محبت کی زیادتی' دنیا میں ایک نیا باب کھولتی ہے

اولاً بنیاد دودہ مے نہد
تاقبائل تا عشائر مے برد

اولاً خاندان کی بنیاد رکھتا ہے' پھر اسے قبائل تک پہنچاتا ہے

ہست بنیاد تمدن اتفاق
الحذر از شیوۂ کین و نفاق

تہذیب وتمدن کی بنیاد اتفاق اور اتحاد سے ہے' الحذر (پرہیز یا خدا کی پناہ) کینہ اور منافقت کے شیوہ سے!

متفق تر بود چون نوعِ بشر
ازو حوش و ازدو پایانِ دگر

جب دیگر وحشیوں اور دو پیروں پہ چلنے والے جانداروں کی بہ نسبت نوعِ انسانیت میں زیادہ اتفاق تھا

منہزم شد پیش این برتر فریق
دیوِ بوزینہ وش عہدِ عتیق

تو اس برتر گروہ کے سامنے' بندروں کی خصلتوں والے پرانے زمانے کے دیو شکست خوردہ ثابت ہوئے

برعروج آمد چوانس تیز ہوش
شد زبون پیشش عفاریت و وحوش

عقلمند انسان جب عروج پر آئے تو عفریت اور وحشی جانوران سے دَب گئے

گفتمت چون دیو این انس کہن
داشت نے دین ونہ آئن سخن

میں نے آپ سے بیان کیا کہ دیوؤں کی طرح اس قدیم انسان کا نہ کوئی دین تھا اور نہ بات کرنے کا قانون اور سلیقہ

صید را آموخت از دیو قدیم
از توہّم قلب او پُر ترس وبیم

قدیم دیوؤں سے انھوں نے شکار کرنا سیکھ لیا جبکہ توہمات کی وجہ سے ان کے دل خوفزدہ رہتے تھے

چون بشر گردید ہم زانوئے دیو
آمد اندروے سراسر خوئے دیو

جب انسان دیوؤں کے ہم نشین ہوئے تو لازمًا ان میں دیوؤں کی عادات آ گئیں

قومہا گشتند پیدا آن زمان
زاختلاطِ نوعِ جن با انسیان

اس دور میں انسانوں اور جنوں کے باہمی اختلاط سے کئی قومیں پیدا ہوئیں

ہست اندر ازدواجِ انس و جان
اختلافِ رائے بین ِ عالمان

انسانوں اور جنات کے جوڑوں میں دانشوروں کے درمیان اختلاف ہے

لیک از تاثیر صحبت دربشر
خوئے زشتِ دیو آمد سر بسر

لیکن صحبت کی تاثیر کی بناء پر دیوؤں کی بری عادات بہرحال انسانوں میں آ گئی تھیں

شکل بعضے ہمچو دیوان زشت شد
روید آن سبزہ کہ تخمش کِشت شد

بعضوں کی شکل دیوؤں کی طرح بری ہوگئی، وہی فصل اُگی جس کا بیج بویا گیا تھا

کرد در ہر کار او تقلیدِ دیو
میل ظلمش آمد و تندی وریو

ہر کام میں اس نے دیو کی تقلید کی اور ظلم، سختی اور مکر و فریب کی طرف مائل ہو گیا

عقل او از عقل دیوان بیش بود
زین سبب در خدع پیشا پیش بود

اس کی عقل دیوؤں کی عقل سے زیادہ تھی اس وجہ سے مکر و فریب میں بھی وہ پیش پیش تھا

در زمانِ آخر این نوعِ بشر
اغلباً دانست صَوتِ یکدگر

آخری زمانے میں انسانوں کی اس نسل نے غالباً ایک دوسرے کی زبان بھی پہچان لی تھی

غلّہٗ خود روئے دشت و کوہ را
جمع کردہ ساخت بہرِ خود غذا

جنگلوں اور پہاڑوں کے خود رَو غلے کو جمع کر کے انھوں نے اپنے لیے غذا بنایا

در جہان چون چار پا و قردگان
زیستند این قومہائے انسیان

دنیا میں چوپایوں اور بندروں کی طرح، انسانوں کی یہ قوم زندہ رہی

نے زبان بودو نہ دین ایں قوم را
در ضلالت چوں بہایم مبتلا

نہ زبان تھی اور نہ اس قوم کا دین، جانوروں کی طرح گمراہی میں یہ مبتلا تھی

چون نہ بُد مختار بَل مجبور بود
لاجرم نزدِ خدا معذور بود

جب وہ مختار نہیں تھا، بلکہ مجبور تھا، تو یقینا خدا کے نزدیک معذور تھا

مثل گاؤو خر تو ایشان ر ابدان
دین نہ جوید کس زگا وان و خران

تو اسے گائے اور گدھے کی طرح سمجھ لے۔کوئی بھی گائے اور گدھے سے دین نہیں پوچھتا

در امورِ نیک و بداین اختیار
بعد دورے داد مارا کردگار

اچھے اور برے کاموں کا اختیار خدا نے ایک مدت کے بعد ہمیں دیا

زین سپس در عصر احجار جدید
مے کند انسان ترقی ہا مزید

اس کے بعد سے نئے پتھر کے زمانے میں انسان مزید ترقی کر رہا ہے۔

در جہان دورجدید آید ھمی
بو البشر اینک پدید آید ھمی

(میری کتاب کے اعتبار سے) دنیا میں نیا دور عنقریب آرہا ہے حضرت آدمؑ کا قصہ عنقریب آنے والا ہے

ختم شد این جا چو مضمونِ کتاب
باز گو واللّٰہ اعلم بالصواب

اس جگہ جب کتاب کا مضمون ختم ہو گیا۔ پھر کہہ دے ’’واللہ اعلم بالصواب!‘‘

تتمہ (حصہ دوم)

از

صحيفة التكوين

در تطبیق مباحث گذشتہ حصہ دوم بہ آیاتِ قرآنِ مبین و بیان ارتقائی انسان در تحت آیہ صحیفۃ التکوین کے دوسرے حصے کا تتمہ
حصہ دوم کی گذشتہ بحثوں کی قرآن مجید کی آیات سے تطبیق اور مندرجہ ذیل آیات کے تحت انسانی ترقی کا بیان

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

اور ہم نے انسان کو مٹی سے ست سے پیدا کیا، پھر ہم نے اسے ٹپکی ہوئی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ پر رکھا، پھر ہم نے اس بوند کو جمے ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اُس جمے ہوئے خون کو ایک لوتھڑا بنا دیا، پھر اُس لوتھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا پھر ہڈیوں کو گوشت کو لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا، غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔

(سورۃ المومنون، آیت: ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ پارہ نمبر: ۱۸)

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ
طِیۡنٍ ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ ۚ﴿۸﴾
ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ
وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۹﴾

اس نے جو بھی چیز پیدا کی، اسے خوب بنایا، اور انسان کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی، پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی، اور (انسانو!) تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دِل پیدا کیے، تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔

(سورۃ السجدۃ، ۸، ۷، ۹، پارہ: ۲۱)

فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ
ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَیۡرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمۡ ؕ وَنُقِرُّ
فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخۡرِجُکُمۡ
طِفۡلًا۔

ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر ایک جمے ہوئے خون سے، پھر ایک گوشت کے لوتھڑے سے جو (کبھی) پورا بن جاتا ہے، اور (کبھی) پورا نہیں بنتا، تاکہ ہم تمہارے لیے (تمہاری) حقیقت کھول کر بتا دیں۔ (سورۃ الحج، ۵، پارہ: ۱۷)

اینک از فضل خداوندِ جہان
بارور شد جدوجہد سالیان

یہ حق تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ کئی سالوں کی جدوجہد بارآور ہوگئی

اندرین سودا چو خود را سوختم
مشعلے در تیرہ شب افروختم

اس عشق میں خود کو جس طرح میں نے جلایا' ایک مشعل میں نے اندھیری رات میں روشن کی

۳۔قصہ تخلیق عالم سر بسر
گفتہ شد تا آمدِ ابؑ البشر

دنیا کی پیدائش کا تدریجی قصہ حضرت آدمؑ کی آمد تک بیان کیا گیا

شد ز تائیدِ الہ العالمین
بین عقل و نقل تطبیق چنین

اللہ تعالیٰ کی تائید سے' اس طرح عقل اور نقل کے درمیان مطابقت پیدا ہوگئ

کردہ ام در حصہٴ اول بیان
از ہیولیٰ تا ظہورِ زندگان

حصہٴ اول میں میں نے ہیولیٰ سے لے کر زندگی کے ظہور تک بیان کیا ہے

شد دوم جزوِ کتابم رہنما
سوئے شرحِ طَور ہائے ارتقا

میری کتاب کے دوسرے حصے نے طریقہ ہائے ارتقا کی تشریح کی طرف رہنمائی کی ہے

گر نمی دانی نباتی را صفات
گفتہ است قرآن ز زوجین نبات

اگر آپ نباتات کے متعلق نہیں جانتے تو سنیئے قرآن نے نباتات کو زوجین (جوڑا جوڑا) کہا ہے(وَمِنْ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ کی طرف اشارہ ہے)

خواندی آغاز حیوان رازِ آب
ہمچنین شد ذکر در اُمّ الکتاب

آپ نے حیوانات کا آغاز پانی سے پڑھا ہے قرآن مجید میں بھی اسی طرح مذکور ہے

گوید اے انسان اگر فہمیدۂ
ہمچو سبزہ از زمین روئیدۂ

قرآن ہمیں درس دیتا ہے کہ اے انسان اگر تو سمجھ دار ہے تو غور کر، سبزے کی طرح تو بھی زمین سے پیدا ہوا ہے

بودنِ احیا بہ دورے چون نبات
ذکر شد در بحثِ اطوارِ حیات

نباتات کی طرح ایک دور میں زندہ ہونا ''زندگی کے اطوار'' کی بحث میں ذکر ہو چکا ہے

چوں ز بحر آمد بہ خشکی فوجِ حے
بود زاحف ہر یک از انواعِ وے

جب سمندر سے خشکی کی طرف حیوانات کی فوج آئی تو وہ سبھی رینگنے والے جانوروں پر مشتمل تھی

دورِ اول بود دَورانِ زحاف
نیست با قرآن درینجا اختلاف

پہلا دَور رینگنے والے جانوروں کا دور تھا قرآن کو اس بات سے کوئی اختلاف نہیں

در کلام اللہ خداوند حکیم
گفت از ماشی علی البطن قدیم

خداوندِ حکیم کے کلام میں (انسان کو) قدیم ''ماشی علی البطن'' (یعنی پیٹ کے بل رینگنے والا) میں سے کہا گیا ہے

درو جود آمد پس آن نوعِ دواب
بردو پا پویان وہم جنسِ ضباب

جانوروں کی اس نوع کے بعد دو پیروں پر چلنے والے اور گوہ کے ہم جنس جانور وجود میں آئے

آنکہ یک نوعش شدہ طیر فضا
از زمین رفتست بالا در ہوا

وہ جس کی ایک نسل پرندہ بن کر زمین سے ہوا کی طرف اڑنے لگی تھی

ذکرِ اوکردست قرآن سر بسر
از گروہِ چارپایان پیشتر

ان کا چوپایوں سے پہلے ہونے کا ذکر قرآن نے واضح طور پر بیان کیا ہے

دابۂ ماشیٔ علی الرجلین را
گر تو انسی گفتۂ کردی خطا

اس کتاب میں مذکور دو پایوں کو اگر آپ نے انسان سمجھا ہے تو آپ نے غلطی کی ہے

کے توان ماندن بہ منہاجِ صواب
گر بگوئی انسیان را از دواب

انسانوں کو حیوانوں میں شمار کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے

بعد ازین ہا در کلامِ کبریا
ذکر آمد از دوابِ چارپا

ان (مذکورہ حیوانات) کے بعد کلامِ الٰہی میں جانوروں میں سے چوپایوں کا ذکر آیا ہے

دربیانِ خلق نوعِ انسیان
ہست ارشادِ خداوندی عیان

نوعِ انسانیت کی تخلیق کے بیان میں حق تعالیٰ کا ارشاد واضح ہے۔

عقد ہائے ارتقائی ابتدا
گشت در المؤمنون حل بہرِ ما

ارتقا کے ابتدائی عقدے سورۃ المومنون میں ہمارے لیے کھول دیئے گئے ہیں

معنیش رامن بدانستم چنین
ہست انسان از سلالِ پاک طین

اس کے معنی میں نے اس طرح سمجھے ہیں کہ انسان پاک مٹی کے جوہر سے بنا ہے

بعد دورے آن ز گل رستہ سلال
نطفہ شد از حکم ربِّ ذوالجلال

جو ایک دور کے بعد جوہر مٹی سے نکل کر رب ذوالجلال کے حکم سے نطفہ بن گیا

داشت آنرا حکمت پروردگار
در یکے محکم مقامے برقرار

پروردگار کی حکمت نے اس کو ایک مضبوط مقام میں برقرار رکھا۔

چون بچسپیدند باہم نطفہ ہا
شد علق پید از حکمِ کبریا

جب کئی نطفے آپس میں ملے، تو بحکم خداوندی ان سے علق (جما ہوا خون) پیدا ہو گیا

ہمبرین بگذشت دورانِ زمان
آن علق شد مضغۂ بے استخوان

اسی طرح زمانے کے ایام گذرتے گئے، پھر وہ علق مضغہ (یعنی بغیر ہڈیوں کے گوشت کا لوتھڑا بن گیا)۔

مضغہ چون شد درصدف پنہان تمام
مے توان فہمید تخلیق عظام

مضغہ موتی کی مانند جب صدف میں مکمل طور پر چھپ گیا' تو ہڈیوں کی تخلیق اس سے سمجھی جاسکتی ہے۔

بعضِ حیوانات بالائی صدف
ساختند از لحم نرم خود تحَف

بعض حیوانات (مراد ڈائنوسارز) نے صدف (یعنی سیپیوں یا ہڈیوں) کے اوپر اپنے نرم گوشت سے ڈھال بنالی

بر صدف کسوت زِ لحمِ زندگان
خلعتے بود از خداوندِ جہان

صدف (یاہڈیوں) پر جانوروں کے گوشت کا لباس حق تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے خلعت (یعنی لباس) کے مانند تھی۔

در کسونا اللحم معنی ہست این
شد مفسر عاجز از تشریحِ این

کسونا اللحم (فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْماً) میں اس کا یہی مفہوم ہے' مفسرین اس کی تشریح سے عاجز ہو گئے تھے

ہر زمان بگزید اطوارِ دگر
خلق آخر گشت انسِ پر ہنر

ہر زمانے کے مختلف (ماحول سے مختلف) طریقے اخذ کر کے آخر کار ہنر مند انسان پیدا ہو گیا

ذی المعارج ہست خلاقِ جہان
صاعدا نستیم برآن نردبان

خلاقِ عالم بہت بلندیوں والا ہے ہم نے اسی کی مہربانیوں سے ترقی کی ہے.

آیت سجدہ اشارت سوئی آن
کرد در ''مِن طِین'' بہرِ نکتہ دان

سورۂ سجدہ نے ''من طین'' سے نکتہ دان کے لیے اس کی طرف اشارہ کیا ہے

گفت حق آغازِ تخلیق از گِل است
پس بداند ہر کہ اوروشندِل است

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تخلیق کا آغاز مٹی سے ہے، پس اس بات کو ہر روشن دِل آدمی جانتا ہے

از سلالِ ماء وطین آغاز بود
سوئے اطوارِ دگر پرواز بود

پانی اور مٹی کے جوہر سے اس کا آغاز تھا، دیگر طریقوں کی طرف (اس کا ارتقا) اس کی پرواز تھی (یعنی مضغہ اور علقہ وغیرہ کی طرف)

گوید این آیت کہ نسلش برزمین
شد روان از نطفۂ ماء مہین

یہ آیت کہتی ہے کہ اس کی نسل زمین پر گاڑھے پانی (نطفے) سے جاری ہوئی

نسل او چون یافت درگیتی قیام
بر صراطِ ارتقا شد تیز گام

اس کی نسل نے جب زمین میں قیام کیا، تو ارتقا کے راستے پر تیزی سے چل پڑی۔

بعد دَورے حق برائے تربیت
داد جسمِ انسان را تسویت

ایک دور کے بعد حق تعالیٰ نے تربیت کے لیے، انسانوں کے جسم کو برابری عطا فرمائی

گشت خوش اندام و زیبا قالبش
اختصاصے داد کو شُد طالبش

وہ خوش اندام اور خوبصورت اجسام والے ہو گئے' یہ خصوصیت صرف ان ہی کو عطاء کی گئی۔ جو اس کے طلبگار ہوئے۔

ذکر تسویت بہ قرآنِ مبین
قبل نفخِ روح آمد بالیقین

قرآن مبین میں (جسم کی) برابری کا ذکر (جسم میں) روح پھونکنے سے پہلے یقینا آیا ہے

گرچہ انسان یافت جسمِ دلفریب
داشت کے این عقل و این نطق آن غریب

اگرچہ انسان کا جسم دلفریب تھا' لیکن عقل اور قوت گویائی اس بے چارے کو حاصل نہ تھی

از ہمان ادوار و حالِ ما مضا
با تو قرآن گفت رمزِ ہَل اتٰی

اسی دور اور گذشتہ حالت کے متعلق قرآن نے تجھ سے ''ہل اتٰی'' کی رمز بیان کی

چون برین بگذشت دَورے باز حق
خواست دادن انس را دیگر سبق

جب اسی حالت پر ایک زمانہ گذر گیا' تو حق تعالیٰ نے انسان کو ایک اور سبق دینا چاہا

بردلش اسرار ربانی بتافت
امتیازِ نَو ازان انوار یافت

اس کے دل میں اسرارِ ربانی چمکے' ان انوار سے اس نے نیا فرق امتیازِ پایا

مدعا از نفخِ این روحِ جدید
ہست بر وے از حق اکرامِ مزید

اس نئی روح کے پھونکنے کا مدّعا، حق تعالیٰ کی طرف سے اس پر مزید انعام فرمانا ہے

رتبتش شد از دگر حیوان بلند
چشم وگوشش پر تو لطفِ حق اند

دیگر حیوانات سے اس کا مرتبہ بلند ہو گیا، اس کی آنکھ اور کان حق تعالیٰ کی مہربانی کا عکس ہیں

زانکہ انسان راہمیں سمع و بصر
داد فوقیت زحیوانِ دگر

اس لیے کہ انسان کو اسی سماعت اور بصارت کے ذریعے، دیگر حیوانات پر فوقیت حاصل ہے

گر بخواہی شرحِ این رازِ نہان
در ضمیمہ کردہ ام تفصیل آن

اگر تجھے اس پوشیدہ راز کی تشریح مطلوب ہے تو ضمیمہ میں میں نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے

ختم شد این جا بیانِ ارتقا
تا بہ دَورِ انسیان از ابتدا

یہاں ابتدا سے انسان کے ارتقائی دور تک کا بیان ختم ہوا

ارتقائی جملہ افرادِ بشر
ہست در قرآن مشرّح سر بسر

تمام افرادِ انسانی کا ارتقا قرآن میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے

اولین آغازِ ما اندر زمین
مے شود در صورتِ ماء مہین

اولاً زمین میں ہمارا آغاز گاڑھے پانی کی صورت میں ہوتا ہے۔

نطفہ را گفتست جزوے درمنی
ہست این فرمودۂ ربِّ غنی

اللہ تعالیٰ نے نطفے کومنی کا جزء قرار دیا ہے

نطفۂ جویائے زوجش را خدا
نطفۂ امشاج میگوید بما

جوڑے کے متلاشی نطفے کو اللہ تعالیٰ نے نطفۂ امشاج کہا ہے(آپس میں ملنے والا نطفہ)

آنکہ ازوے خلقتِ اولیٰ بود
وصفِ آن نطفہ اذا تُمنٰی بُوَد

اس لیے کہ اسی (نطفے) سے پہلی خلقت ہوئی ٗ اس نطفے کی صفت ''اذا تمنیٰ'' (جب نطفہ ڈالا جاتا ہے) ہے

نیز اندر سورۂ حج شد رقم
ارتقائے ہریک از مادر رحم

نیز سورۂ حج میں ہم میں سے ہر ایک کا ارتقا رحم میں ہونا مذکور ہے

بعد جدو جہد عمرے عاقلان
گفتہ اند احوال ادوارِ زمان

ایک طویل جدو جہد کے بعد دانشوروں نے زمانے کے ادوار کا حال بیان کیا ہے

لیک مے بینی کہ قرآنِ کریم
کرد شرحِ جملہ اسرارِ قدیم

لیکن تو دیکھتا ہے کہ قرآن کریم نے تمام قدیم اسرار کی تشریح فرمادی ہے

پس چرا آرد کسے قرآن را

در تصادم با علوم دَورِ ما

تو پھر قرآن کو کوئی ہمارے دور کے علوم سے متصادم کیوں کر سمجھتا ہے

من نمے گویم حکیمانِ فرنگ

در بحورِ علم و دانش چون نہنگ

میں نہیں کہتا کہ انگریز سائنس دان، علم و دانش کے سمندر میں مگر مچھ (سردار) کی طرح ہیں

غایتِ علمِ خدا فہمیدہ اند

بہرِ مسلم مقتدا گردیدہ اند

اللہ تعالیٰ کا، ہمیں علم دینے کا مقصد انھوں نے سمجھا، اور مسلمانوں کے لیے رہبر بن بیٹھے

بل بہ قرآن است سِرِّ لایزال

ہمنوایش می شوند اہلِ کمال

بلکہ قرآن تو حق تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی قدرت کاملہ کے رازوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے اس کے ہمنوا اہلِ کمال ہی ہو سکتے ہیں۔

ہست قرآن زندہ و ہردم بتو

نَو بہ نَو گوید مسائل مو بہ مو

قرآن زندہ ہے اور ہر وقت تیرے سامنے نئے سے نئے مسائل کھول کر بیان کرتا ہے

مے دہد قرآن بہ انسانِ عجول

ہر زمان درسِ علیٰ قدرِ عقول

عجلت پسند انسان کو قرآن ہر دور میں بہ قدرِ عقل سبق دیتا ہے

تاقیامت این کتابِ مستطاب
رہنما باشد بہ منہاجِ صواب

قیامت تک یہ مقبول ترین کتاب سیدھے رستے کے لیے رہنما ہے

ہست قرآن مغزو عالم مثل پوست
رازِ احیائے مِلَل ہم اندروست

قرآن مغز ہے اور دنیا کھال کی طرح ہے اقوام عالم کے بقاء کا راز بھی اسی کے اندر ہے

گفتۂ اللہ کانِ حکمت است
کاشفِ سر بستہ رازِ فطرت است

اللہ کا فرمان حکمت کی کان ہے۔ فطرت کے سر بستہ رازوں سے پردہ اٹھانے والا ہے

آنکہ تنہا جملہ عالم آفرید
ذکر افعالش نہ جز اورا سزید

وہ جس نے پورا عالم پوری کائنات تنہا پیدا فرمائی اس کے کاموں کا ذکر اس کے سوا کسی کو سزاوار نہیں

نے وزیرے داشت خالق نے پسر
نے رفیقے نے مددگارِ دگر

نہ اس کا وزیر ہے نہ کوئی بیٹا' اور نہ دوست ہے اس کا نہ ہی کوئی مددگار رہے

امرِ کُن داد و جہانِ بے شعور
ارتقائے کرد از امواجِ نُور

اس نے ''امرِ کُن'' فرمایا اور بے شعور دنیا نے نور (روشنی) کی امواج سے ارتقا کیا

پس چہ باید کار سازِ دیگرے
باخدائے دو جہاں یک ہمسرے

پس رب العلمین کا کوئی ہمسر اور اس کے ساتھ کوئی اور کارساز کیسے ہوسکتا ہے

صالح آن کو حکمِ حق آرد بجا
نسل اوگردد بہ عالم مقتدا

متقی وہ ہے جو حق تعالیٰ کا حکم بجالائے، اور اس کی نسل دنیا کے لیے رہنما بن جائے

لیک نافرمان ذاتِ کبریا
طالحِ گُم کردہ رہ گردد فنا

لیکن جو حق تعالیٰ کا نافرمان اور گمراہ ہے وہ تباہ ہو جائے گا

جملہ مخلوق اندو خالق خود یکی است
غیر مسلم واقفِ این راز کیست

تمام مخلوقات (چیزیں) اس کی پیدا کردہ ہیں، اور خالق خود اکیلا ہے۔ غیر مسلم اس راز سے کہاں واقف ہے

اندرین جا ختم شد متن کتاب
یک ضمیمہ مے نویسم در شتاب

یہاں کتاب کا متن تمام ہوا، اب ایک ضمیمہ لکھوں گا

قصۂ آدم بگویم اندران
نیز از نوح و زطوفانش بدان

اس میں آدمؑ کا قصہ بیان کروں گا، نیز حضرت نوحؑ اور ان کے طوفان کا قصہ بھی اس میں پڑھ لیجیے گا

تادرین جا با طبیعیات کار
بود در نظمِ صحیفہ آشکار

اس منظوم کتاب میں اب تک کی چیزوں کی طبعی وضاحت تھی

اینک از اخلاق و بحثِ دینیات
می کنم تکمیل تصویرِ حیات

اب عنقریب تھوڑی سی اخلاقیات اور دینیات کی بحث کے ساتھ زندگی کے تصور کی تکمیل کرتا ہوں

نزدِ من قرآن کہ گفتارِ خداست
تاقیامت انسیان را رہنما ست

میرے نزدیک قرآن جو کہ اللہ کا کلام ہے' قیامت تک کے انسانوں کے لیے رہنما ہے

نقص در قولِ خدا ہر گز مجو
نقص ہاباشد بہ فکرِ خامِ تو

خدا کے کلام میں ہر گز نقص تلاش نہ کر تیری (ہی) کمزور سوچ میں کئی نقص ہوں گے

تو بنہ برچشم خود انگشت را
تادو بینی ماہ را اندر سما

تو اپنی آنکھ پہ اپنی انگلی رکھ حتی کہ اسطرح تجھے آسمان میں دو چاند نظر آئیں گے

فرق اندر زاویہ آر اند کے
جفت بینی طاق را دورا یکے

زاویہ نگاہ میں تھوڑا سا فرق پیدا کر کے دیکھ تو تجھے جفت کا طاق اور طاق کا جفت نظر آئے گا

پس برین حس رکیکِ خود مناز
اسپ در میدان یزدانی متاز

پس اپنی اس باریک حس پر ناز نہ کر خدا (کی تخلیق) کے میدان میں گھوڑا مت دوڑا

شمعِ راہت نورِ سبحانی بس است
رہبرِ تو علمِ قرآنی بس است

تیرے لیے اللہ کا نور (علم دین) ہی مشعل راہ ہے تیری رہنمائی کے لیے قرآن کا علم ہی کافی ہے

در جہان نورِ خدا غیر از کلام
نیست دیگر ختم خوشتر والسلام

دنیا میں قرآن کے علاوہ خدا کا نور کوئی نہیں، میں نے اچھے انداز (یعنی حمدِ باری تعالیٰ سے اپنی کتاب کا اختتام کیا والسلام۔

فصلِ یازدہم

درحالاتِ آدم علیہ السلام و بنیادِ خیر وشر و ذکر طوفان نوح علیہ السلام
حضرت آدمؑ کے حالات، اچھائی اور برائی کی بنیاد اور قصہ نوحؑ

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٧٣﴾

ترجمہ: ہم نے یہ امانت آسمانوں اوزمین اور پہاڑوں پر پیش کی، توانہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اوراس سے ڈر گئے، اور انسان نے اس کا بوجھ اٹھا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم، بڑا نادان ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو، نیز مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے گا، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب، آیت: ۷۲، ۷۳، پارہ نمبر: ۲۲)

اے خداوندِ دو عالم کردگار
خالق ارض و سما لیل و نہار

اے دو جہاں کے مالک، زمین و آسمان اور دن اور رات کو پیدا کرنے والے

عبد خودرا اے خداوندِ کریم
گامزن کن بر صراطِ مستقیم

اے خداوندِ کریم اپنے بندے (مصنف اور مترجم) کو صراطِ مستقیم پر چلا

خالق عالم اللہ العالمین
گفت از آدم بہ قرآنِ مبین

اللہ تعالیٰ نے قرآن مبین میں حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا

بہرِ شرحِ حال آن دَورِ کہن
تا بہ حدِّ وسعِ خود را نم سخن

اس قدیم دور کے حالات کی تشریح کے لیے اپنی دسترس کے مطابق بات کرتا ہوں

از چہ رو آمد تمیزِ خیر و شر
نو خیالے بین افرادِ بشر

انسان کے ذہن میں ایک نیا خیال اور خیر وشر میں امتیاز کس طرح ہوا؟

گویم اول حال سطحِ این جہان
بعد ازان از آدمؑ وآلش بدان

اس دنیا کی سطح کی حالت پہلے بیان کرتا ہوں، اس کے بعد آدمؑ اور ان کی اولاد کے متعلق پڑھئے گا

بود در دَورانِ ثلج این ماجرا
حالتِ آن سر بسر گویم ترا

برفانی دور کے زمانے کا یہ قصہ ہے اس کی حالت میں آپ سے وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہوں

آب رادر بحر ہاثلجِ شمال
کم نمود و در فگند اندر زوال

سمندروں کے پانی کو شمالی برف باری نے (منجمد کرکے) کم کیا اور رو بہ زوال کر دیا

بود ساحل خشک و تا آنجا بیاب
آنچہ سہ صد گز کنون بینی بہ آب

ساحل بھی خشک تھا اور وہ جگہ بھی، جہاں اب تین سو گز (گہرا) پانی ہے

ملک سر اندیپ در آن روزگار
داشت وسعت تا بہ قربِ زنگبار

اس زمانے میں سراندیپ، زنجبار تک وسیع ہوتا تھا

جائے قلزم خطۂ سیراب بود
خضرتِ جنّات و نہرِ آب بود

(بحر) قلزم کا خطہ سیراب تھا' سبزے کے باغات اور پانی کی نہریں تھیں۔

رفت یک دریامیانِ این وطن
سوئے بحرِ رُوم از ملکِ یمن

ملکِ یمن سے بحیرۂ روم کی طرف ایک دریا اس خطے کے درمیان سے گذرتا تھا

رودہا از نجد دروے ریختند
سبزہ زاری ہر طرف انگیختند

نجد کے دریا اس میں گرتے تھے اور ہر طرف باغات اگا کرتے تھے

جائے بحرِ روم یک آباد بَر
بُود ملکے پرزانہارو شجر

بحیرۂ روم کے مقام پر خشکی کا ایک خطہ درختوں اور نہروں سے مالا مال تھا

داشت این وادی دو دریاچہ کلان
یک بہ مشرق یک بہ مغرب آن زمان

اس وادی میں دو بڑے بڑے دریا تھے' ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف تھا

نیل وہم از بحر اسوَد رُودِ آب
ریخت در دریاچۂ شرقی بیاب

اس زمانے میں دریائے نیل اور بحیرۂ اسود کا پانی بھی مشرقی دریا سے ملتے تھے

گفتمت دیوان بہ ملکِ آسیا
درا روپا نیز در افریقیا

میں نے بیان کہ ایشا، یورپ، اور افریقہ کے مما لک میں

حکمرانی داشتند قبل از بشر
اہرمن بودند ہر سو منتشر

انسانوں (کی آمد) سے پہلے دیو حکمران تھے اور ہر طرف پھیلے ہوئے تھے

خطۂ بحرِ عرب از ابتدا
بود جائے انسیانِ باصفا

بحیرہِ عرب کا خطہ ابتدا سے ہی' پاک طینت انسانوں کا مسکن تھا

ہم از آن جاتا لبِ دریائی چین
نوعِ انسی بود درسا حل مکین

اس مذکورہ جگہ سے دریائے چین کے کناروں تک انسانوں کی نسل ساحلوں پر مقیم تھی

آمدو رفتِ ہمینان بود بیش
با گروہِ جنیان در قرب خویش

ان لوگوں کی آمدورفت قرب میں بسنے والے جنات کی طرف بہت زیادہ تھی

این گروہِ انس با دیوِ عدو
گاہ جنگے کرو وگہ شد صلح جو

انسانوں کا یہ گروہ دشمن دیوؤں کے ساتھ کبھی تو جنگ کرتا تھا اور کبھی صلح

نسل انسی رفتہ اندر ملک ہا
بود با دیوان بیک جا قرنہا

انسانوں کی نسلیں کئی مما لک تک پھیل گئیں، اور کئی صدیوں تک دیوؤں کے ساتھ رہیں

چند ہا بودند اندر ہر مقام
پیش دیوان چون کنیزان و غلام

ہر ملک میں کئی انسان، دیووٴں کے سامنے لونڈیوں اور غلاموں کی طرح رہ رہے تھے

خوئے خوب اِین کسان شد منہدم
سیرتِ شان شد چو دیوانِ دژم

ان لوگوں کی اچھی عادات منہدم ہوگئیں، ان کی خصلتیں بد دماغ دیووٴں جیسی ہوگئیں

عادتِ عفریت وَ دد را یافتند
جانب ہر فعل بد بشتافتند

عفریت اور درندوں کی عادات انھوں نے اپنائیں، اور ہر بُرے فعل کی طرف مائل ہوئے

خوئے انسانی ز آنہا دور بود
شکل ایشان زشت و نازیبا نمود

انسانی عادات ان سے دور تھیں ان کی شکلیں بُری اور بدنما ہوگئیں

مسخِ دل آرد بہ صورت فرقہا
بہرِ دل باشد چو آئینۂ لقا

دل جو کہ چہرے کے لیے آئینہ ہوتا ہے مسخ ہونے کی وجہ سے ان کی شکل بھی بگڑ گئی تھی

درکتابِ خویش نامِ این کسان
دیو زادان کردہ ام نے انسیان

میں نے اپنی کتاب میں ان لوگوں کا نام دیوزاد (دیووٴں کی اولاد) رکھا ہے نہ کہ انسان

نیک میدانی کہ انسان در سرشت
بود پاک از این ہمہ اطوار زشت

تو جانتا ہے کہ انسان کی سرشت (فطرت) میں نیکی تھی اور ان تمام بری عادات سے پاک تھا

لیک از تقلیدِ دیوانِ دُنی
دروے آمد ریمن واہر یمنی

لیکن بے وقوف دیوؤں کی تقلید سے اس میں بغاوت اور سرکشی پیدا ہوگئی

ثلج اخریٰ کرد چون روبہ زوال
خشک تر گشتند اقطاعِ شمال

جب دوسرا برفانی دور ختم ہوتو شمال کے اکثر خطے خشک ہو گئے

ملک شد چون گرمتر جنّی رمید
دَورِ استیلائے انسانی رسید

جب زمین خوب گرم ہوئی تو جنات دم دبا کر بھاگ گئے اور انسانوں کا عظیم دور شروع ہوا

انسیانِ خطۂ بحر العرب
خونِ ایشان پاک ہم عالی نسب

بحیرۂ عرب کے خطے کے پاکیزہ اور عالی النسب انسان

قوم خوشخوئے برہنہ کم سواد
از جنوب آمد سوئے دیگر بلاد

خوش اخلاق، بے علم اور برہنہ بدن قوم جنوب سے نکل کر دیگر مما لک کی طرف آ گئی

از وطن این قوم چون بیرون دوید
جائے بحرِ روم و قلزم را گزید

اپنے وطن سے نکل کر یہ قوم بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کے پاس آئی

قرنہا این انسیان در آن وطن
بے خبر بودند زآسیبِ زمن

یہ انسان ایک مدت تک اسی علاقے میں زمانے کے آسیب سے بے خطر ہو کر پڑے رہے

اندران دَوران ز حکمِ ذوالجلال
بود دَورِ ثلج را وقتِ زوال

اللہ کے حکم سے اس دور میں برف کا پگھلاؤ شروع ہو چکا تھا

از حرارت برف ہر جا میگداخت
زانکہ گرمی کوسِ دولت را نواخت

گرمی کی وجہ سے ہر جگہ سے برف پگھلنا شروع ہوگئی کیونکہ گرمی نے دولتِ زندگی کا نقارہ پیٹ دیا تھا

آب اندر بحرمے شد بیشتر
ہر دم از ساحل قدم زد پیشتر

یوں سمندوروں میں پانی کا اضافہ ہو گیا جو ہر وقت ساحلوں کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

ہر طرف اندر سواحل بالعموم
موج آب آورد بر خشکی ہجوم

عموماً تمام ساحلوں پر پانی کی موجیں خشکی کی طرف بڑھ رہی تھیں

ملک ساحل جملگی غرقاب شد
نسل انسی نذر موج آب شد

تمام کے تمام ساحلی ممالک زیر آب آ گئے اور انسانی نسل پانی میں غرق ہوگئی

نیز آمد اندران دوران پدید
بر زمین تغویر و تنجید جدید

نیز اس دور میں زمین میں تغویر اور تنجید (بلندی اور پستی) ظاہر ہوئی

از دیارِ شام تا کوہِ قمر
سطحِ گیتی گشت شق آن دم نگر

بلادِ شام سے لے کر کوہ قمر تک تمام سطح زمین پھٹ گئی (یعنی اس میں گڑھے پڑ گئے)

در اقالیمِ دگر ہم مے توان
یافتن آثار جنبش را بدان

دیگر ممالک میں اس جنبش (زلزلے اور حرکت) کے آثار دیکھے جاسکتے ہیں

موجِ آب آورد دَر آن دَور زور
رخنہ در جبرالٹر کرد آب شور

اس زمانے میں پانی کی موج قوت سے آئی اور جبرالٹر میں رَخنے ڈال گئی۔

ہم زباب المندب آمد موجِ آب
ملک ہارا کرد نابود و خراب

باب المندب سے بھی پانی کی موج آئی، کئی ممالک کو اس نے معدوم اور ویران کردیا

انسیان را قلزم و دریائے شام
برد در آغوشِ خود نا شاد کام

انسانوں کو بحیرۂ قلزم اور دریائے شام نے اپنی آغوش میں لے کر افسوسناک انجام سے دوچار کیا

قبل غرقابی ندانم و انمود
تاچہ حدا نسان ترقّی کردہ بود

غرق ہونے سے پہلے میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا تھا اور انسان نے کس حد تک ترقی کی تھی

لیک میگویم زتخمین و قیاس
گفتگو رامے نہاد آندم آساس

لیکن میں تخمینے اور اندازے سے کہتا ہوں کہ اس بھی وقت انسان اپنی بنیاد رکھتا تھا

بعد ازین دَورانِ نقصان و فتور
بوالبشر کرد اندرین دنیا ظہور

نقص وفتور کے اس دور کے بعد آدمؑ کا اس دنیا میں ظہور ہوا

توچرا پرسی زمن این ماجرا

آدم آمد اندران دم از کجا

آپ مجھ سے یہ قصہ کیوں پوچھتے ہیں کہ حضرت آدمؑ اس دور میں کہاں سے آ گئے۔

ارتقائے تازہ اش دادہ خدا

یا کہ طفلے بود رُستہ از فنا

خدا نے آپؑ کو نیا ارتقا بخشا تھا! یا کہ آپؑ دستِ فنا سے بچے ہوئے ایک بچے تھے

یا زِ گل آن کالبد را ساختند

روح را اندر تنش انداختند

یا آپؑ کا مٹی سے جسم بنایا گیا تھا اور آپؑ کے جسم میں روح ڈال دی تھی۔

تو ز فکرِ خویشتن برگو جواب

وردِ من واللہ اعلم بالصواب

تو اپنی سوچ کے مطابق جواب دے، میرا ورد تو واللہ اعلم بالصواب ہے۔

پیشِ او بودند اشیا مختصر

نام ہا بنہاد ہریک را دگر

ان کے سامنے مختصر سی اشیاء تھیں، جن میں سے ہر ایک کا انھوں نے علیحدہ علیحدہ نام رکھ دیا

ہمچنین گفت ست مولانا بیاب

عَلَّمَ الاسما ست آدم را خطاب

اسی طرح فرمایا ہے ہمارے مولیٰ نے 'علم الاسماء'' ہے آدمؑ کا خطاب (وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کی طرف اشارہ ہے)۔

آدم و حوا دران باغِ ارم
بے خبر بودند از رنج و اَلَم

آدم اور حوّاؑ اس باغِ ارم میں مصائب و تکالیف سے بے خبر تھے

نطق را با یک دیگر آموختند
فائدہ از یک دگر اندوختند

ایک دوسرے کو انھوں نے زبان سکھائی' ایک دوسرے سے انھوں نے فائدہ حاصل کیا

در جنانِ خویش خُرّم زیستند
دانۂ عشقے بہ عالم بیختند

اپنے باغ میں انھوں نے ہنسی خوشی زندگی گذاری' دنیا میں انھوں نے عشق کا بیج بویا

برزمین آغازِ عشق از آدم است
عشق بنیادِ بنائے عالم است

زمین پر عشق کا آغاز آدمؑ سے ہے' دنیا کی تعمیر کی بنیاد عشق ہے

داد شکل جملہ عالم را وجوب
جذب در ذرّات و جذب اندر قلوب

اللہ تعالیٰ نے دلوں میں اور ذرات میں قوتِ کشش ڈال دی

حُبّ خالص خاصۂ دادار بود
قلبِ آدم پُر ازان انوار بود

خالص محبت اللہ تعالیٰ کا خاصہ تھا' اور آدمؑ کا قلبِ مبارک اس نور سے لبریز تھا

انسیانِ چند دیگر یافتند
از محبت جنتے آراستند

انھوں نے چند اور انسان پائے' اور آپس میں الفت و محبت کی بدولت ایک جنت سجالی

از مثالِ آدمِ پاکیزہ دین
بود ناپیدا در انجا بغض و کین

پاکیزہ عادات والے آدمؑ کی وجہ سے بغض اور کینہ ناپید ہو گیا

کارہایش دل پسند و خوب بود
انقیادش جملہ را مرغوب بُود

آدمؑ کے افعال دل پسند اور اچھے تھے‘ ان کی اطاعت تمام کو پسند تھی

کرد آدم را زمانہ انقیاد
غیر از دیوان و نسل دیوزاد

(انسانی) دنیا نے آدمؑ کی اتباع کی‘ سوائے دیوؤں اور ان کی نسل کے۔

خواستم این جاکہ آرم در بیان
حالِ آدم را بہ گل گشتِ جنان

میں نے چاہا کہ اس مقام پہ آدمؑ اور جنات کے مابین کشا کشی کا تذکرہ کر دوں

چیست رمزِ سجدۂ جملہ ملک
ازچہ شد ابلیس ملعون یک بیک

تمام فرشتوں کے سجدہ کی طرف کیا اشارہ ہے؟ کس وجہ سے ابلیس یکا یک ملعون ہو گیا

درد لم وقتِ نوشتن عزم بود
زان شجر گویم کہ ممنوعش نمود

لکھنے کے وقت (شروع سے ہی) میرے دل میں پکا ارادہ تھا‘ کہ اس درخت کے بارے میں لکھوں گا جسے ممنوع کہا گیا۔

ازچہ رو آدم زجنت شد برون
از کجا آمد فساد و کشت و خون

کس وجہ سے آدمؑ جنت سے باہر ہوئے‘ کہاں سے فساد اور قتل وخون آیا

گویم از حالاتِ ابلیسِ لعین
از اشارت ہائی قرآنِ مبین

قرآن کے اشاروں سے میں ابلیس ملعون کے واقعات لکھتا ہوں

ذکر این جملہ بہ ابیاتِ دری
کردہ بودم در اوایل سرسری

ان تمام چیزوں کا ذکر میں نے اپنے فارسی اشعار میں شروع شروع میں سرسری سا کیا تھا

بہرِ تسکین دلِ مُلاّئے من
شد تلف آن لُولُوئ لالائے من

میرے ملا کے دل کی تسکین کے لیے، میرے باغ کے وہ موتی تلف ہو گئے تھے

آنچہ قرآن گفت آمنا بگو
منکشف گردد دَرِ معنیٰ بہ تو

جو کچھ قرآن نے کہا ہے اس پہ آمنا کہہ، معانی کا دروازہ تجھ پر کھل جائے گا

این قدر گویم کہ در آن بزمِ شاد
دیو بنیادِ عداوت رانہاد

اتنا کہتا ہوں کہ اس خوش وخرم بزم میں، دیووں نے عداوت کی بنیاد رکھی

برخلافِ حکمِ خالق یکسری
برعداوت کرد شان را رہبری

حق تعالیٰ کے حکم کے یکسر خلاف، دشمنی پر انھوں نے لوگوں کی رہنمائی کی

درمیانِ شان زمکرِ دیوزاد
دشمنی از زرع و از زن اوفتاد

دیووں کے مکروفریب سے لوگوں کے درمیان زن اور زمین کی وجہ سے دشمنی پڑ گئی

اِهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِیۡعًا گفت رب
بہرِ تادیب گروہِ بے ادب

اهبطو منها جمیعا (تم سب پستی کی طرف چلے جاؤ) فرمایا اللہ نے۔ان بے ادبوں کو ادب سکھانے کے لیے

در صعودت مسخ دل آرد ہبوط
جنتِ دل یا بد از کینہ سقوط

بلندی سے پستی کی طرف گمراہ دل لے آیا، اور دلوں کی جنت کینہ کی وجہ سے مفقود ہو گئی

بوالبشر آزردہ شد از دیگران
یافت از آزردگی قلبش زیان

آدمؑ دوسروں کی وجہ سے پریشان ہو گئے، پریشانی کی وجہ سے آپؑ کے دل پہ چوٹ لگی

چون دلِ او مہبطِ انوار بود
باخبر از لغزش خود گشت زود

چونکہ ان کا دل انوار کے اترنے کی جگہ تھا، اپنی لغزش سے وہ بہت جلدی باخبر ہو گئے

از میانِ قومِ خود بیرون دوید
در تہامہ آن زمان مسکن گزید

اپنی قوم سے باہر بھاگ گئے، اور اس زمانے میں تہامہ میں مسکن بنایا۔

کرد پیشِ ربِّ خود یکجا قیام
جائے کعبہ باشد آن نیکو مقام

اپنے رب کے سامنے ایک جگہ قیام فرمایا (کھڑے ہوئے) کعبہ کی جگہ ان کا نیک مقام تھا

پس تضرع کردو عجزواعتذار
تا ازو خوشنود شد پروردگار

پس انھوں نے عاجزی، معذرت اور انکساری کی تا کہ ان کا رب ان سے خوش ہو جائے

چون بیامد پیشِ او حوا دوبار
یافت اُو را دَر دِگر حال آشکار

جب حوّاؑ ان کے سامنے دوبارہ آئیں، تو انھیں اس دوسری حالت میں پایا۔

کردہ برگِ سبزرا ملبوسِ تن
گفت باحوّا تو زینسان کن کہ من

سبزے کے پتوں کو جسم کا لباس بنا کر حوّاؑ سے کہا کہ ایسا ہی کریں جیسا کہ میں نے کیا

شد ازان دم درجہان پیدا حیا
گوہرِ زیبا زکانِ کبریا

اس وقت سے دنیا میں حیا پیدا ہو گئی۔ جو حق تعالیٰ کے خزانے سے ایک خوبصورت گوہر تھا۔

یافت در تلبیس شیطانِ غوی
آدمی سرِّ امورِ دنیوی

شیطان مکار کی تلبیس میں انسان امورِ دنیا کے اسرار سے آگاہ ہوا۔

خوئے نیکِ بوالبشر را نیز دید
ہم شرور دیو مردودِ پلید

آدمؑ کی نیک عادت کو بھی اس نے دیکھا، اور دیو مردود کے ناپاک شرور کو بھی

نیک را چون دید با بد روبرو
امتیاز یک زدیگر کرد او

نیک اور بد کو جب اس نے روبرو دیکھا، ایک کا دوسرے سے اس نے فرق کر لیا

چون بیامد امتیازِ نیک و بد
اختتامِ دَورِ مجبوری رسد

جب نیکی اور بدی کے درمیان فرق ہوا' تو مجبوری کا زمانہ اختتام کو پہنچا۔

اختیارِ او به او شد آشکار
بین راهِ انس و دیو بدشعار

انسان اور بدشعار دیوؤں پر اس کا اختیار اس کے ساتھ' واضح ہو گیا۔

بعد چندے قوم آدم مضطرب
در پسِ او آمدند اندر تعب

چند سالوں کے بعد آدمؑ کی مضطرب قوم' تھک کر ان کے پیچھے آ گئی۔

یک دہے آباد شد نامش خدا
گفت در قرآن بما اُمّ القریٰ

ایک قصبہ آباد ہوا جس کا نام خدا نے قرآن میں ہمیں ام القریٰ (یعنی مکہ مکرمہ) بتایا ہے۔

قبَر حوّا ہست در جدہ کنون
بہرِ ماتا دَورِ آدم رہنمون

حوّاؑ کی قبر اب تک جدہ میں ہے ہمارے لیے آدمؑ کے دور تک کے لیے رہنما ہے

قبرِ قابیل است در کوہ عدن
پیش دانایان گواہِ قولِ من

عدن کے پہاڑوں میں قابیل کی قبر ہے' عقلمندوں کے لیے یہ میرے قول کی گواہ ہے

زین شواہد این ثبوت آمد بدست
مسکن آدم کنار قلزم است

ان شواہد سے یہ ثبوت ملا کہ آدمؑ کا مسکن دریائے ''قلزم'' کے کنارے تھا۔

آدم و آلش بمکہ آن زمن
چون رسیدند از مضافاتِ یمن

آدمؑ اوران کی آل اس زمانے میں جب یمن کے مضافات سے مکہ پہنچی

کینہ بادیوِ دُنی مے داشتند
تخمِ کینش رابہ دلہا کاشتند

بدطینت دیو سے بغض رکھتی تھی، سوانھوں نے عداوت کا بیج دلوں میں بویا۔

موجزن شد بغضِ دیواندر قلوب
از ہمین آغاز شد دَور حروب

ان کے دلوں میں دیوؤں کی دشمنی راسخ ہوگئی، یہیں سے لڑائی کے دور کا آغاز ہوا

باز گر کینہ ز دل بیرون رود
از سرِ نو ارضِ ماجنت شود

پھر اگر دلوں سے کینہ رخصت ہوجائے، تو ہماری زمین نئے سرے سے جنت بن جائے

بشنوید ای مردمان اینم صداست
نارو جنت رابہ دلہا ابتدا ست

اے لوگو! سن لو یہ میری پکار ہے کہ جنت وجہنم کی ابتداء دلوں میں ہوتی ہے

مطلبِ دین است این بشناختن
قلبِ خود را رشکِ جنت ساختن

دین کا مطلب ہے اس کو پہچاننا، اور اپنے دل کو رشکِ جنت بنانا

دردلت جنگد بہ یزدان اَہرمن
بے خبر زین نکتہ شیخ و برہمن

تیرے دل میں خیر وشر کی آویزش رہتی ہے اور اس نکتے سے شیخ و برہمن ناواقف ہیں

نائبِ حق بود آدم بر زمین
دشمن او گشت چون دیوِ لعین

اس وقت آدمؑ زمین پر حق تعالیٰ کے نائب تھے‘ ملعون دیو جب ان کے دشمن بن گئے

صَولت و زورش همه نا بود شد
قومِ او ملعون شد مردود شد

ان کی طاقت اور رعب تمام نیست و نابود ہوگئی اور ان کی قوم مردود و ملعون ہوگئی

رفت جنّی آب درجویش بماند
نزد ما از ارث او خُویَش بماند

جنات چلے گئے یعنی پانی ندی میں واپس چلا گیا لیکن (ابلیس) اپنی میراث (ذریت) ہمارے پاس چھوڑ گیا

الحَذَر از کین و بغض وافتراق
الحذر از حرص و از مکرو نفاق

بغض کینہ اور جدائی سے پرہیز! لالچ دھوکے اور منافقت سے پرہیز!

تو مده از دستِ خود شرم و حیا
تو مشو مغرور و پر جور و جفا

تو شرم و حیا کو ہاتھ سے جانے نہ دے‘ تو مغرور اور ظالم مت بن

بهر کشت و حرصِ مال و حسنِ زن
تو اساسِ خانۂ یزدان مکن

زمین، حرص زر اور حسنِ زن کو تو خدا کے گھر یعنی دل کی بنیاد مت بناؤ

سیرتِ شیطان بود تا درمیان
نا امیدم ز ارتقائے انسیان

جب تک درمیان میں شیطانی عادات رہیں گی، میں انسانوں کی ترقی سے مایوس ہوں

بعد دورِ آدم پاکیزہ دین
رفت آلش سوئے اقطاعِ زمین

پاک سرشت آدمؑ کے دَور کے بعد ان کی اولاد زمین کے خطوں میں پھیل گئی

کرد او پیکارہا با دیو زاد
حکمِ خود میکرد نافذ در بلاد

دیوؤں کے ساتھ وہ جنگیں کرتے تھے، اور شہر میں اپنے احکام نافذ کرتے تھے

آلِ آدم چون کمر بر جنگ بست
ہر طرف رخ کرد و فتحش داد دست

بنی آدم جب جنگ کے لیے کمر بستہ ہوئے تو انھوں نے ہر طرف رخ کیا اور انہیں فتح نصیب ہوتی رہی

زانکہ نطقِ آدمی درجنگ ہا
یک تفوّق داداو را برملا

اس لیے کہ انسانوں کے نطق (زبان) نے جنگوں میں، اس کو ایک برملا فوقیت دی

از زراعت نیز شد او بہرہ یاب
کاشت غلّہ کرد جاری رودِ آب

کھیتی باڑی سے بھی وہ بہرہ ور ہو گیا، دریاؤں کے پانی سے اس نے غلہ پیدا کیا۔

اسپ و گاؤ وگو سفندان پرورید
داشت این سرمایہ راہر دم پدید

گھوڑے، گائیں، اور بھیڑ بکریاں اس نے پالیں، یہ سرمایہ ہر دم اس نے ساتھ رکھا۔

قریہ ہا آباد کرد و اندران
زیست محفوظ از شرورِ دشمنان

بستیوں کی بستیاں اس نے آباد کیں اوران میں دشمنوں کے شر سے محفوظ زندگی گذاری۔

دشمن او قوم صیادِ کہن
بے خبر از نطق و زرع و علم وفن

اس کے دشمن پرانے شکاری تھے' نطق' زراعت' اورعلم وفن سے بے بہرہ جنات اور دیو

آلِ آدم یافت برایشان ظفر
ہم تمدن داشت ہم عقل و ہنر

بنی آدم نے جو کہ تہذیب وتمدن اور عقل وہنر کے مالک تھے ان پر فتح پائی

کردہ نسل دیو زادان انقیاد
خلط شد با آدمی اندر بلاد

دیووٴں کی نسل نے انسانوں کی باج گذاری قبول کی اوران کے ساتھ انسان مختلف ممالک میں مل جل کر رہنے لگے۔

نطق را با دیو زاد آموخت او
ہر دو را یک گشت طبع و خلق وخو

انسان نے دیو کو زبان (نطق) سکھائی' دونوں کی عادات' اخلاق اورطبیعت ایک جیسی ہوگئی

گفتہ ام از نطق دَورِ اوّلین
مشتمل کبر چند اسما بود این

میری مراد ابتدائی زمانے کی زبان ہے' جو کہ چند اسماء پر مشتمل تھی۔

گشت چون اولادِ آدم منتشر
در زمین بر مختلف اقطاعِ بَر

بنی آدم جب زمین میں خشکی کے مختلف قطعات پر پھیل گئے۔

اختلافِ السنہ آمد پدید
این تغائر را مدان چیزی جدید

تو زبانوں میں اختلاف پیدا ہوا' اس تبدیلی (زبان) کوئی چیز نہ سمجھیں۔

ہم زوجہِ اختلافِ دیوزاد
فرق اندر رنگ و صورت اوفتاد

دیوزادوں سے اختلاف کی وجہ سے ان کی' شکل وصورت اور رنگ میں بھی فرق ظاہر ہوا۔

بیشتر افتاد بین نسل ما
فرق رنگِ پوست از آب و ہوا

آب وہوا کی وجہ سے ہماری نسل میں بھی جلد کی رنگت کا بہت زیادہ فرق پڑا۔

بنگر اندر نسل انسی بر زمین
اسودِ افریقہ واصفر بہ چین

انسانوں کو زمین میں دیکھ لیں' کالے افریقی اور زرد چینی۔

لون گندم گون رنگ آدمیست
رنگ ہائے دیگر ازدیوو پری است

بنی آدمؑ کا رنگ گندم گوں ہے' دیگر رنگ دیو اور پریوں کی وجہ سے ہیں۔

در مزاجِ جملگی از ارثِ دیو
ہست این خشم و غرور و مکر و ریو

یہ تمام غصہ' غرور اور مکر وفریب انسانی مزاج میں دیوؤں کی میراث ہے۔

گفت زین رُو حضرتِ خیر الوریٰ
احمد مرسل محمد مصطفیٰ

حضرت خیرالوریٰ، احمدِ مرسل، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی رو سے فرمایا۔

در عروقِ جسم تان اے مردمان
ہست شیطان روز و شب دائم دوان

اے انسانو تمھارے جسم کی رگوں میں، دن رات ہر وقت شیطان دوڑتا رہتا ہے۔

تو بہ بین اندر دلِ خود اے عزیز
ارث شیطان را ہمیداری تو نیز

پیارے تو خود ہی اپنے دل میں دیکھ لے، شیطان کی وراثت تو بھی رکھتا ہے۔

بغض و خشم و حرص و آزار و حسد
چیست جُز خوئے لعین بے خرد

کینہ، غصہ، لالچ، حسد اور ضرر رسانی یہ بے عقل لعین (شیطان) کی عادات نہیں تو کیا ہیں۔

صدق و حُب بنیادِ دین جدِ ماست
کثری و کینہ زدیو پر دغاست

سچائی اور محبت ہمارے جدِّ امجد کے دین کی نبیاد ہے۔ مکر اور دشمنی دغا باز دیو کی عادت ہے

حسن از آدم بود در خونِ ما
قبح از دیوانِ بے شرم وحیا

ہمارے خون میں اچھائی آدمؑ کے خون کی ہے، اور برائی بے شرم بے حیا دیوؤں کی وجہ سے ہے

خوئی نیکت ارث جدت آدم است
ہرچہ بد از دیو با خویت ضم است

تیری اچھی عادات تیرے جد امجد آدمؑ کی میراث ہے، اور جو بدی تیری عادات کے ساتھ ملی ہوئی ہے وہ دیوؤں کی ہے

راہ آدم رفتن اسلام است و دین
راہِ شیطان است کبرو بغض و کین

آدمؑ کی راہ پہ چلنا دین واسلام ہے، تکبر اور بغض وعداوت شیطان کی راہ ہے

مدعائے شرعہائے انبیا
بود استیصال این شیطانِ ما

انبیاءؑ کی شریعتوں کا مدعا، اس ہمارے شیطان کی بیخ کنی ہے۔

ہست این تعلیم جملہ مرسلان
تابہ دَورِ احمد آخر زمان

تمام انبیاءؑ کی یہی تعلیم تھی یہاں تک کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دورِ مبارک (بھی اسی تعلیم کے لیے) آیا۔

وائے تو صوم و صلوٰۃ آموختی
لیک قصرِ دین احمد سوختی

افسوس تو نے نماز اور روزہ تو سیکھ لیا لیکن (پھر بھی) دین محمدیؐ کا محل تو نے خاکستر کر دیا

گفت آن پیغمبر شائستہ خُو
کینہ وایمان تو دریک دل مجو

اس شائستہ اخلاق والے پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کینہ اور ایمان کو تو ایک ہی دل میں مت تلاش کر

دین احمد نار راگلشن کند
کینہ باغِ عدن را گلخن کند

دینِ محمدیؐ (اسلام) آگ کو گلزار بنا دیتا ہے، جبکہ کینہ باغ عدن (جنت) کو، کانٹے بنا دیتا ہے

بدگمان ازمن مشو اے مولوی
من نیم منکرز ابلیسِ غوی

مولوی صاحب! مجھ سے بدگمان مت ہوں، میں ابلیسِ مردود کا منکر نہیں ہوں

نزدِ من ارواحِ بے ابدان بسا
منتشر ہستند در جوِّ فضا

میرے نزدیک جسموں سے آزاد بہت سی روحیں فضا کے خلا میں منتشر ہیں۔

تو مگو ارواحِ رفتہ ازبدن
دیگر اند این فوجہائے ذوالمنن

یہ نہ کہہ کہ جسموں سے نکلنے والی روحیں، حق تعالیٰ کی فوج کے علاوہ کوئی اور چیز ہے

شرح کردم ارتقائے مادیات
زان نہ کردم بحث از روحانیات

میں نے مادی چیزوں کے ارتقاوترقی کی تشریح کی ہے، اس لیے میں نے روحوں کی بحث نہیں کی

ہست کم تعداد حق بینندگان
درمیانِ مابہ ہر دَورِ زمان

ہمارے درمیان، ہر دور میں حق کو سمجھنے والوں کی تعداد کم رہی ہے۔

مردمِ خودبین و نادانِ قدیم
غرّۂ تقلیدِ شیطانِ رجیم

اپنے آپ کی تحقیق میں پڑنے والے قدیم دور کے بے وقوفوں نے شیطانِ مردود کی تقلید کی راہ اختیار کی۔

سرکشی را یک ہنرا نگاشتہ
خویشتن را باخبر پند اشتہ

سرکشی کوانھوں نے ایک ہنر سمجھا اور اپنے آپ کو بڑا باخبر (دانا) سمجھا۔

جانشین دیو گشتہ درجہان
جنگ ہا کردند با پیغمبران

دنیا میں دیوؤں کے جانشین بن کر انھوں نے پیغمبروں سے جنگیں کیں۔

ہر زمانے انبیا واصفیا
انس را بودند برحق رہنما

ہر زمانے کے صوفیا اور انبیاء کرامؑ انسانوں کی راہ حق کی طرف رہنمائی کرتے تھے

یاد مردم است تا این دم دونام
شیث و ہم ادریس علیہما السلام

اس وقت تک لوگوں کو شیث اور ادریس علیہما السلام دو کے نام یاد ہیں۔

برطریق آدم این پیغمبران
داعیان بودند بین انسیان

یہ نبیؑ حضرت آدمؑ کے طریقے پر، انسانوں کے درمیان داعی الی اللہ تھے۔

کینہ بادیودنی مے داشتند
جنگ او را فرض مے پنداشتند

کمینے دیوؤں سے دشمنی رکھتے تھے اور اس سے جنگ کو فرض سمجھتے تھے۔

قوم را برحرب وضرب انگیختند
در قتالِ دیو زاد آویختند

اپنی قوم کو انھوں نے لڑائی پر ابھارا، دیوؤں کے ساتھ قتال پر لگا دیا۔

انس زان پس مس وآہن را گداخت
باسلاحِ نو بہ جنگ دیو تاخت

اس کے بعد انسانوں نے لوہے اور چاندی کو پگھلایا' نئے اسلحہ کے ساتھ دیوؤں پر جنگ میں حملہ کیا

پیش رفتن گشت انسی راشعار
تا امریکہ رسید ند از تتار

ترقی کرنا انسانوں کا شعار بن گیا' یہاں تک کہ وہ تاتار سے امریکہ تک پہنچ گئے

قطعۂ بہرنگ تا بسیار سال
خشک بود و داد بر را اتصال

بیرنگ (BERING) کا قطعہ کئی سال تک خشک تھا اور خشکی سے (ہی) ملا ہوا تھا (بیرنگ ابنائے سائیبر یا اور امریکہ کے درمیان واقع ہے)۔

نزد بعضے بود یک برِّ مزید
از مراکش تا بہ دنیائے جدید

بعض کے نزدیک ایک خشکی کا ٹکڑا مزید (بھی) تھا جو مراکش سے نئی دنیا تک پھیلا ہوا تھا۔

بود اطلنطیس نام آن زمین
انسیان بودند در آنجا مکین

اس زمین کا نام اطلنطیس تھا اور انسان وہاں مکین تھے۔

گویمت یک قصۂ یونانیان
دربیانِ علم اطلنطیسیان

اطلنطیسیوں کے علم کے بیان میں' میں آپ سے یونانیوں کا ایک قصہ بیان کرتا ہوں۔

مے گرفت آن قوم اندر شہرہا
روشنی از برق چون دَورانِ ما

شہروں میں وہ قوم ہمارے دور کی طرح بجلی سے چراغاں کرتی تھی۔

سوئے امریکا بہ زعمِ آن فریق
رفت انسی قبل ازان کین شد غریق

اس گروہ کے خیال میں، انسان امریکا کی طرف چلے گئے، اس سے پہلے کہ جب یہ خطہ غرق ہوا

خشک بود این را ہمے دانیم ما
از جنوبِ چین تا تسمانیا

جبکہ ہم تو یہ جانتے ہیں چین کے جنوب سے تسمانیا تک کا خطہ (شروع سے ہی) خشک تھا۔

نزد اکثر عالمان یک آبنائے
کرد آن اقلیم را قسمت دوجائے

اکثر علماءِ تاریخ کے نزدیک ایک ابنائے نے اس براعظم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا

تادر انجا رفت انسان قبل نوحؑ
بود ہریک باب رابروے فتوح

یہاں تک کہ نوحؑ سے پہلے انسان اس خطے میں بس گئے، اور ہر جگہ کو وہ فتح کرتے چلے گے

نامہائے سرورانِ آن زمین
بشنوی در قصہ ہائے اہلِ چین

اس زمین کے سرداروں کے نام تم اہل چین کے قصوں سے سن لو۔

ہست بریک تختۂ دورِ قدیم
انکشافِ بس عجب سرِّ عظیم

دورِ قدیم کی ایک تختی پر بہت عجیب اور بہت بڑے راز کا انکشاف ہے۔

توپ و بارود و جهازاتِ هوا
ساختند آن اہلِ حکمت قوم ہا

ان پرُحکمت قوموں نے توپ، بارود اور ہوائی جہاز بھی بنائے

دریکی طیارۂ شان بست کس
گشت مے کردند در ہر سو عسس

ان کے ایک طیارے میں بیس آدمی (سوار ہوکر) فضا میں ہر طرف پھرتے تھے

بعد آدم سالیان چندین ہزار
چون بسر شد گشت قومش بے شمار

آدمؑ کے بعد چند ہزار سال جب گذر گئے تو ان کی قوم بے شمار ہوگئی۔

تازمانِ نوح بر کہسار ہا
ماند از برف و زیخ انبارہا

نوحؑ کے زمانے تک پہاڑوں پر برف اور ٹھنڈک کے انبار لگ گئے۔

آن زمان گرمی بعالم گشت بیش
نسبتاً از جملگی ادوارِ پیش

دنیا میں گرمی اس دور میں پہلے کے تمام (گرمی کے) زمانوں کی نسبت بڑھ گئی۔

ابرہا برخاست ہر سو سر بسر
برزمین بارید مدرارِ مطر

ہرطرف سے مکمل طور پر بادل اٹھے انھوں نے زمین پر موسلا دھار بارش برسائی

ناگہان بگداخت ثلج کوہسار
گشت پر از آب دشت و رودبار

اچانک پہاڑوں کی برف پگھل گئی صحرا اور دریا پانی سے پر ہو گئے۔

نوحؑ آن دم بود در ملک عراق
گفت اے اقوام نادان الفراق

نوحؑ اس وقت عراق میں تھے' انھوں نے فرمایا اے الگ الگ رہنے والی بے وقوف قومو! الوداع!

داد زین طوفان مرا خالق خبر
ساختم این فلک از حکمش مگر

اسی طوفان کی اللہ نے مجھے خبر دی تھی اس لیے اس کے حکم سے میں نے یہ کشتی بنائی ہے

غرق گردید اے بد اندیشانِ من
تاز نَو جاری شود دورِ زمن

اے میرے بدخواہو! تم غرق ہو جاؤ! تا کہ میرے بعد از سرِ نو ایک نیا دور جاری ہو جائے۔

بود این طوفان بہ کل روئی زمین
در عراق و مصر وہندستان و چین

یہ طوفان پوری روئے زمین پر تھا' عراق' مصر' ہندوستان اور چین میں۔

نوح در طوفان بہ کشتی شد سوار
باہمہ اہل و عیالِ نامدار

اس طوفان میں حضرت نوحؑ اپنے اہل وعیال' جو کہ آپؑ کے نام لیوا تھے' کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے

چون فروشد جوش آب و تندباد
کشتیش بر قلّۂ جودی ستاد

جب سخت ہوا اور پانی کا جوش کم پڑا' تو آپؑ کی کشتی جودی (پہاڑ) کی چوٹی پر ٹھہر گئی۔

گرچہ اکثر نوعِ مارا آب برد
تو مگو کل نسلِ انسانی بمرد

اگرچہ ہماری اکثر نسل کو پانی لے ڈوبا' (لیکن) تو مت کہہ کہ تمام نسلِ انسانیت ہی غرق ہو گئی تھی

برسطوح مرتفع خانہ بدوش
مردمان بودند تندو سخت کوش

بلندی کے خطوں (سطوحات مرتفع) پر خانہ بدوش، قوی اور سخت محنت کش لوگ تھے

در دیارے مسکن آنہا نبود
زانکہ دیاری بہ ایشان بد نمود

کسی بھی ملک میں ان کا ٹھکانہ (مستقل) نہ تھا، اس لیے کہ شہری زندگی انھیں بری لگتی تھی

بعد طوفان نوبتِ آنہار سید
تابنا کردندا مصارِ جدید

طوفان کے بعد ان کے لیے وقت آ پہنچا کہ انھوں نے نئے شہر بسائے۔

در کنارِ رودہا آن مردمان
ساختند از بہرِ خود کشت و مکان

ان لوگوں نے دریاؤں کے کناروں پر اپنے لیے کھیتی اور مکان بنائے۔

ساحل اروند ونیل و سندھ و گنگ
نیز درچین برلبِ ینسی کیَنگ

اروند، نیل، سندھ، گنگ کے ساحلوں پر، نیز چین میں ینگسی کیانگ کے کنارے پر۔

ہم بہ ایران برکنارِ رودہا
برلبِ ہلمند و بررودِ علا

ایران میں بھی دریاؤں کے کناروں پر، ہلمند اور دریائے علا کے کنارے پر۔

برلبِ جیحون و سیحون و فرات
برکنارِ طارم و رودِ ہرات

جیحون، سیحون، اور فرات کے کناروں پر، طارم اور دریائے ہرات کے کنارے پر۔

شہر ہا و قریہ ہا آباد شد
دورِ طوفان جملہ را از یاد شد

کئی شہر اور بستیاں آباد ہو گئی‘ طوفان کا زمانہ تمام نے فراموش کر دیا۔

نوح را بودندسہ پور عظام
سام و حام و یافثِ عالی مقام

سام‘ حام اور یافث نوحؑ کے تین عظیم اور عالی مقام فرزند تھے۔

از لبِ بحرِ خزر تابربری
آلِ اینان یافت عزو برتری

سمندر خزر کے کنارے سے برَ برَ تک ان کی اولادوں نے عزت اور برتری حاصل کی۔

مقصدم ازآل شان احفاد نیست
لیس من اہلک مگر دریاد نیست

آپؐ کی آل سے میرا مطلب اولاد نہیں ہے کیونکہ ’’لیس من اہلک‘‘ تو آپ کو یاد ہی ہو گی۔
(اس شعر میں قصۂ کنعان کی تلمیح ہے)۔

بایدت خوانند خویشاوند و آل
باکسانے کہ تو باشی ہم خیال

تجھے اپنے آپ کو ان لوگوں کا رشتہ دار اور آل کہلانا چاہیئے‘ جن کا تو ہم خیال ہے۔

این قدر راہم ندانستی چہ سود
اے کہ مے خوانی بہر ساعت درود

اتنا بھی اگر تو نہ سمجھ سکے تو کیا فائدہ اے وہ شخص جو ہر وقت درود شریف کا ورد کرتا رہتا ہے

گفتمت از نوح و از آدم تمام
مے کنم از بحثِ دین ختمِ کلام

میں نے تجھ سے نوح اور آدم علیہم السلام کا پورا واقعہ بیان کر دیا۔ میں دین کی بحث سے کلام کو ختم کرتا ہوں

فصلِ دوازدہم

دربحثِ آغاز ادیان۔ وبیان صراط مستقیم پیغمبران
مذاہب کے آغاز کی بحث میں اور پیغمبروں کے صراطِ مستقیم کے بیان میں۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لئے) پسند کرلیا۔

(سورۃ المائدہ، آیت: ۳، پارہ نمبر: ۶)

قصۂ تخلیق عالم اختتام
یافت اندر غرّۂ ماہِ صیام

دنیا کی پیدائش کا قصہ رمضان المبارک کی پہلی رات میں اختتام کو پہنچا۔

گویمت اکنوان زادیانِ جہان
رائج و شائع میانِ مردمان

اب میں مذاہب عالم کے بارے میں تجھ سے بیان کرتا ہوں جو کہ لوگوں میں رائج اور پھیلے ہوئے تھے

بحثِ دین را برگزیدم زین سبب
ارتقا نخل است و دین آنرا رَطب

دین کی بحث کو میں نے اس لیے اختیار کیا کہ ارتقا (ترقی) کھجور کا درخت (باغ) ہے اور دین اس کے لیے (پکا پھل) کھجور ہے۔

بہرِ آسانی بہ سہ قسم جدا
مے کنم تقسیم من ادیان را

آسانی کے لیے میں ادیان کو تین علیحدہ علیحدہ قسموں میں بیان کرتا ہوں۔

آن یکے دین توّہم یا خیال
ساختن از فکر خود راہِ ضلال

ان میں سے ایک دین تو‘ توہم یا خیال ہے‘ کہ اپنی ہی سوچ سے ضلالت کی راہ ہموار کرنا

در شجر یا در حجر یا آفتاب
یا بہ کو کب یا قمر یا رود آب

درخت پتھر یا سورج میں‘ یا ستارے‘ چاند یا دریا کے پانی میں۔

از تصوّر بہرِ خود رب ساختن
قلب روشن راسیہ شب ساختن

خیالات سے اپنے لیے رب بنانا‘ روشن دل کو تاریک بنانا۔

اصل این دین است از دیوکہن
گمرہی را دیو افگند است بُن

اس دین کی بنیاد پرانے دیوؤں سے ہے‘ دیو گمراہی کی اساس اور جڑ ہیں۔

او زعقل و نطق مابے بہرہ بود
کوہ و دریا جاندارش مے نمود

وہ ہماری طرح کی عقل اور نطق سے بے بہرہ تھے‘ پہاڑ اور دریا اس کو جاندار نظر آتے تھے

از تملّق خواست او را خوش کند
از بلائے قہرو خشمِ او رھد

اس نے چاہا کہ خوشامد سے ان کو خوش کرے‘ اور ان کے قہر اور غصے کی مصیبت سے چھٹکارا پالے

یازحیوان کردہ اخذِ فائدہ
از تملّق برد پیشش مائدہ

یا جانوروں سے فائدہ حاصل کر کے، چاپلوسی کے طور پر ان کے سامنے خوراک پیش کر دی

رفتہ رفتہ این خیالِ دیوزاد
درجہان بنیاد نادانی نہاد

دیوؤں کے اس خیال نے آہستہ آہستہ دنیا میں حماقت کی بنیاد ڈال دی۔

کافران را گفت لا یعقل خدا
کیست نادان تر ز مشرک برملا

کافروں کو اللہ نے بے عقل کہا ہے اور ظاہر ہے کہ مشرک سے بڑا بے وقوف کون ہے۔

ثابت و سیار و خورشید و قمر
جنّی وعفریت و افرادِ بشر

ستارے، سیارے، سورج اور چاند، جن، عفریت اور انسانی افراد کو۔

گاو مارو قردہ و سنگ و شجر
تاکنون مشرک پرستد سر بسر

گائے، سانپ، بندر، پتھر اور درخت کو اب تک مشرک مسلسل پوجتا آ رہا ہے۔

عقلِ او درجہل و نادانی گم است
قردہ است او گرچہ بے موئی و دم است

اس کی عقل جہالت وحماقت میں گم ہوگئی، اور وہ گویا بندر ہے اگرچہ اس کے جسم پر بال اور دُم نہیں ہے۔

ربِ عالم خالق ارض و سما
احسن التقویم گفت انسان را

رب کائنات اور خالقِ ارض وسما نے انسان کو احسن التقویم (نہات عمدہ ڈھانچا) فرمایا ہے

رفت چون او راہِ دیوِ کج نہاد
از خری در اسفل السافل فتاد

جب وہ گمراہ دیو کی راہ پہ چلا تو حماقت کی وجہ سے اسفل السافلین میں مل گیا

دین ثانی آنکہ الہامی بوَد
خود خدا این دین را حامی بوَد

دوسرا وہ دین جو الہامی ہے، خود حق تعالیٰ اس دین کا حامی ہے۔

درجہاں از وحی حق آمد پدید
او رسول است ہر کہ وحی از حق شنید

یہ دین وحی کے ذریعے دنیا میں حق ظاہر ہوا، وہ رسول ہے جو کہ حق تعالیٰ (کی طرف) سے وحی سنتا ہے

مومنان را مقتدا در ابتدا
بود آدم اوّلین انبیاء

ابتدا میں مومنین کے مقتدا، آدمؑ سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام تھے۔

مسلک این دین خدا دانی بوَد
حاصلش توحیدِ ربانی بوَد

اس دین کا مقصد اللہ کی معرفت ہے، اس کا حاصل اللہ کی وحدانیت ہے۔

خالقے ماداند کہ بے چون است او
از حدودِ وَہم بیرون است او

ہمارا رب جانتا ہے کہ وہ بے مثال ہے تصورات خیالات کی رسائی سے وراء ہے۔

ہست این آئین زَ وہم و شک جدا
آب این جوئی ست ازوحی خدا

یہ قانون شک اور وہم سے بالاتر ہے، اس دریا کا پانی خدا کی وحی سے ہے۔

حُسنِ اخلاق و محبت اتقا
رافت وانصاف و تعدیل وحیا

خوش خلقی، محبت اور پرہیز گاری، نرمی، انصاف، میانہ روی اور حیا اس کے عناصر ہیں۔

جملہ را این دین بما کردہ بیان
نورِ یزدان است این دین درجہان

تمام کو اس دین نے ہم سے بیان کر دیا، یہ دین دنیا میں خدا کا نور ہے۔

ابتدائیش حُبِّ مخلوقاتِ او
انتہائش حیرت اندر ذات او

اس کی ابتدا اس کی مخلوقات سے محبت ہے، اس کی انتہا اس کی ذات کی معرفت کے لیے غور وفکر ہے

درجہان درسِ اخوت میدہد
ہم نشانِ راہِ جنت میدہد

دنیا میں بھائی چارے کا سبق دیتا ہے، راہِ جنت کا نشان بھی دکھاتا ہے۔

گوید این دین اے گروہِ انسیان
من بہ دنیا نورِ یزدانم عیان

یہ دین کہتا ہے اے انسانوں کے گروہ! میں دنیا میں خدا کا واضح نور ہوں

خالق و مخلوق را واصل کنم
روحِ مردِ راہ را کامل کنم

خالق اور مخلوق میں تعلق پیدا کرتا ہوں سالک کی روح کو کامل کرتا ہوں

گر عمل برمن کنید اے مردمان
جنّتے گردد ہمیں روئے جہان

اے لوگو! اگر تم مجھ پر میرے مطابق عمل کرو گے تو یہی دنیا جنت بن جائے گی

بعد مردن شمع در راہت شوم
نور اندر قلبِ آگاہت شوم

موت کے بعد تیرے لیے مشعلِ راہ بن جاؤں گا' دل عارف میں نور بن جاؤں گا

در قصورِ نورِ پاکِ ایزدی
روحِ تو یابد سرور سرمدی

حق تعالیٰ کے مقدس نوری محلّات میں تیری روح ہمیشہ کے لیے پر کیف رہے گی

نیمۂ از مردمانِ بو الفضول
خویش رادانستہ از اہلِ عقول

فضول لوگوں میں سے آدھے تو اپنے آپ کو اہل عقل گردانتے ہیں۔

دین را بازیچۂ طفلان کنند
ہرچہ خواہد فکرِ شان زانسان کنند

وہ دین کو بچوں کا چھوٹا موٹا کھیل سمجھتے ہیں' انسانوں کے متعلق جو کچھ ان کی عقل چاہتی ہے وہی کرتے ہیں

بہرِ جنگِ دین حق این بیہُشان
در مقابل بادلائل صف کشان

دین حق کے لیے جنگ کے بہانے یہ بے عقل لوگ مقابلے میں دلائل کی صف کھڑی کرتے ہیں

باطل و حق را بہم آمیختند
بہرِ خود یک شربتے انگیختند

حق و باطل کو آپس میں ملاتے ہیں اپنے لیے ایک شربت تیار کرتے ہیں۔

شربت ایشان چوسمِ قاتل است
زانکہ دروی زہر جہل جاہل است

ان کا شربت زہر قاتل کی مانند ہے اس لیے کہ اس میں جاہل کی جہالت کا زہر ہے۔

گہ زا ربابِ خیالی این کسان
میدہند از کثرتِ خالق نشان

کبھی یہ لوگ اپنے خیالی خداؤں کی وجہ سے اصلی خالق کی کثرت کا استدلال کرتے ہیں

گاہ این کس ذاتِ پاک ذوالمنن
جوید اندر جسمِ انسی یاوثن

کبھی یہ لوگ اللہ کی ذات پاک کو انسانوں یا بتوں کے مجسموں میں تلاش کرتے ہیں۔

خالق اندر تن بجوید بت پرست
حرمتِ حق راچہ داند خود پرست

خدا کو اپنے جسم میں ڈھونڈتا ہے یہ بت پرست، خود پرست حق تعالیٰ کی حرمت کو کیا جانے گا۔

مے کند تاویل دین ملحدان
نیز تحریفے بہ دین مومنان

ملحد لوگ دین میں تاویلیں کرتے ہیں نیز مومنین کے دین میں تحریف کرتے ہیں۔

آید این زانکس کہ سوزد از حسَد
یاکہ دارد حُبّ غیر اللہ اشد

یہ بات اس لیے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ حسد کی وجہ سے جل رہا ہوتا ہے یا اس لیے کہ وہ غیر اللہ سے شدید محبت رکھتا ہے۔

مثل این در دین حق کردن خلل
ہست بنیادِ سوم قسمِ ملل

دین حق میں اس طرح کا خلل، ملت اور مذہب کی تیسری قسم کی بنیاد ہے

اولین قسم و سوم گمراہی اند
بر رہِ وسطیٰ جنودِ شاہی اند

پہلی اور تیسری قسم گمراہی ہیں، درمیانی راہ یہ خدا کا لشکر ہے

بندگان خاص حق پروردگار
خالق الکل ذوالجلالِ کردگار

یہ لوگ، حق تعالیٰ جو کہ بزرگی والا پروردگار اور خالقِ کل ہے، کے خاص بندے ہیں

خامشی بہ از اباطیل دگر
قصۂ دین خدا بشنو زسر

دیگر ادیانِ باطلہ سے خاموشی بہتر ہے، پھر سے خدا کے دین کا قصہ سن

بعدِ طوفان شہرہا بررودہا
یافتند آبادی و عزّ و علا

طوفان کے بعد دریاؤں کے کناروں پر شہروں نے، عزت آبادی اور بلندی پائی

شد مرور سالہا چندین ہزار
پس بناشد بلدۂ دشتِ شنار

چند ہزار سال اس طرح گذر گئے پس صحرائے شنار ایک بڑا شہر بن گیا (دشت شنار عبرانی زبان میں صحرائے عراق کا نام ہے جس میں بابل کا شہر آباد تھا)۔

بت پرستی بود دین آن زمان
پست فطرت شد گروہ اِنسیان

اس دور کا مذہب بت پرستی تھا، انسانوں کی فطرت پست ہوگئی تھی۔

مرد گر یک شخصِ نیک از قومِ نوح
از بت او خواستی آلش فتوح

قومِ نوحؑ میں سے اگر کوئی نیک شخص مرجاتا تو اس کے بت سے اس کی آل فتوحات (کی دعائیں) مانگتی تھی۔

خواست اوتاخوش کند اللہ را
لیک کرد آن بے خرد گمراہ را

وہ (مرنے والا نیک بزرگ) تو چاہتا تھا کہ اللہ کو راضی کرے، لیکن ان بے عقلوں نے گمراہی اختیار کی۔

وہم شیطان را بہ دین آمیخت او
کرد در دانست خود فعل نکو

اور شیطان (اور شیطانی وساوس) کو بھی اس نے دین میں شامل کیا اور اپنی دانست میں اس نے یہ بڑا اچھا کام کیا

قلب ہا از کفرو وحشت تیرہ شد
برزمین شیطانِ رہزن چیرہ شد

کفر اور وحشت سے لوگوں کے دل پاش پاش ہو گئے، زمین پر تو شیطان (ایمان کا) ڈاکو کامیاب ہو گیا۔

لیک خالق پیکرِ رحم و وفااست
ہر زمان بانسل ما خُویش عطاست

لیکن حق تعالیٰ رحم و وفا کے پیکر ہیں، ہماری نسل پر ہر دور میں اس کی بہت زیادہ عطائیں رہتی ہیں۔

در جہان پیغمبران پیدا نمود
زنگِ کفر از قلب مردم مے زدود

دنیا میں اس نے انبیاء کو مبعوث فرمایا' لوگوں کے دلوں سے کفر کا زنگ مٹایا۔

قبل ابراہیمؑ صالحؑ بود و ہودؑ
بررسالت سوئے عاد وہم ثمود

ابراہیم علیہ السلام سے پہلے عاد و ثمود کی طرف صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام رسول تھے۔

بعد آنہا شمسِ وحدت ناگہان
شد زبیتِ بت گری پر توفشان

ان کے بعد اچانک واحدانیت کا سورج اک بت گر (اور بت فروش) کے گھر سے چمکا

بانئ بیت الحرم یعنی خلیل
آن رسولِ حضرتِ رب الجلیل

بیت اللہ کے بانی یعنی خلیل علیہ السلام جو کہ رب ذوالجلال کے رسول تھے۔

زد نوائے لا اُحبّ الآفلین
رفت بالا تابہ معراجِ یقین

انھوں نے آواز بلند کی''لا اُحِبُ الاٰفِلِیْنَ'' یقین کی معراج تک آپؑ کو رفعتیں اور بلندیاں نصیب ہوئیں۔

چون دلِ او مہبطِ انوار شد
نارسوزان برتنش گلزار شد

جب ان کا دل انوار کا مرکز بنا تو جلانے والی آگ ان کے جسم پر گلزار بن گئی۔

حق بہ او بخشید دو نورِ بصر
اوّل اسمٰعیلؑ واسحاقؑ آن دگر

اللہ نے ان کو آنکھوں کے دونور (فرزند) عطا کیے۔ایک اسمٰعیلؑ تھے اور دوسرے اسحٰقؑ۔

بہرِ ہر دوخواست رحمت از خدا
ہر دو را عزّ نبوت شد عطا

دونوں کے لیے انھوں نے خدا کی رحمت مانگی' دونوں کو نبوت کی عزت ملی

گفت ابراہیمؑ یارب ذوالمنن
تو بہ اسحاق وبہ اسماعیل من

ابراہیم علیہ السلام نے کہا' اے پروردگار تو میرے اسمٰعیلؑ واسحٰقؑ کو۔

آلِ صالح دہ فزون تر از شمار
بر زمینت سربلندو کامگار

نیک اولاد بے شمار عطا فرما جو تیری زمین پر سربلند اور کامیاب ہوں۔

کن ز نسل ہر دو پیدا انبیاء
آلِ آدم را بہ دینت رہنما

دونوں کی نسلوں میں انبیا پیدا فرما جو بنی آدم کے لیے تیرے دین کی طرف رہنما ہوں۔

گفت خالق تو ممان در اضطراب
این دعا ہا را نمودم مستجاب

اللہ نے فرمایا تو پریشان نہ ہو' ان دعاؤں کو میں قبول کروں گا۔

داد بااسحاق کنعان را پدر
سوئے بکہ رفت آن دیگر پسر

آپؑ نے اپنے بیٹے اسحاقؑ کو کنعان کا ملک دے دیا' دوسرے صاحبزادے (اسمٰعیلؑ) مکہ کی طرف چلے گئے۔

هست در توریت این شرحِ مبین
زیست اسماعیل در فاران زمین

تورات میں یہ بات واضح لکھی ہوئی ہے کہ اسمٰعیلؑ فاران (حجاز) کی زمین میں رہے۔

وارثِ اسحق چون یعقوبؑ شد
اوہم اندر چشمِ رب محبوب شد

اسحقؑ کے وارث جب یعقوبؑ بنے، وہ بھی اللہ کی نظر میں محبوب بن گئے۔

داد مر یعقوب را خالق پسر
بود ایشان را عدد اثنا عَشَرَ

یعقوبؑ کو اللہ نے بیٹے عطا فرمائے جن کی تعداد بارہ (۱۲) تھی۔

از ہمین اخوان بہ عالم شد روان
نسل جملہ قوم اِسرائیلیان

انھی بھائیوں سے دنیا میں پوری قوم بنی اسرائیل پھیلی۔

گشت چوں گمراہ اولادِ خلیل
حق بہ موسٰی داد توریت جلیل

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد جب گمراہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو عظیم توراتِ عطا فرمائی۔

کرد در سینا خدابا اوسخن
شد کلیم اللہ خِطابش آن زمن

طورسینا میں اللہ نے ان سے کلام کیا، اس وقت سے ان کا لقب کلیم اللہ پڑ گیا۔

اُو رِسالت یافت دروادِ طویٰ
از حضورِ کبریا رب العلی

اللہ تعالیٰ کے حضور سے انھوں نے وادیِ طویٰ میں رسالت پائی۔

رفت سوئے مصر پیشِ شہریار
گفت از توحیدِ حق پروردگار

آپ مصر کی طرف بادشاہ (فرعون) کے سامنے گئے اور حق تعالیٰ کی توحید بیان فرمائی۔

شاہِ مصر از خود سری انکار کرد
قبطیاں را نیز باخود یار کرد

مصر کے بادشاہ نے خودسری کی وجہ سے انکار کیا قبطیوں کو بھی اپنا مددگار بنالیا۔

آں رسول آزردہ از فرعونیاں
کرد ہجرت از زمین مصریاں

اس رسولؑ (حضرت موسیٰؑ) نے فرعونیوں سے تنگ آکر مصریوں کی زمین سے ہجرت فرمائی۔

در پسش آمد چو با قہر و عتاب
غرق شد فرعون در امواجِ آب

ان کے پیچھے جب (فرعون قہر اور غصے کے ساتھ آیا تو پانی کی موجوں میں غرق ہوکر رہ گیا۔

قومِ موسیٰ درسِ وحدت یافتند
لیک در دل تخم نخوت کاشتند

موسیٰؑ کی قوم نے وحدانیت کا سبق سیکھا، لیکن اپنے دلوں میں تکبر کا بیج بویا۔

چون یہودی عقل دین پرورند اشت
لفظ را بگزید و مقصد را گذاشت

جب یہودی دین کو سمجھنے والی عقل نہیں رکھتے تھے' سوانھوں نے الفاظ چن لیے اور مقصد چھوڑ بیٹھے۔

آمد اندر دین تقلید و جمود
جان رود از دین ز بیہودہ قیود

دین میں تقلید اور ٹھہراؤ آ گیا دین میں فضول قیود کی وجہ سے دین (یہود) کی روح فنا ہوگئ

خوب گفتہ حضرتِ مولائے روم
آن امام العارفین بحرالعلوم

خوب فرمایا حضرت مولائے رومؒ نے جو کہ امام العارفین اور علوم کے سمندر تھے۔

خلق راتقلید شان برباد داد
ای دو صدلعنت برین تقلید باد

ان (یہودیوں) کی تقلید نے لوگوں کو برباد کر دیا' حیف! دوسو (لاتعداد) لعنت اس تقلید پر!

زان سبب ہر یک رسولِ ذوالجلال
کرد ذمّ آن گروہِ بدخصال

اس وجہ سے اللہ کے ہر رسول نے اس بدخصلت گروہ کی مذمت کی ہے۔

از بیان ہائے ضلالِ این فریق
ہست پُر ہر حصہٗ عہدِ عتیق

اس گروہ کی گمراہیوں کے بیان سے تورات کا ہر حصہ بھرا ہوا ہے۔

چون زمانِ حضرت عیسیٰؑ رسید
سرکشی ہائے یہودان شد مزید

جب حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ آیا یہودیوں کی سرکشی مزید بڑھ گئی۔

آخرین مرسل سوئے قومِ یہود
حضرتِ عیسی نبی اللہ بود

یہودیوں (بنی اسرائیل) کی طرف اللہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ تھے۔

گفت عیسیٰؑ اے سرافرازانِ قوم
تاکجا مانید پژمردہ بہ نَوم

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اے قوم کے سردارو! کب تک تم جہالت کی نیند میں پڑے رہو گئے۔

از من آموزید اخلاصِ عمل
ترک بہ این شیوۂ مکرودغل

مجھ سے اعمال کا اخلاص سیکھو! اس مکروفریب کے شیوہ کو چھوڑ دو۔

من نیاوردم یکے شرعِ جدا
شرعِ توریت است کافی بہرِ ما

میں کوئی علیحدہ شریعت لیکر نہیں آیا' تورات کی شریعت ہی ہمارے لیے کافی ہے۔

یک گروہِ مومن از قومِ یہود
بروے ایمان آن زمان آوردہ بود

یہودیوں میں سے مومنین کا ایک گروہ اس دور میں آپؑ پر بھی ایمان لایا تھا۔

نیز در دیگر ممالک انبیا
خلق را بودند بر حق رہنما

نیز دیگر ممالک میں بھی انبیاؑ لوگوں کی' حق کی طرف رہنمائی فرماتے تھے۔

ہادیان بودند اندر ہند و چین
داعیانِ خلق بر دین مبین

ہند اور چین کے علاقوں میں' ہدایت کرنے والے ہوتے تھے لوگوں کو واضح دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔

ہست در قرآن لکل قوم ہاد
رمز لم نقصص مدہ ہر گز زیاد

قرآن میں ہے ''لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ''' ''لَمْ نَقْصُصْ'' کا اشارہ ہرگز نہ بھولے۔

رہزنِ ادیان شدند اے جانِ من
راہب و احبار و موبد برہمن

اے عزیز! یہود و ہنود اور نصاریٰ و مجوسیوں کے سرکردہ لوگ دین میں ڈاکا مارنے والے بن گئے۔

ہست کارِ این گروہ پرفتن
باطل و حق را بہم آمیختن

اس پرفتن گروہ کا کام حق کو باطل کے ساتھ باہم خلط ملط کرنا ہے۔

ملتِ پر نورِ عیسی را زوال
آمد از افکارِ بے بنیاد پال

عیسیٰؑ کی پرنور ملت کو پال (یہودی راہب) کی بے بنیاد باتوں سے زوال ہوا (پال: اس کو "پولوس" بھی کہا جاتا ہے یہ یہودیوں کا ایک عالم تھا اس نے نصرانیوں میں مسئلۂ تثلیث کو رائج کیا)۔

ابن آدم گفت خود را آن عزیز
پال مشرک گفت ابن اللہ نیز

اس پیارے (حضرت عیسیٰؑ) نے خود کو آدمی فرمایا تھا لیکن مشرک پال نے انھیں اللہ کا بیٹا قرار دیا۔

قومِ نصرانی چو تقلیدش نمود
باز در خوابِ خوشِ غفلت غنود

نصاریٰ نے جب اس کی تقلید کی تو دوبارہ غفلت کی گہری نیند میں پڑ گئے۔

برخلافِ حکم رب ذوالجلال
گفت لحمِ خوک را پاک وحلال

حق تعالیٰ کے حکم کے خلاف انھوں نے خنزیر کا گوشت پاک اور حلال قرار دیا۔

ختنہ راہم ازمیان انداختند
آن متاعِ شرع را درباختند

ختنہ کو درمیان سے ہٹا دیا‘ اس شریعت کے نفع کو انھوں نے کھیل سمجھا۔

ذبحِ شرعِ موسوی منسوخ شد
این ہمہ از جہد پالِ شوخ شد

حضرت موسیٰؑ کا شرعی ذبیحہ منسوخ ہو گیا‘ یہ سب کچھ بے حیا پال کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

ہست این رائے ہمہ اہلِ کمال
دین عیسی نیست این تعلیم پال

تمام اہلِ کمال کی متفقہ رائے یہ ہے کہ پال کی یہ تعلیم حضرت عیسیٰ کا دین نہیں ہے۔

گفت ابیونی کہ تاموتِ مسیح
دشمنش بود این فرّیسیِ قبیح

ایک نصرانی عاجز نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے تک یہ ملعون ان کا دشمن تھا۔

عشقِ او بادختِر شیخ الیہود
ازدل او صبرو طاقت رار بود

بڑے یہودی کی بیٹی سے اس کے عشق نے اس کے دل سے صبر اور طاقت سلب کر لی۔

شیخ دختر را بہ عقدِ اونداد
دشمن دین گشت از بغض و عناد

یہودی حِبر نے اپنی بیٹی اس کے عقد میں نہ دی‘ یہ عداوت اور دشمنی کی بنا پر دین کا دشمن بن گیا۔

دردلش الحاد از آغاز بود
گرچہ خود را امتِ موسیٰ نمود

اس کے دل میں الحاد شروع سے ہی تھا‘ اگرچہ وہ خود کو موسیٰؑ کا امتی ظاہر کرتا تھا۔

نے چو نصرانی گرفت او اصطباغ
نے خدادان بود ونے عالی دماغ

نہ اس نے نصرانیوں کی طرح اصطباغ کیا' نہ وہ خدا کی معرفت رکھتا تھا نہ بلند دماغ ہی تھا (اصطباغ: کسی کو عیسائی بناتے وقت اس کے سر پر ڈالا جانے والا پانی)۔

سادہ دل قسیس را از مکر و زور
از رہِ عیسیٰؑ و موسیٰؑ کرد دور

سادہ لوح قسیسین (نصاری) کو مکر و ظلم سے' موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی راہ سے اس نے دور کر دیا۔

زین سبب ابیونیانِ پاک دین
پال را گفتند مردود و لعین

اسی وجہ سے مظلوم نصاریٰ نے جو کہ دین حق پر قائم تھے۔ پال کو مردود و ملعون کہا ہے۔

لفظ ابیونی بہ عبرانی زبان
ہست ہم معنائے لفظِ عاجزان

ابیونی کا لفظ (جو کہ اوپر مظلوم نصاریٰ کے لیے ذکر کیا گیا ہے) عبرانی زبان میں' مغلوب اور عاجز کے ہم معنی ہے۔

کیست ابیونی ہمان مومن یہود
آنکہ ایمان بر مسیح آوردہ بود

ابیونی کون ہے! وہی مومن یہودی ہے جو کہ حضرت مسیحؑ پر (بھی) ایمان لایا تھا۔

بود اقرارش بہ توحید خدا
گفت عیسی را یکے از انبیاء

وہ خدا کی توحید کا اقرار کرتا تھا' حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا ایک نبی سمجھتا تھا۔

خمر و لحم خوک نزدِ او حرام
شرعِ موسیٰ را نمودی احترام

شراب اور خنزیر کا گوشت اس کے نزدیک حرام تھا' حضرت موسیٰؑ کی شریعت کا احترام کرتا تھا۔

زانکہ عیسیٰ عامل این شرع بود
این موحد نیز تقلیدش نمود

اس لیے کہ عیسیٰؑ اسی شریعت کے عامل تھے' اس مؤحد نے بھی ان کی تقلید کی۔

یافت چون شوکت بہ دنیا آل پال
دین پاک افتاد در چاہِ زوال

جب دنیا میں پال کی ذریت نے شان وشوکت حاصل کی' مقدس دین زوال کے کنویں میں گر گیا۔

سہ خدا گفتن نہ بُد دین مسیح
ہست این تعلیم چون ہزل و مزیح

تین خدا کہنا (تثلیث) عیسیٰؑ کا دین نہیں تھا یہ تعلیم حماقت' جہالت اور استہزاء پر مبنی ہے۔

بود نزدِ اہلِ بابل سہ خدا
آسمان و ارض و ہم جو فضا

بابل والوں کے نزدیک زمین' آسمان اور فضا کے تین خدا تھے۔

آمد از تقلیدِ بابل بے گمان
سہ خدا گفتن میانِ مصریان

بلا شبہ اہل بابل کی تعلیم سے تثلیث مصریوں میں (بھی) آئی۔

این عقیدہ گرچہ بس نحس است و شوم
بس کسان را بود در یونان و روم

یہ عقیدہ اگرچہ بہت ہی برا اور منحوس ہے' لیکن پھر بھی یونان اور روم کے بہت سے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا۔

این عقیدہ را فلاطینوس داشت
آن کہ تخم فلسفہ در روم کاشت

یہ عقیدہ افلاطون بھی رکھتا تھا جس نے روم میں فلسفے کا بیج بویا۔

درس تثلیث از ہمینان یافتند
بہرِ دین خود کفن را بافتند

تثلیث کا سبق لوگوں نے انھی سے سیکھا۔ اپنے دین کے لیے انھوں نے (اپنے ہاتھوں) کفن بُن لیا۔

رفت سہ صد سال چون بعدِ مسیح
دین امت گشت این سرِّ قبیح

عیسیٰؑ کے بعد جب تین سو سال گذر گئے، امت کا دین یہی بدترین راز بن گیا۔

چون بہ دین توحید ربانی نماند
رونق اندر دین نصرانی نماند

جب دین میں خدا کی وحدانیت نہ رہی، تو نصاریٰ کے دین میں رونق ہی نہ رہی۔

در جہان آمد شہنشاہِ جلیل
زبدۂ اولادِ امجادِ خلیل

پھر دنیا میں بہت بڑے شہنشاہ آئے، حضرت ابراہیمؑ جدِ امجد کی اولاد کے برگزیدہ۔

رحمۃٌ للعالمین نورالہدیٰ
در کفش قرآن چون شمس الضحیٰ

رحمۃ اللعٰلمینؐ نورِہدیٰ، آپؐ کے ہاتھ میں قرآن چمکتے سورج کی طرح ہے۔

انبیائے دَور سابق سر بسر
گفتہ انداز بعثتِ خیر البشر

سابقہ انبیاء کرامؑ مسلسل آنحضرتؐ کی بعثت کی خبر دیتے آئے ہیں۔

مے دہداز آمدش عیسیٰ خبر
مژدۂ انجیل یوحنا نگر

انؐ کی آمد کی خبر حضرت عیسیٰؑ دیتے رہتے تھے یوحنا کی انجیل میں یہ خوشخبری دیکھ لیں (یوحنا حضرت عیسیٰؑ کے ایک حواری کا نام تھا جن کی طرف یہ انجیل منسوب کی جاتی ہے)۔

گفت عیسی من ازان شہ کمترم
اوست روحِ حق نہ با او ہمسرم

عیسیٰؑ نے فرمایا میں آں حضرتؐ سے کمتر ہوں وہ روحِ حق ہیں میں ان کا ہمسر نہیں ہوں۔

چون بیاید او زرب العالمین
چیرہ گردد بر زمین دین مبین

جب وہ اللہ کی طرف سے مبعوث ہوں گے، تو دین اسلام کی زمین پر بالا دستی قائم ہو جائیگی۔

رفتنم بہتر بود بہرِ شما
زانکہ مے آید شہِ ہر دوسرا

تمھارے لیے میرا جانا بہتر رہے گا، اس لیے کہ شاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں گے۔

تابمانم اندرین دارفنا
او نخواہد آمد از نزدِ خدا

جب تک میں اس دار فانی میں رہوں گا، وہ خدا کی طرف سے نہیں آئیں گے۔

در مثالِ باغبانان نزد او
گفت خود را مثل یک فرزندِ او

انھوں نے ان کے نزدیک اپنی مثال باغبانوں جیسا بتایا ہے۔ اور اپنے آپ کو ان کے ایک فرزند کی طرح کہا ہے۔

کرد از یحییٰ چو شخصے این سوال
تو مسیحی یا نبیِ باکمال

جب کسی شخص نے یحییٰ سے سوال کیا کہ آپ مسیحیؑ ہیں یا باکمال نبی ہیں؟ (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

گفت یحییٰ من کجا آنان کجا
یک صدایم در بیابانِ شما

یحییٰؑ نے فرمایا کہ میں کہاں اور وہ کہاں! تمھارے بیابان کے علاقے میں میں ایک صدا ہوں۔

شد ازین ثابت کہ در قومِ یہود
انتظارِ آمدِ دو شخص بود

اس سے ثابت ہوا کہ یہودیوں کی قوم میں، دو آدمیوں کا انتظار تھا۔

از فتوحاتش رساند یشعیا
مژدہ از جانب رب العلا

انؐ کی فتوحات کی بشارت رب العالمین کی طرف سے یشعیاؑ سنائیں گئے۔

از شکست فوج اولاد قدار
کرد مارا باخبر آن نامدار

قدار کی اولاد کی شکست کی بابت انھوں نے ہمیں خبردار کیا تھا۔ (قِدار: حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ایک بزرگ تھے۔ جن کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے)

گفت حبا قوقِ پیمبر درکتاب
آید از فاران نورِ بے حجاب

پیغمبر حبا قوقؑ نے کتاب میں فرمایا کہ فاران سے ایک بے حجاب نور ظاہر ہوگا۔

کشف شد درخواب خوش بردانیال
بعد عیسیٰؑ در جہان آمد ضلال

حضرت دانیالؑ پر ایک بہت اچھا خواب ظاہر ہوا کہ عیسیٰؑ کے بعد دنیا میں گمراہی پھیل جائیگی

زان سپس رخشید چون نورِ خدا
تاقیامت تافت آن عین ضیا

اس کے بعد قیامت تک کے لیے خدا کے نور کی طرح ایک نور چمکے گا۔

چون سلیمانؑ شاہ شد اندر بلاد
خسروان کردند اورا انقیاد

حضرت سلیمانؑ کی طرح دنیا میں بادشاہی کریں گے، بادشاہ ان کی غلامی قبول کریں گے۔

گفت او دارم یکے زیبانگار
نام او باشد محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آشکار

انھوں نے فرمایا (خواب میں) میرے سامنے ایک خوبصورت چہرہ (پیش کیا گیا) جن کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوگا۔

کرد داود نبی مدحِ وفور
اہلِ وادِ بکہ را اندر زبور

حضرت داوٗدؑ نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی، وادیِ مکہ والوں کے لیے زبور میں۔

نیز موسیٰ گفت اے اخوانِ من
داد مارا مژدۂ رحمانِ من

نیز حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے میرے بھائیو! مجھے میرے رب نے خوشخبری دی ہے۔

چون بیاید دورہ آخر زمان
آید از خویشان اسرائیلیان

جب آخری زمانہ آئے گا، بنی اسرائیل کے اپنوں میں سے ایک نبی آئے گا۔

ہمچو من صاحب شریعت رہنما
ہرچہ او گوید بود گفتِ خدا

میری طرح کے ایک رہنما اور صاحبِ شریعت ہوں گے۔ وہ جو بات کرے گا اللہ کی بات کرے گا۔

در کفش باشد شریعت آتشین
رخشد از فاران آن نورِ مبین

ان کی بغل میں ہوگی شریعت چمکتی ہوئی، وہ نورِ مبین فاران سے چمکے گا۔

بود ابراہیم معمارِ کہن
دین حق را در جہان افگند بن

حضرت ابراہیمؑ دین حق کے پرانے معمار تھے جنھوں نے دینِ حق کی بنیاد ڈالی۔

ہست اسماعیلؑ پیغمبر ضرور
آن حجر کا نداخت معمارش بہ دور

اسمعیلؑ بالیقین پیغمبر ہیں، ایسے پتھر (کی مثل) کہ جس کے معمار نے انھیں دور ڈال دیا ہو۔

شد ز آلِ او مشید قصرِ دین
در اناجیل این حقیقت رابہ بین

ان کی اولاد کے ذریعے دین کا محل مضبوط ہوگا، تمام انجیلوں میں اس حقیقت کو تم دیکھ لو۔

در دساتیر و بہ گیتا در نگر
مژدہ ہائے بعثتِ خیر البشر

دساتیر اور گیتا میں بھی آپ خیر البشرؐ کی بعثت کے متعلق خوشخبریاں دیکھ سکتے ہیں (دساتیر: مجوسیوں کی مقدس کتاب، گیتا: ہندوؤں کی مقدس کتاب)

گفت از وخشور تازی زر دہشت
ذکرِ او را کشن در گیتا نوشت

زرتشت نے بھی اس نبی آخر الزمان کی خوشخبری دی تھی، اس کو کرشن نے گیتا میں ذکر کیا ہے

ذکر احمد را بحکم کبریا
کرد گوتم بدھ بنامِ متریا

آپؐ کا ذکر اللہ کے حکم سے گوتم بدھ نے بھی متریا کے نام سے کیا ہے۔

ابن مریمؑ گفت در وقت اخیر
کردہ سوئے قدس رخسارِ منیر

حضرت ابن مریم علیہما السلام نے آخری وقت میں چہرہ مبارک بیت المقدس کی طرف کر کے فرمایا۔

ختم شد دَورِ تو اے یورو شلم
مطلبش بود آمدِ دیگر حرم

اے یروشلم تیرا وقت ختم ہو چکا ہے! آپؑ کا مطلب تھا کہ حرم دوسرا بن گیا ہے (مکہ مکرمہ یعنی بیت اللہ)

این عقیدہ داشتند حواریاں
یک دگر انجیل آید در جہان

حواری یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ دنیا میں ایک اور انجیل آئے گی

چون به زعمِ خویش عیسی را بدار
کرد آویزان یہودِ بدشعار

جب بدشعار یہودیوں نے اپنے گمان میں عیسیٰؑ مصلوب کیا۔

برسرش بارید لعن کردگار
رفت از قومش ہمہ عزّو وقار

اللہ نے ان پر لعنت برسائی، ان کی قوم سے تمام عزت اور وقار رخصت ہو گیا۔

کرد چون رد آلِ اسرائیل را
حق گزید اولادِ اسماعیل را

جب اللہ نے بنی اسرائیل کو رد فرمایا تو اس کی جگہ اس نے آلِ اسمٰعیل کو (نبوت کے لیے) چن لیا

شد رسولِ رب برائے عالمین
احمد و محمود خیر المرسلین

احمد و محمود تمام نبیوں کے سردار، تمام جہانوں کے لیے رسول بن گئے۔

مستجاب آمد دعاہائے خلیل
چون نبوت یافت سلطانِ جلیل

حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول ہوئی، جب سلطان اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی۔

این نبی را رب خلاق الحمید
قدس نوہم داد و انجیل جدید

اس نبیؐ کو اللہ نے نیا قبلہ اور نئی کتاب عطا فرمائی۔

بعثتِ احمد رسولِ پاک ما
بود برانسان احسانِ خدا

ہمارے پیارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت انسان پر خدا کا بہت بڑا احسان تھا۔

ز انبیاء ہرکس کہ اول رخ نمود
بہر قومے مختصر مبعوث بود

پہلے نبیوں میں سے جو بھی دنیا میں آئے ایک مختصر قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔

برملا گفتا مسیح محترم
گلہ بانِ قومِ اسرائیل اُمم

حضرت عیسیٰؑ نے برملا فرمایا کہ بنی اسرائیل کا میں چرواہا ہوں۔

شاہ ما آمد برائے کل جہان
رحمۃٌ للعالمین گفتش ازان

ہمارے سلطان آئے پوری کائنات کے لیے اس لیے انھیں رحمۃ للعالمینؐ کہا گیا۔

باتو گفتم راز ہائے کردگار
درکتابِ خویش از آغازکار

میں نے اپنی کتاب کے آغاز سے ہی تجھ سے حق تعالیٰ کے راز بیان کر دیئے ہیں۔

بود در دَورِ ازل رازِ کبیر
قبل مادہ خلقتِ برق و اثیر

دَورِ ازل میں بہت بڑے راز تھے یعنی مادہ سے پہلے بجلی اور کششِ ثقل کی تخلیق۔

گشت رتق وفتق اجرامِ سما
راز ثانی از کرمہائے خدا

خدا کی مہربانیوں سے دوسرا راز سیاروں کا اکٹھا ہونا اور ٹوٹنا ہے۔

راز ثالث آمدِ جان درجہان
راز رابع جانِ نوع انسیان

تیسرا راز دنیا میں جان (زندگی) کا آنا ہے یعنی جاندار چوتھا راز نوع انسانیت کی زندگی (اور پیدائش کا) ہے۔

ہست پنجم جلوۂ نور ہدیٰ
درجہان تعلیم احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پانچواں راز دنیا میں اللہ کے نور کا جلوہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم ہے۔

شد اساسِ دین آن والا گہر
وحدت حق وحدتِ نوعِ بشر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ بہت ہی سچا موتی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دین کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نوعِ انسانیت کی وحدانیت۔

سدِ رنگ و ملک را افگندہ است
گفت از یک بحر انسان قطرہ است

رنگ اور ملک کی دیوار کو گرا دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا انسان ایک سمندر کا قطرہ ہے۔

اصل جملہ شعلۂ نورِ خداست
ولولہ زان شعلہ اندر قلب ہاست

تمام کی بنیاد حق تعالیٰ کے نور کا شعلہ ہے۔ اس شعلہ کی وجہ سے دلوں میں ولولہ ہے۔

اے گروہِ انسیان آن سوروید
سوئے عین زندگی یک جادوید

اے انسانوں کے گروہ اس طرف جاؤ عینِ زندگی کی طرف یکجا ہو جاؤ۔

کرد از حرّیت آن شہ گفتگو
از مساوات و اخوت گفت او

اس شہنشاہ نے آزادی کے متعلق فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مساوات اور بھائی چارے کے متعلق بھی فرمایا۔

منسلک کرد است دینش یکسری
چینی و منگول را باربری

آپؐ کے دین نے چینی اور منگول کو بربری کے ساتھ یکسر منسلک کر دیا۔

وحدتِ حق را بما آموخت است
قلب را از نور حق افروخت است

اللہ کی توحید انھوں نے ہمیں سکھائی ہے، دل کو اللہ کے نور سے روشن کیا ہے۔

جز مسلمان کس نداند برملا
معنی توحید ذات کبریا

مسلمان کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا اللہ کی توحید کا مفہوم۔

ہر یکے درجسم جوید شاہ را
فرق نشناسد ز خلق اللہ را

ہر ایک اپنے جسم میں بادشاہ کو ڈھونڈتا ہے، مخلوق سے اللہ کا فرق نہیں پہنچانتا۔

گر نبودے دین احمد در جہان
جہل وظلمت کے برفتے از میان

اگر دنیا میں دین محمدیؐ نہ ہوتا تو ہمارے درمیان سے جہالت وظلمت کب جاتی۔

ہست در اغیار از تقلیدِ ما
پر توِ تعلیمِ توحیدِ خدا

غیر مسلموں میں ہماری تقلید کی وجہ سے اللہ کی توحید کا عکس ملتا ہے۔

بود از قرآن لوتھر باخبر
کرد ترکِ بت پرستی سربسر

لوتھر قرآن سے باخبر تھا سو اس نے بت پرستی کو یکسر چھوڑ دیا۔ (لوتھر جرمنی میں عیسائیت کا ایک رہنما تھا)

کالوِن اسلام را سنجیدہ بود
زین سبب از دین خود رنجیدہ بود

کالون اسلام کے لیے سنجیدہ تھا اس وجہ سے وہ اپنے دین سے پریشان تھا۔ (کالون مذہبِ عیسائیت کا ایک مجدد تھا)

خود موحد فرقۂ نصرانیان
شد ثبوتِ مد عایم این زمان

خود نصرانیوں کا مؤحد فرقہ اس دور میں میرے مدعا کا ثبوت ہے۔

درسِ وحدت داد نانک ازکلام
خود بخوان احوال آن عالی مقام

وحدانیت کا سبق گرونانک نے اپنی تعلیمات میں دیا ہے آپ خود اس بلند مرتبہ کے احوال پڑھ لیں۔ (گرونانک سِکھ مذہب کا بانی تھا)

نیز در ستیارت پرکاش ہنود
آنچہ توحید است ازما سرقہ بود

نیز ہندوؤں ستیارت پرکاش میں جو کچھ توحید ہے وہ ہم سے چرائی گئی ہے۔

چشمۂ توحید قرآنِ خداست
مصطفی جملہ جہان را رہنماست

خدا کا قرآن توحید کا سرچشمہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام دنیا کے لیے رہنما ہیں۔

آخرین انبیا خیر البشر
اظہر الآیات او شق القمر

آپؐ خاتم الانبیاءؑ (خیر البشر) اللہ کی واضح نشانی اور چاند کو دوٹکڑے کرنے والے ہیں۔

گر شنیدی معجز پیغمبران
تو مشو چون دہریان منکر ازان

اگر تو نے نبیوں کے معجزات سنے ہیں تو دہریوں کی طرح ان سے منکر نہ ہونا۔

این کتابم گفت در آغاز کار
عالم حق است ناپیدا کنار

یہ میری کتاب شروع سے ہی کہہ رہی ہے کہ اللہ کی یہ دنیا بہت وسیع ہے۔

از شموسِ کہکشانت گفتہ ام
از نجوم واخترانت گفتہ ام

کہکشاں کے ستاروں کے متعلق میں نے تجھ سے کہا ہے اور دیگر ستاروں اور سیاروں کے متعلق بھی بیان کیا ہے۔

ہست بیرون از علوم و عقلِ ما
این فضائے بیکران را انتہا

اس لامحدود فضا کی انتہا ہمارے علم وعقل سے باہر ہے۔

پس بدان یک عالمے دیگر بود
کان درونِ قلبِ تو مضمر بود

پس جان لے کہ ایک اور جہاں بھی ہوتا ہے جو کہ دل میں مضمر ہوتا ہے۔

رو بگردان ازکلام اوراق را
تابدانی انفس و آفاق را

کلام اللہ کے اوراق کو پلٹ تا کہ تو انفس و آفاق کو جان لے۔

قلب انسان بحر باشد بیکران
چون فضا بے حد تو پہنایش بدان

انسان کا دل ایک بے کراں سمندر کی مانند ہوتا ہے اس لامحدود فضا کی گہرائیوں کو پہچان لو۔

فلسفی گر منکرِ وحی خداست
بے خبر از حس پاکِ انبیاست

فلسفی اگر خدا کی وحی کا منکر ہے تو وہ انبیاء کی مقدس حس سے بے خبر ہے۔

آنچہ رخشد از قلوبِ انبیا
آید از بیرونِ اقطارِ سما

انبیاء کے دلوں سے جو چمکتا ہے وہ آسمان کے قُطروں کے باہر سے آتا ہے۔ (مراد وحی)

چشم ہر کس آن طرف بکشادہ نیست
ساغرِ ہر کس پراز آن بادہ نیست

ہر ایک کی آنکھ اس طرف نہیں دیکھ سکتی ہر ایک کا پیالہ اس شراب سے نہیں بھرا ہوا۔

صاف باشد گر دلت اے باکمال
اندران تا بد جمالِ ذوالجلال

اے باکمال اگر تیرا دل صاف ہو تو اس میں اللہ کا جمال چمکے گا۔

عکس شکل اصل دارد مختصر
آفتابے رابہ تالا بے نگر

اصل صورت کا عکس بہت مختصر ہوتا ہے' سورج کو تالاب میں دیکھ لو۔

آن چنان دل ہرچہ خواہد آن کند
زانکہ او نَے بلکہ خود یزدان کند

جس طرح جس کا دل چاہتا ہے وہ کرتا ہے' اس لیے کہ وہ (دل) نہیں کرتا بلکہ خود اللہ کرتا ہے

گفت زین رو پیر کامل معنوی
در کتابِ مستطابِ مثنوی

اسی موقع پر پیر کامل معنوی (مولانا رومؒ) نے اپنی کتاب مثنوی میں لکھا ہے۔

اولیا را ہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گرداندز راہ

اولیا کو اللہ کی طرف سے قدرت حاصل ہے، پھینکے گئے تیر کو راستے سے ہی پلٹا دیتے ہیں۔

لیک باشد خوئے اوچون خوئے حق
گیرد او از رحمتِ رحمان سبق

لیکن اس کی عادت اللہ کی فطرت کی طرح ہوتی ہے' تو وہ اللہ کی رحمت سے سبق حاصل کرتا ہے۔

در مثالت گویم از میرِ عرب
بہرِ اعدا خواست لطف و مہرِ رب

میں مثال میں تجھ سے سردار عرب ﷺ کا قصہ بیان کرتا ہوں جنھوں نے دشمن کے لیے بھی اللہ کا لطف وکرم مانگا۔

بشنوا عجازِ نبی را مختصر
درکفِ بوجہل تہلیل حجر

مختصر طور پر نبی پاک ﷺ کا معجزہ سنیے ابوجہل کی مٹھی میں پتھروں نے کلمہ پڑھا۔

ہم ز تکثیرِ طعام و از لبن
در حدیبیہ ازان آبِ دہن

اسی طرح حدیبیہ میں آپ کے لعاب دہن سے کھانا اور دودھ بڑھ گیا۔

جزعِ حنانہ بہ ہجرانِ رسول
گشتن آن چوب از فرقت ملول

جزع حنانہ (کھجور کے تنے) کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں رونا اور اس لکڑی کا فراق سے غمزدہ ہونا۔

این ہمہ بر صدقِ دعوایش گواہ
لطف ہا بروے ز درگاہِ اللہ

یہ تمام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوائے نبوت کی سچائی پر گواہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی بارگاہ سے مہربانیاں ہیں

داد او از دَور مستقبل خبر
در صحاح و درسنن کن یک نظر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مستقبل کے متعلق خبردار فرمایا صحاح اور سنن کی کتابوں میں ایک نظر دوڑاؤ۔

باسراقہ گفت آن عالی تبار
باتو دادم من سِوارِ شہریار

اس بلند مرتبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہؓ سے فرمایا میں تجھے ایک بادشاہ کے کنگن کی خوشخبری دیتا ہوں۔

این بہ دَوران عمر آمد پدید
مر سراقہ راہمان زیور رسید

حضرت عمرؓ کے دَورِ مبارک میں یہ بات پوری ہوئی، اور سراقہؓ کو وہ زیور مل گیا۔

داد روزِ خندق آن عالی مقام
مژدہ فتحِ عراق و مصر وشام

غزوہ خندق کے دن اس عالی مقام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عراق، مصر اور شام کی فتح کی بشارت دی۔

از خروجِ قوم اتراک و تتار
کرد مارا باخبر آن نامدار

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ترکوں اور تاتاریوں کے خروج کی خبر دی۔

مژدہا داد اوز لطفِ کبریا
از غزائے ہند وقسطنطانیا

خوشخبریاں سنائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کی مہربانی سے ہندوستان اور قسطنطنیہ سے غزوات کے متعلق۔

گفت بارے آن امیرِ مرسلان
چون بیاید دَورۂ آخر زمان

ایک مرتبہ امام الانبیاء نے فرمایا جب آخری دور آئے گا۔

بر عروج آیند اقوامِ فرنگ
برہمہ غالب چہ در صلح وچہ جنگ

فرنگی (انگریز) عروج پر آجائیں گے، صلح ہو یا جنگ سب (اقوام) پر غالب ہوں گے۔

زان کہ آنہاز اتفاقِ ہمگنان
خود سری را منع دارند از شہان

اس لیے کہ وہ باہم متحد ہونے کی وجہ سے، خودسری کو بادشاہوں سے دور رکھیں گے۔

کے بگنجد در سطورِ این کتاب
شرح حالِ سرورِ عالی جنابؐ

اس کتاب کی سطروں میں آنحضرتؐ کے احوال کی تشریح کہاں سما سکتی ہے۔

غیرِ او از انبیا دیگر کہ بود
آنکہ در تاریخ کس ذکرش نمود

آپؐ کے علاوہ اور کون نبی ہیں جن کا کسی نے تاریخ میں ذکر کیا ہو۔

لیک تاریخ ملل ار بنگری
ہست ہر یک پر زحالات نبی

لیکن تمام ملتوں (اقوام) کی تواریخ اگر تو دیکھے، ہر ایک (کی تاریخ) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سے پر ہے۔

گرچہ شانِ اوزشاہان بیش بود
سیرت او سیرت درویش بود

اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تمام بادشاہوں سے زیادہ تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت درویشوں والی سیرت تھی۔

روزِ فتح مکہ از رحمِ عمیم
دشمنان را کرد دردین مستقیم

فتح مکہ کے دن اپنی عام رحمت کی وجہ سے دشمنوں کو سیدھے دین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

دادنِ جا بہرِ و فدِ عیسوی
خود بہ صحنِ مسجدِ پاک نبی

عیسائیوں کے وفد کو پاک مسجد نبوی میں خود جگہ عطا فرمائی۔

دادنِ اذنِ عبادت بہرِ شان
اندرونِ مسجدِ خود آن زمان

اس زمانے میں ان کو اپنی مساجد میں عبادت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مے نماید پیش عالم آشکار
وسعتِ قلبش ز لطفِ کردگار

اللہ کی مہربانی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کی وسعت دنیا میں حد سے زیادہ دیکھی جاسکتی ہے۔

عار اواز خدمت و محنت نبود
برکس ازوئے کلفت و زحمت نبود

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدمت اور محنت میں کوئی عار نہیں تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کسی کو کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں تھی۔

چون پلیدی کرد ضیفِ نادرست
بستر مہمان زدستِ خود بشست

جب ناسمجھ مہمان نے پلیدی کر دی' تو اس کا بستر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے دھویا۔

خندہ روئی و مہربان و خوش مزاج
بود سلطان بے قلاع و تخت و تاج

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس مکھ' مہربان اور خوش مزاج تھے، محل (قلعوں) اور تخت و تاج کے بغیر بادشاہ تھے۔

خطبۂ آن شاہ در حج اخیر
در ہمہ عالم ندارد یک نظیر

اس شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجۃ الوداع کا خطبہ پوری دنیا میں بے مثال ہے۔

از حقوق زوجہ و جارو غلام
کرد بس تاکید آن عالی مقام

بیوی' پڑوسی اور غلام کے حقوق کے متعلق اس عالی مقام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی۔

ذاتِ خود راہیچ اہمیت نداد
گفت خود را عبد آن رب العباد

اپنی ذات کو ذرا بھی اہمیت نہ دی' اس انسانیت کے مربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کو اللہ کا بندہ کہا۔

وقتِ رحلت گفت یا رب از کرم
تو مگردان قبر مارا چون صنم

رحلت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی، اے میرے رب! اپنے کرم سے میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔

سرّ وحدت را ندانست این جہان
باہمہ جہدِ بلیغ مرسلان

یہ دنیا واحدانیت کے راز کو نہیں جانتی تمام نبیوںؑ کی تبلیغی کوششوں کے باوجود۔

تا دروسِ وحدتِ رب العلی
داد خیر الناس احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہاں تک کہ اللہ کی توحید کا سبق تمام انسانوں کو تو احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی دیا۔

غور باید کرد اندر امرِ کن
شرک را بَرکَند آن از بیخ و بن

امرِ کن میں غور کرنا چاہیے اس نے شرک کو جڑ اور بنیاد سے اُکھیڑ دیا۔

مادہ خود باشد چو محکومِ خدا
امرِکن کا فیست بہرِ ارتقا

مادہ جب خود خدا کا محکوم ہوتا ہے تو اس کے ارتقا (بڑھوتری) کے لیے امرِ کن کافی ہے۔

پس شریکے را نماند احتیاج
امرِ کن داروئے دردِ لا علاج

پس اسے کسی شریک کی ضرورت نہیں، امرِ کن لا علاج مرض کی بھی دوا ہے۔

در جہان ماند منوّر تا ابد
نامِ احمد ضمّ توحیدِ احد

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک جو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی توحید کو اجاگر کرنے والا ہے تا ابد منور رہے گا۔

گرچہ او باخاکیاں درخاک بود
رتبت اوبرتر از افلاک بود

اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاکیوں کے ساتھ زمین میں تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ آسمانوں سے بلند تر ہے۔

من مثالِ احمد و اہلِ جہان
باتو گویم این حقائق را بدان

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام دنیا کی مثال تجھ سے بیان کرتا ہوں، تو ان حقائق کو سمجھ لے۔

ماہمہ اصحابِ کہفیم اے رفیق
تنگ روزن دارد این غار عمیق

پیارے ہم سبھی (غاروالے) ہیں اس تنگ غار میں ایک کھڑکی یا روشن دان ہے۔

سایہ ہائے عالم بالا بہ غار
میر سند از سمتِ روزن برجدار

عالمِ بالا کے سائے غار میں اس روشن دان کے ذریعے غار کی دیوار پر پڑتے ہیں۔

عقل ماشد محوِ سیرِآن ظلال
بے خبر از اصل ودربندِ خیال

ہماری عقل انھی ظلال (سایوں) کی سیر میں محو ہے، اصل سے بے بہرہ ہے اور خیالات کی قید میں

نیست بہرِ علم مادیگر اساس
غیر از تخمین و ازظن وقیاس

ہمارے علم کی بنیاد تخمینے، گمان اور قیاس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

قیدیانِ غار از حالِ برون
کے شود آگہ بغیرِ رہنمون

غار کے قیدی بغیر کسی رہنما کے باہر کے احوال سے کیسے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

خالق ماذاتِ احمد را گزید
او تماشائے ہمہ عالم بدید

ہمارے خالق نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو چنا' اور انھوں نے تمام جہانوں کا مشاہدہ فرمایا۔

کرد سوئے عالم بالا خرام
یافت در قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰى مقام

آپؐ نے عالم بالا کی طرف قدم بڑھائے' اور ''قوسین اوادنی'' میں قیام فرمایا۔(فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰىۚ ۝٩ ترجمہ: یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک۔(سورۃ النجم، آیت:۹، پارہ نمبر ۲۷)

از تقاضائے کرم رب العبید
با محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داد قرآنِ مجید

(بندوں پہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے تقاضوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید عنایت فرمایا۔

چیست قرآن جذوۂ نورِ ازل
در جہان از بارگاہِ لم یزل

قرآن کیا ہے' دنیا میں اللہ کی طرف سے اللہ کے نور کا ٹکڑا ہے۔

تو مجوازانس شرحِ این کتاب
کے نویسد شرحِ حکمت را ذباب

انسانوں سے اس کتاب کی تفسیر کا متلاشی نہ بن، مکھی حکمت کی تشریح کیسے کر سکتی ہے۔

ساکنانِ غارِ تاریکیم ما
ناظر از سوراخِ باریکیم ما

ہم غار کی تاریکیوں کے باسی ہیں' اور باریک سوراخ سے باہر دیکھنے والے ہیں۔

شرح اسرارِ برونی چون کنیم
گرچہ دلہارا زغم پر خون کنیم

باہر کے اسرار کی تشریح کیسے کریں، اگر چہ دلوں کو تفکر میں خون خون بھی کر لیں۔

مرتقی گردد چو زین حالت بشر
سرِّ قرآن راشناسد بیشتر

انسان جب اس حالت سے ترقی کرے گا، قرآن کے بیشتر اسرار سے آشنا ہو جائے گا۔

بہرِ مادر این دوسہ روزہ حیات
چیست بہتر از عمل براُمّہات

اس دو تین روزہ زندگی میں ہمارے لیے، قرآن پر عمل کرنے سے بہتر اور کیا ہے۔

در دو عالم توشۂ راہِ نجات
این نماز و حج و روزہ و زکوٰۃ

دونوں جہاں میں توشۂ نجات یہ نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ ہیں

گفتگوئے ماہمہ وہم وخیال
در دماغ افتادہ از سیر ظلال

ہماری تمام گفتگو وہم اور خیالات ہیں جو سیرِ ظلال سے دماغ میں پڑے ہیں۔

تو درونِ غار تیرہ مبتلا
مقصدت بیرون زاقطارِ سما

تو تاریک غار میں مبتلا ہے ہے جبکہ تیرا مقصد آسمان کے قطروں سے بھی باہر ہے۔

ہست قرآن ریسمانے زان طرف
اربگیری این سرش را لاتخف

قرآن بھی ہمیں اسی چیز کی دعوت دیتا ہے اگر آپ اس کے لاتخف والے راز سے آگاہ ہو جائیں

این کلامِ حضرت رب العلی
ہست باما یادگار مصطفیٰ

اللہ کی بارگاہ کا یہ کلام ہمارے پاس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یادگار ہے۔

مصطفی نورالہدیٰ شمس الضحیٰ
مصطفیٰ خیر الوریٰ بدرالدّجیٰ

مصطفیٰ جو کہ شمس الضحیٰ، نورالہدیٰ، خیرالوریٰ اور بدرالدجیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ہرچہ گفتند از تعصب غربیان
من ندانستم ضرورت ردّ آن

اہلِ مغرب نے جو کچھ تعصب کی بنا پر کہا ہے، میں اس کے رد کی ضرورت ہی نہیں محسوس کرتا۔

گرنداند ولز قدر شاہ را
چشم نابینانہ بیند ماہ را

اگر ولز جیسے لوگ شاہِ دوجہاں کی قدر نہیں پہچانتے تو (گویا) اندھے کی آنکھ چاند کو نہیں دیکھ سکتی۔

عف عفِ مشتے ز دیوانہ سگان
کے کند نقصان ماہِ ضوفشان

پاگل کتوں کی محدود تھوک (منہ کا جھاگ) روشنی پھیلانے والے چاند کا کب نقصان کرسکتی ہے؟

ساخت در یثرب شہنشاہِ جہان
جنّتے رشک گلستان جنان

شاہِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یثرب (مدینہ منورہ) میں پھولوں کا پرشکوہ باغ بنایا۔

تو بخوان احوالِ اصحابِ رسول
جنّتی بود آن عـزیزان را اصول

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احوال پڑھ ان پیاروں کے لیے اصولِ دین ایک جنت ہے۔

از مواخات وہم از ایثار شان
از محبت گرمیٔ بازار شان

ان کا ایثار اور اخوت، ان کی محبت کے بازار کی گرمی کو پڑھ۔

بود این جنت پر از نخل وثمر
تا بہ روزِ قتل بے ہمتا عمرؓ

یہ جنت کھجوروں اور میووں سے بھری ہوئی تھی، حضرت عمرؓ کے یومِ شہادت تک۔

بعد از آن آغاز شد دَورِ خزان
قتل عثمان سوخت اشجارِ جنان

اس کے بعد خزاں کے دور کا آغاز ہوا، حضرت عثمانؓ کی شہادت نے پھلوں کے پودوں کو جلا (مرجھا) دیا

بس علیؓ کو شید تا بارِ دگر
جنّتِ احمد بگردد بارور

حضرت علیؓ نے بہت زیادہ کوشش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت پھر سے بار آور ہو جائے۔

لیک رقصِ قردگانِ ملکِ شام
بر سریرِ منبرِ خیر الانامؐ

لیکن شام کے بندروں کا نبی مکرمؐ کے محراب و ممبر میں رقص کرنا۔

کرد سوئے خویش جذبِ عامیان
جدوجہدِ مرتضےٰؓ شد رائیگان

عام لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر گیا، حضرت علیؓ کی محنت رائیگاں ہو گئی۔

دَورِ خُوبِ زُمرۂ اصحاب رفت
رونق بازارِ آن احباب رفت

صحابہؓ کے خوبصورت دور کی گھڑیاں ختم ہوگئیں، ان ؓ کے بازار کی رونق رخصت ہوگئی

آخرین جلوۂ ہائے آن زمن
رخشد از انوار ایثارِ حسنؓ

حضرت حسنؓ کے ایثار کے انوار سے اس زمانے آخر میں جلوہ ظاہر ہوا۔

بعد ازان افتاد چون غوغائے عام
شد نہان شمسِ اخوت درغمام

اس کے بعد ایک عام شور بلند ہوا، اخوت کا سورج گھٹاؤں میں چھپ گیا۔

یک شبے پیغمبرِ آخر زمان
دید در رویا بہ منبر قردگان

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک رات خواب میں منبر پر بندروں کو دیکھا۔

کیستند این قردگانِ آخرین
بعد از پیغمبرِ پاکیزہ دین

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاکیزہ دین کے بعد آخر میں آنے والے یہ بندر کون ہیں۔

من ز رقاصانِ بوزینہ صفت
برسریرِ پاکِ احمد گویمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک مسند پر بندر صفت لوگوں کے رقص کو میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔

اکثرِ شاہان کہ برروئے جہان
سروری کردند با اعزاز و شان

اکثر بادشاہ حضرات جنہوں نے دنیا میں بڑی شان وشوکت سے حکومت کی۔

برمنابر رقص قردہ کردہ اند
بیخ جنت راز بن برکندہ اند

منبروں پر انھوں نے بندروں کی طرح رقص کیا (یا خود بندر ہی نچائے) جنت کا بیخ جڑوں سے اکھاڑ دیا۔

چند کس بودند زینہا لاکلام
چون عمر عبدالعزیز نیک نام

چند آدمی اس سے مستثنی تھے جیسے عمر بن عبدالعزیزؒ نے نیک نام پایا۔

جملہ مے رفتند رخ سوئے ہبوط
تا بیامد دورِ تخریب و سقوط

تمام کی توجہ تخریب کاری کی طرف تھی یہاں تک کہ سقوط و زوال کا دور آ گیا۔

گر تو عیب خود ندانی اے عزیز
مے شوی چون قردگان بے تمیز

پیارے اگر تو اپنے عیوب نہیں جانتا تو تو بدتمیز بندروں کی طرح ہو جائے گا۔

شَاوِرُوْا فِی الْاَمْرِ چون دادی زیاد
قومِ تو در قعرِ گمنامی فتاد

''شاوروافی الامر'' کو جب تو نے بھلا دیا تو تیری قوم گمنامی کی گہرائیوں میں گر پڑی۔

بادشاہان مست از جامِ غرور
داشتند از اَمْرُھُمْ شُوْرٰی نفور

بادشاہ غرور کے جام سے مست ہوتے تھے ''امرہم شوریٰ'' سے متنفر تھے

کرد شرحِ فتنۂ شہ بہر ما
جسمِ پر خونِ شہیدِ کربلا

شہید کربلاؓ کے خون سے لت پت جسم نے ہمارے لیے فتنوں کی تشریح کر دی۔

ملکِ حق را چون جہنم ساختند
لاجرم حق حکومت باختند

اللہ کے ملک کو جب انھوں نے جہنم بنایا یقیناوہ حکومت کے حق سے کھیلتے رہے۔

زانکہ تخلیف است صالح را مقام
طالحِ دوزخ وطن باشد غلام

اس لیے کہ خلیفہ بننا تو نیک آدمی کے لیے ہے بد بخت تو دوزخ کے وطن کا غلام ہے۔

ساختند اصنام از رسم و رواج
حق گرفت از قوم مسلم تخت و تاج

رسم ورواج کو نبھاتے ہوئے وہ بت تراش بنے اللہ نے مسلمانوں کی قوم سے تخت وتاج لے لیا۔

اے مسلمان رخ ز خالق برمتاب
فایدہ کے بخشدت بعض الکتاب

اے مسلمان! اللہ سے روگردانی نہ کر، تجھے بعض کتاب پر عمل کرنا کب فائدہ دے سکتا ہے۔

تا طواغیتِ کہن را نشکنی
کے قدم برجادۂ حق برزنی

جب تک تو پرانے طاغوتوں (شیاطین وجسام) کو نہیں توڑیگا تو تو کب اللہ کی راہ میں قدم رکھے گا۔

دین احمد را تو شمع راہ دان
بشکنی طاغوت را گرمے توان

دینِ محمدیؐ کو تو مشعلِ راہ سمجھ اور طاغوت کو اگر ہو سکے تو توڑ دے۔

دہر شد ظلمت کدہ خائف مشو
گردِ این اصنام نو طائف مشو

دنیا ظلمت کدہ بن گئی تو فکر نہ کر ان بتوں کے اردگرد طواف نہ کر۔

گرچہ قیدِ بابلی چون دانیال
تو مشو غافل زرب ذوالجلال

اگرچہ تو دانیال علیہ السلام کی طرح بابل میں قید ہو تو بھی اللہ رب العزت سے غافل نہ ہو۔

آن خداوندے کہ باایں دور داد
این چنین امنیست واین عدل و داد

وہ خداوند جس نے اس زمانہ میں اس طرح کا امن اور عدل وانصاف عطا کیا۔

ارتقائے مسلمین خواہد مدام
تو شوی منظورش از جہدِ دوام

وہ خدا مسلمانوں کی دائمی ترقی چاہتا ہے تو ہمیشہ کی محنت سے اللہ کے ہاں مقبول ہو جا۔

در رہِ آن ذوالجلال بے نیاز
سعی باید مرد سوز و دل گداز

اللہ تعالی کی راہ میں سوز اور دل گدازی کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے۔

کن ز توحیدش منور قلب را
تابیابی نصرت از امر خدا

اللہ کی توحید سے دل کو منور کر، تاکہ تو اللہ کے حکم سے فتح پائے۔

داد گلزار نبی ﷺ را آب وتاب
جدوجہد دودہ عبدالوہاب

عبدالوہاب کے لشکروں کی جدوجہد نے نبی ﷺ کے باغ کو آب وتاب بخشی۔

شاد باش اے دل کہ از الطافِ رب
بوئے رحمان آید از خاکِ عرب

خوش ہو جا اے دل کہ اللہ کی مہربانیوں سے، عرب کی مٹی سے اللہ کی نشانیاں ملتی ہیں۔

تا تواریخ امم را ابتدا ست
قومِ سامی حامل شرعِ خداست

جہاں امتوں کی تاریخ کی ابتدا ہے سامی قوم خدا کی شریعتوں کی حامل ہے۔

این زمان ہم چشم دارم از عرب
رہنمائے خلق را برراہِ رب

اس زمانے میں بھی میں اللہ کی راہ کی طرف مخلوق کی رہنمائی کے لیے عرب کی طرف امید لگائے ہوئے ہوں

خاکِ آن کو روب با عجز و نیاز
روضۂ رضوان بود کوئے حجاز

اس (شہر) کی مٹی کو عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھاڑ لے گا (از حد احترام کی طرف اشارہ ہے) کہ روضۂ رضوان حجاز کی گلیوں میں ہے۔

نیز امیدے کہ از مغرب زمین
دور گردد کینہ بادین مبین

نیز امید ہے کہ مغرب کی زمین سے دینِ محمدیؐ کے ساتھ کینہ دور ہو جائیگا

پاک دل اقوامِ مغرب بالضرور
ازشعاعِ دین حق گیرند نور

مغرب کی صاف دِل اقوام ضرور دینِ حق کی متاع سے نور حاصل کریں گی۔

شہریاری داد رب العالمین
غربیان را برگروہِ مسلمین

اللہ نے اہلِ مغرب کو مسلمانوں کے گروہ پر حکومت بخشی۔

شاید این باشد رضائے ذوالمنن
تقویت زیشان بہ دین خویشتن

ممکن ہے اس میں اللہ کی رضا ہو اور ان کی وجہ سے اپنے دین کو تقویت دے۔

علم مادی است در مغرب کمال
ہست در اسلام نور ذوالجلال

مغرب میں مادی اشیاء کا علم بدرجہ کمال ہے‘ اور اسلام میں اللہ کا نور ہے۔

گر میانِ این دو یک جائی شود
مجمع البحرین نورانی شود

ان دونوں تعلیموں کے درمیان اگر اتحاد ہو جائے‘ تو ’’مجمع البحرین‘‘ (دونوں سمندروں کا مجموعہ یعنی پوری دنیا) نورانی ہو جائے۔

سِرِّ دین مصطفٰی ظاہر شود
قلبِ مردم از حسد طاہر شود

دینِ محمدیؐ کے اسرار ظاہر ہو جائیں‘ لوگوں کے دل حسد سے پاک ہو جائیں‘

از محبت جملہ عالم پُر شود
ہر یکے قطرہ بہ دریا دُر شود

پوری دنیا محبت سے بھر جائے‘ دریا کا ہر قطرہ موتی بن جائے۔

ختم گردد دَورِ پیکار و حروب
دور گردد خوئے شیطان از قلوب

جنگ وجدل کا زمانہ ختم ہو جائے‘ دلوں سے شیطان کی عادات دور ہو جائیں۔

بابِ رازِ مادہ را باشد فتوح
سیرگاہِ عقل گردد دشت روح

مادے کے راز کا دروازہ کھل جائے روح کا صحراء عقل کی سیرگاہ بن جائے۔

گردد این دنیائے ما جنت نظیر
نے درو بغض و حسد نے دار وگیر

ہماری یہ دنیا جنت نظیر بن جائے' نہ اس میں بغض وحسد رہے اور نہ دار و گیر رہے

منزلے بس خوشنما در راہِ ماست
پیشِ چشم از جہل و نخوت پردہ ہاست

بہت ہی خوشنما منزل ہماری راہ میں ہے لیکن آنکھوں کے سامنے جہالت اور تکبر کے پردے ہیں

حق بود دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
در جہان حق را تو بخشیدی بقا

دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہے' اے اللہ تو نے دنیا میں حق کو بقا بخشی۔

خالقا از حرمتِ خیر البشر
از گناہِ من نمائی در گذر

اے ہمارے خالق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے وسیلے میرے گناہوں سے درگزر فرما۔

آمدم از بارِ عصیان پشت خم
بردرت یا رب بہ امیدِ کرم

تیرے دروازے پر کرم کی امید لے کر گناہوں کے بوجھ سے کمر دُہری کیے ہوئے آیا ہوں

گرچہ از اعمال خود ہستم خجل
دارم از توحید تو نورے بدل

اگر چہ میں اپنے اعمال پر شرمندہ ہوں' لیکن تیری توحید کا نور میرے دل میں ہے۔

یا خدا قائم مرا بردین بکن
ای فرشتہ بردعا آمین بکن

اے اللہ مجھے دین پر قائم رکھ' اے فرشتے میری دعا پر آمین کہہ دے،

تحفۃ الابرار بود اول کتاب
یادگارِ جوش افکارِ شباب

افکارِشباب کے جوش کی یادگار سب سے پہلی کتاب تحفۃ الابرار تھی۔

اندران گفتم ز توحیدِ الٰہ
از شرورِ مردمِ گم کردہ راہ

اس میں میں نے اللہ کی توحید بیان کی' اور گمراہ لوگوں کے احوال بھی لکھے۔

مشرق الانوار در احکامِ دین
شد رقم از لطفِ رب العالمین

رب العٰلمین کے لطف وکرم سے دین کے احکام میں ''مشرق الانوار،، لکھی گئی۔

این صحیفہ ہم ز فضلش شد تمام
ہرچہ دردل بود گفتم والسلام

یہ کتاب ''صحيفة التكوين'' بھی اس کے فضل سے مکمل ہوگئی جو کچھ دل میں تھا' میں نے کہہ دیا۔ والسلام!

مناجات

بدرگاہِ قاضی الحاجات

که درایّام اشتداد مرض فالج نظر شد

قاضی الحاجات اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعائیں جو کہ فالج کے شدید مرض میں لکھی گئیں۔

الٰہا خالقا پروردگارا
بپا دارندۂ لیل و نہارا

یا الٰہی اے خالق، اے پروردگار دن اور رات کو قائم کرنے والے۔

تو خلاقی الہ العالمینی
تو شاہِ یومِ دین حق المبینی

تو خلاق ہے تمام جہانوں کا معبود ہے تو روز انصاف کا مالک ہے، حق المبین ہے۔

تو رحمانی رحیمی ذوالجلالی
تو پاک از کفو و از ندوِ مثالی

تو رحمان ورحیم ہے بزرگی والا ہے تو پاک ہے یکتا ہے اور بے مثال ہے تیرا کوئی ہمسر نہیں

خداوندا تو ستار العیوبی
خداوندا تو غفّار الذّنوبی

اے اللہ تو عیوب کو چھپانے والا ہے، اے اللہ تو گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

تو قہار و تو جباری خدایا
تو ستار و تو غفاری خدایا

تو قہار ہے تو جبار ہے اے اللہ! اے اللہ تو ستار ہے تو غفار ہے۔

خدایا مالک ہر دو جہانی
خدا یا خالق کون و مکانی

اے اللہ اے دونوں جہانوں کے مالک اے اللہ کون و مکاں کے خالق۔

تو کردی اے خدا رتق ہیولیٰ
تو فتقش کردی و آن شد مجزّیٰ

تو نے ہیولیٰ کو اکٹھا کیا پھر اسے توڑ کر تقسیم کر دیا۔

نظامِ نجم و کوکب آفریدی
تو روزِ روشن و شب آفریدی

ستاروں اور سیاروں کے نظام تو نے بنائے تو نے روشن دن اور تاریک رات بنائی۔

پر از انجم نمودستی فضارا
چو گوئے ساختی این ارض مارا

تو نے فضا کو ستاروں سے پر کر دیا اور ہماری اس زمین کو گیند کی طرح (گول) بنایا۔

اشاور این نجومِ بے شمارند
بہ حکمت در فضا رہ می سپارند

ان ستاروں کی بے شمار سیر گاہیں تیری حکمت سے فضا میں محوِ گردش ہیں۔

زمین از حکمِ خالق بے قرار است
مسافر گرد محور ہم مدار است

اللہ کے حکم سے زمین بے قرار ہے (متحرک ہے) محور اور مدار کے گرد محوِ گردش ہے۔

ہمہ اجرام از حکم خداوند
بہ افلاکِ مدار خویش تازند

اللہ کے حکم سے تمام اجرام فلکی آسمانوں میں اپنے مدار پر چلتے ہیں۔

تو دادی رتبۂ طین مضمحل را
نبات وحے نمودی آب و گل را

تو نے مضمحل مٹی کو رتبہ دیا نباتات اور حیوانات کو تو نے پانی اور مٹی سے پیدا کیے۔

ثمر دادی تو انواع شجر را
ز طین کردی تو آغاز بشر را

تو نے درختوں کی مختلف قسموں کو پھل عطا کیے مٹی سے تو نے بشر کا آغاز کیا۔

ز حکمت اے خدائے پاک داور
بکردند ارتقا احیا سراسر

اے اللہ تیری حکمت سے زندگی نے مسلسل ترقی کے مدارج طے کی۔

ترا از لطف چون بروی نظر شد
ترقی کرد جرثوم و بشر شد

تیرے لطف کی نظر جب اس پر پڑی تو جراثیم (خلیہ یا نفعہ وغیرہ) نے ترقی کی اور انسان بن گیا

تو دادی عقل انس پر خطارا
دلیل راہ نمودی انبیا را

تو نے خطا کار انسان کو عقل دی اور انبیاء کو رہنما بنایا۔

زخاصانِ تو آدمؑ شیثؑ و نوحؑ اند
چو ابراہیمؑ وآلِ پر فتوح اند

تیرے خاص بندوں میں آدمؑ شیثؑ اور نوحؑ ہیں نیز حضرت ابراہیمؑ کی نیک اور صالح اولاد شامل ہیں

ذبیح اللہ اسماعیل خوانند
چو اسحاق اب اسرائیل خوانند

اسماعیلؑ کو ذبیح اللہ کہتے ہیں جیسے اسحاقؑ کو ابو اسرائیل (اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کا باپ کہتے ہیں)

چو موسیٰ آنکہ باحق گشت گویا
ز اعجازش بشد شق آب دریا

موسیٰؑ جو کہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے ان کے معجزے سے دریا کا پانی شق ہو گیا۔

چو داود و سلیمان مکرم
کہ بودند ہر دو شاہان معظم

(تیرے خاص بندوں میں سے) داؤدؑ اور سلیمانؑ بھی ہیں جو کہ دونوں بڑے بڑے بادشاہ بھی تھے

چو عیسیٰؑ پیغمبر پاک بنیاد
کہ او از بطن مریم بے پدر زاد

عیسیٰؑ بھی ہیں پاک پیغمبر جو کہ مریمؑ کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

چو رحمِ تو بعالم شد فراوان
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آورد قرآن

جب تیرت رحمت کی دنیا میں فراوانی ہوئی تو محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن لے کر آئے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحمۃً للعالمین است
محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہادئ روئے زمین است

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحمۃ اللعامین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہادی روئے زمین ہیں۔

محمد ﷺ سرورِ لولاک باشد
محمد ﷺ برتر از افلاک باشد

آپ ﷺ سرورِ لولاک ہیں آپ ﷺ آسمانوں سے بھی بہت بلند تر ہیں۔

محمد ﷺ صدر بزم کائنات است
محمد ﷺ چشمۂ آبِ حیات است

آپ ﷺ بزم کائنات کے صدر ہیں، آپ ﷺ آبِ حیات کے چشمہ ہیں۔

چو شمس دین احمد برزمین تافت
ازین تکمیل علم من لدن یافت

جب دین محمدی ﷺ کا سورج روئے زمین پر چمکا اس سے علم لدنی کی تکمیل ہوئی۔

حجابے حق باو کے داشت مابین
برفت او پیشتر از قاب قوسین

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے درمیان حجاب کب رکھتے تھے! آپ ﷺ تو قاب قوسین سے بھی بہت آگے چلے گئے۔

وجودش فخرِ موجودات باشد
زحق دایم بروصلوۃ باشد

آپ ﷺ کا وجود فخر موجودات ہے آپؐ پر اللہ کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے درود وسلام رہے۔

خداوندش ثناہا کرد و تبجیل
کتابش ناسخِ توریت وانجیل

اللہ نے آپ ﷺ کی تعریفیں اور بزرگی بیان فرمائی ہے آپؐ کی کتاب تورات اور انجیل کو منسوخ کردینے والی ہے۔

خداوندا بذاتِ کبریاء یت
خداوندا بحق انبیاء یت

اے اللہ تیری ذات کبریا کا واسطہ اے اللہ تجھے تیرے نبیوں کا واسطہ۔

خداوندا بحق مصطفایت
بحق آن رسول باصفایت

اے اللہ تیرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واسطہ اے اللہ تجھے اس پاک نبیؐ کا واسطہ۔

بحق وحدت ذات قدیمت
بحق رتبت عرش عظیمت

تجھے تیری ذاتِ قدیم کی وحدانیت کا واسطہ، تجھے تیرے عرشِ عظیم کا واسطہ۔

بحق این کلام پر جلالت
بحق این کمال بے زوالت

اس بزرگی والی کتاب کا واسطہ اس قرآن بے زوال کا واسطہ۔

بحق جملہ آیات کلامت
بحق جملہ احکام عظامت

تیرے کلام کی تمام آیات کا واسطہ تیرے تمام احکام عظیم کا واسطہ۔

بحق کعبۂ بیت الحرامت
بحق رتبت ماہِ صیامت

تیرے بیت الحرام کا واسطہ تجھے ماہِ رمضان کا واسطہ۔

بحق صدق صدّیق معمر
بحق رتبت فاروق اکبر

صدیق اکبرؓ کی صداقت کا واسطہ تجھے فاروق اعظمؓ کے رتبے کا واسطہ۔

بحق ناشر قرآن عثمانؓ
بہ حق مرتضیٰ محبوب سبحان

ناشرِ قرآن عثمانؓ کا واسطہ علی المرتضیٰؓ محبوب سبحان کا واسطہ۔

بحق اہل بیت پاک اطہر
بحق جملہ اصحابِ پیمبر

پاک وطاہر اہل بیتؓ کا واسطہ نبیؐ کے تمام صحابہؓ کا واسطہ۔

بحق جملہ خاصان یگانہ
زوقت مصطفیٰ تا این زمانہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس دور تک کے تمام نیک اور تیرے خاص بندوں کا واسطہ۔

بمن دہ صحت گم کردۂ من
بدہ جانم بجسم مردۂ من

مجھے میری گم شدہ صحت عطا فرما میرے مردہ جسم میں جان عطا فرما۔

خداوندا عطا کن تندرستی
نجاتم دہ زرنج و ضعف و سستی

اے اللہ مجھے تندرستی عطا فرما مجھے مصیبت کمزوری، اور سستی سے نجات عطا فرما۔

تنم رنجور و مفلوج وضعیف است
زپا افتادہ چون مور نحیف است

میرا جسم تکلیف زدہ، فالج زدہ اور ضعیف ہے پیروں سے گرا ہوا کمزور چیونٹی کی طرح۔

برفت آن طاقت و تاب و توانم
شدہ بے حس لحوم و استخوانم

میری طاقتیں اور توانائیاں رخصت ہوگئیں میرا گوشت اور میری ہڈیاں بے حس ہوگئیں

خداوندا چہ علت روبمن شد
کہ حالم عبرتِ اہل وطن شد

اے اللہ مجھے کیسی بیماری لاحق ہوئی کہ میری حالت اہل وطن کے لیے عبرت بن گئی۔

الٰہی بے مثال ولا یزالی
قدیمی کاملی پاک از زوالی

اے اللہ اے بے مثال ولم یزل! تو قدیم ہے، جملہ حوادث سے پاک ہے

ز حُکمت ناروجنت گشت پیدا
ز لطفت شد بعالم دین ہویدا

تیرے حکم سے جنت اور جہنم پیدا ہوئیں تیرے لطف سے دنیا میں دین اسلام ظاہر ہوا

مرادہ باز آن تاب و توانم
میاور نقص در نطق لسانم

مجھے دوبارہ وہی طاقت اور توانائی عطا فرما میری زبان میں نقص (لکنت) پیدا نہ فرما۔

خداوندا زالطافِ نہانی
مکن شل دست و پایم درجوانی

اے اللہ اپنی خفیہ مہربانیوں سے عالمِ شباب میں میرے دست و پا کو شل نہ فرما۔

اگرچہ پرگناہ و روسیاہم
بدر بارت خدایا داد خواہم

اگرچہ گناہ گار اور روسیاہ ہوں اے خدا تیرے دربار میں داد کا طلب گار رہوں۔

نہ راہ دادم بدل ہرگز شکے را
نہ جستم غیر وحدت مسلکے را

میں نے اپنے دل میں ہرگز شک کو جگہ نہیں دی تیری توحید کے سوا میں نے کسی مذہب کی جستجو نہیں کی

گذشتہ بارگاہِ چون تو شاہے

نہ رفتم درپئ طاغوت گاہے

الٰہی تجھ جیسے شہنشاہ کے دربار سے بھٹک کر میں شیطان کی راہ نہیں چلا۔

ندانستم شریکت ہیچ کس را

ترا عبدم نہان وآشکارا

میں کسی کو تیرا شریک نہیں ٹھہراتا' ظاہراًاور باطناً تیرا ہی عبادت گذار ہوں۔

نکردم شرک از جہل وضلالت

نہ اندر وحدت ونے دررسالت

جہالت اور ضلالت کی رو سے میں نے شرک نہیں کیا' نہ توحید میں اور نہ ہی رسالت میں

سزائے بغی عصیان را چو دادی

بکن رحمے کہ تو رب العبادی

الٰہی اگر تو نے میرے گناہوں کی سزا مجھے دی ہے، پھر بھی مجھ پر رحم فرما کہ تو اپنے بندوں کا رب ہے۔

●●●●●●●

اشاعت جدید اردو ترجمہ کے ساتھ

ستمبر ۲۰۱۴ء، بمطابق ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ

ناشر: **قاری فیض اللہ چترالی**

مکتبہ امام محمد و مدرسہ امام محمد ایف بی ایریا بلاک ۲۲ کراچی

ای میل: chitrali@hotmail.com

فن تعمیر کا عظیم شاہکار شاہی مسجد چترال اِک نظر میں

شاہی مسجد کو ہز ہائی نس مرحوم جناب سر شجاع الملک نے تعمیر فرمایا تھا اس مبارک اور عظیم الشان مسجد کی تعمیر کے اختتام پر ہز ہائی نس مرحوم نے مندرجہ ذیل عبارت تحریر کر کے ہمارے لئے بطورِ یادداشت چھوڑا۔

ننگِ اسلاف

مولانا صاحب الزمان (عفی عنہ) خطیب شاہی مسجد چترال

15/2/1955

تعریف اور شکر گزاری اس ذات بے ہمتا کے لائق ہے جس نے مجھ جیسے گناہ گار کو اس مسجد کے تعمیر کی توفیق عطاء فرمائی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ سال ۱۳۳۹ ہجری بمطابق ۱۹۱۹ عیسوی کو اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی، بنیاد رکھنے کے دو سال بعد حج بیت اللہ شریف، زیارت رسول ﷺ اور شام وعراق میں انبیاء واولیاء کے مزارات پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، سال ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۴ء میں مسجد سعید کی تعمیر اپنے اختتام کو پہنچی۔ میرے پاس وہ زبان نہیں جو اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے قابل ہو چونکہ میرا مقصد رضائے الٰہی کے حصول کے علاوہ اور کچھ نہیں اس لئے حق تعالی کی رحمت سے امیدوار اور دعا گو ہوں کہ اس عمل کو شرف قبولیت بخش کر میرے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنائے اور اس عمارت کو دیر تک محفوظ سلامت وقائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین، نیک کردار مومنوں سے جو اس مسجد میں عبادت کی سعادت حاصل کریں التجاء ہے کہ اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں۔

فقط

شجاع الملک

مہتر ریاست چترال

بحوالہ تحریر: جناب مولانا خلیق الزمان صاحب، خطیب شاہی مسجد چترال



شاہی مسجد چترال کا ایک روح پرور منظر

مکتبہ امام محمد
مدرسہ امام محمد، فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر 22، کراچی